فاعلم أنه لا اله الا الله

کتاب التوحید

تالیف

العالم الامام شیخ الاسلام مجدد ملت قامع
بدعت راس الموحدین، مصلح النجدیین، شیخ محمد
بن عبدالوہاب تمیمی نجدی، متوفی ذوالقعدۃ الحرام
سنہ ۱۲۰۶ھ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و تحشیہ

الفقیر الی رحمۃ ربہ الغنی ابو عبداللہ محمد بن یوسف السورتی لطف اللہ بہ و کرم

مطبع جامعہ ملیہ میں چھپکر

قرول باغ دہلی ۵ سے شائع ہوئی

فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ ع

کتاب التوحید

تالیف

الامام الہمام شیخ الاسلام، راس الموحدین قامع المبتدعین الشیخ محمد بن عبدالوہاب التمیمی

النجدی رحمہ اللہ تعالیٰ

عنی بترجمتہ وطبعہ

الفقیر الی رحمۃ اللہ العلی الغنی ابو عبداللہ

محمد بن یوسف بن محمد السورتی لطف اللہ بہ وکرمہ

سنہ ۱۳۵۰ھ

مطبع جامعہ ملیہ اسلامیہ پریس دہلی

قیمت عہ

بار اول ۱۰۰۰

الیٰ ربّ الارباب

تہدیۃ الکتاب من العبد الاواب

مناجات از مولانا قطب الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی میں ہوں بندہ بس گنہگار
کہ بھاگا در سے تیری میں سو بار

الٰہی در بدر بھٹکا پھرا میں
نہ آسودہ ہوا ہرگز ذرا میں

الٰہی نفس شیطاں نے ستایا
نہ جانا تھا جہاں رستا بتایا

الٰہی ہر طرف سے پھر پھرا کے
پڑا اب تیرے دروازے پہ آ کے

الٰہی تو شہنشاہِ جہاں ہے
الٰہی دوسرا تجھ سا کہاں ہے

نہیں قادر الٰہی کوئی تجھ سا
نہیں عاجز الٰہی کوئی مجھ سا

الٰہی شاہ تو ہے میں گدا ہوں
الٰہی تو غنی میں بے نوا ہوں

الٰہی تو غفور اور میں گنہگار
الٰہی تو کریم اور میں گرفتار

الٰہی تو قوی اور ناتواں میں
خداوندا کہاں تو اور کہاں میں

نہ کر مجھ سے میں جس کی ہوں سزاوار
تو لائق اپنے کر اے میرے غفار

الٰہی میں کروں غم کس سے اظہار
الٰہی کون ہے میرا مددگار

الٰہی کمترین بندگاں جاں
الٰہی کر مری مشکل تو آساں

الٰہی بخش دے اپنے کرم سے
چھڑا دے دین اور دنیا کے غم سے

الٰہی ہیں سبھی محتاج تیرے
الٰہی بخش دے ماں باپ میرے

الٰہی آسرا رکھتا ہوں تیرا
تو کرنا خاتمہ بالخیر میرا

فہرست مضامین

کتاب التوحید

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات
والنور، ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ٥ ھو الذی خلقکم من طین
ثم قضی اجلا، واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون ٥ وھو اللہ
فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ٥
وما تاتیھم من ایۃ من ایات ربھم الا کانوا عنھا معرضین ٥ فقد
کذبوا بالحق لما جاءھم فسوف یاتیھم انباء ما کانوا بہ یستھزءون ٥
تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا ٥
وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا ٥
تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر ٥ الذی خلق الموت
والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور ٥ فسبحان اللہ
حین تمسون وحین تصبحون ٥ ولہ الحمد فی السموات والارض
وعشیا وحین تظھرون ٥ والصلوۃ والسلام علی من بعث شاھدا

وَمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ، وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ، اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ ، رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ ، وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ ، وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الدِّيْنِ ، وَقُدْوَةِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ الَّذِيْنَ قَامُوْا لِاِعْلَاءِ كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ لِقِيَامِ الْمُبِيْنِ ، وَجَاهَدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَكَانُوْا مِنَ الصَّابِرِيْنَ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ، فَصَارُوْا مِنَ الْفَائِزِيْنَ ، وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، اٰمِيْن

اَمَّا بَعْدُ :- اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحمت سے انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے، ان کے ذریعہ مخلوق کو اپنی مرضی سے آگاہ کیا، مفسد اخلاق اور ناپسندیدہ باتوں کی ممانعت فرمائی، یہ ایسی برائیاں تھیں جن کے ہوتے ہوئے کسی طرح انسان نیکی، بدی، بھلائی برائی میں ہرگز تمیز نہیں کرسکتا، اس کی سلیم فطرت، عقل و بینائی تباہ و برباد ہوجاتی۔ اور پھر انسان و حیوان میں کسی قسم کا امتیاز ہی باقی نہ رہتا، قلب کے صحیح علاج کے لئے یہ پاک نفوس آئے، ان کی تعلیم سے انسان حقیقی انسان اور کامل بن گیا، یہ اپنا جنس کی خیر و فلاح، بہبود و کمال کو اپنا اصل اصول اور اسی کو اپنی حیوۃ کا لب لباب و خلاصہ اور غایت سمجھتے تھے، ایک لمحہ کے لئے اس سے غفلت کو موت، اور اس سے بے پرواہی کو تباہی و بربادی خیال کرتے تھے اگرچہ انسان نما حیوان ان کے جانی دشمن، اور ان کے خون کے پیاسے، عزت و آبرو کے فنا کرنے میں کوئی موقعہ باقی نہ رکھتے، نہ کسی قسم کی فروگذاشت روا سمجھتے۔ مگر انہوں نے اپنے میدان عمل میں سبقت و سرعت، تقدم و ترقی کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا۔ آگے بڑھ کر پیچھے ہٹنا بھی نہ جانتے تھے۔ خواہ ساری دنیا سے مقابلہ ہو۔ کوئی فوج و لشکر، قوت و سطوت، مملکت و سلطنت ان کے عزم راسخ میں ذرہ برابر خامی یا کمی نہیں پیدا کرسکی، نہ اس کی کچھ حقیقت ان کی نظروں میں قائم ہوئی، یہ اپنے مقاصد کی تکمیل، خدا کے احکام کے اتمام میں کسی

چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے، بہت سے دشمن اقوام وملوک جبابرہ وقیاصرہ ان کے خلاف اپنی تمام قوت، سازوسامان، اسلحہ واوزار سے مقابلہ کے لئے تیار ہوئے، تمام آلات واسباب کی نمائش کی، مگر نتیجہ کیا ہوا، وہی جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا

كذبت قبلهم قوم نوح واصحاب الرس وثمود وعاد وفرعون واخوان لوط واصحاب الايكة وقوم تبع كل كذب الرسل فحق وعيد۔

(قوم نوح، اور رس والے اور ثمود، عاد، فرعون اور لوط کی قوم، ایکہ والے، اور تُبّع کی قوم یہ سب اللہ کے انبیاء کو جھٹلا کر ان کے مقابلہ میں آئے بالآخر اللہ کے عذاب کا وعدہ سچا ہوا) یہ سب کے سب برباد وفنا کر دیئے گئے۔ ان کا نام لیوا آج دنیا میں باقی نہیں۔

انبیاء اللہ ہر بہتر صورت سے بنی نوع انسان کو صراط مستقیم، اللہ کی مرضی، راہ حق سمجھاتے، مگر یہ لوگ اپنے رسم ورواج، بزرگوں اور باپ دادا کی تقلید پر اڑے رہتے، اور تکبر ونخوت، الحاد ومکر، خبث وعناد میں روز بروز ترقی کرتے، اور اللہ کے نیک بندوں پر پھبتیاں اڑاتے، ان پر غمزے کرتے، اور ان کو ہر طرح کی ذلت دینے کے لئے ساری کوشش ختم کر دیتے تھے، آخر یہ سب باتیں کس لئے؟ محض اس لئے کہ وہ ان کی اخلاقی خرابیوں کی اصلاح اور انہیں بے راہی سے ہٹا کر سیدھی راہ پر لگانا چاہتے تھے، قانون الٰہی کی پابندی میں صحیح اخوت، مساوات، عدل وانصاف کا درس دینا چاہتے تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح یہ سب اللہ کے بندے اور اسی کی مخلوق ہیں، صرف اسی کی بندگی کریں۔ اور اسی کے روبرو اپنی عبودیت، عجز وانکساری کا اظہار کریں، اور آپس میں محبت والفت سے زندگی گذاریں، مال وزر جاہ وحشم، سطوت وشوکت کی محبت میں ایسے مغرور نہ بنجائیں کہ حق وباطل کی تمیز ان کے دل سے فنا ہو جائے، جن وپری، بھوت ودیو، زندہ ومردہ، غوث وقطب کسی کو نفع وضرر، خیر وشر کا مالک نہ سمجھیں، اور صرف اللہ کو ہی مختار کل اور مسبب الاسباب تسلیم کریں، نہ ان اللہ کے بندوں نے دشمنی کی کوئی صورت کی تھی۔ نہ ان کے مال وجائداد، عزت وناموس پر کسی قسم کا حملہ کیا تھا، نہ ان کی بربادی کی کچھ سعی کی تھی بلکہ یہ عداوت محض اس لئے

تھی کہ وہ ایک خدا کی طرف بلاتے، اور اس کی عبادت میں اخلاص پر زور دیتے تھے، ان بے مظالم کی اصلاح اور تعدّی کو مٹانا چاہتے تھے، جس غرض کو لیکر یہ لوگ آئے تھے، اس کی تکمیل ایسے علو ہمت، استقلال و استقامت سے کی کہ کسی وقت اسے لغزش نہ ہوئی۔ جس قدر مصائب و آفات، آلام و مشکلات کا سامنا ہوا سب کو برداشت کیا، تمام عوائق ختم ہوگئے، آفات کے پردے چاک ہوگئے، ظلمت شرک و باطل مٹ کر حق کا نور ظاہر ہوا، وہ اپنا کام پورا کرگئے۔ ان کی روشن زندگی پچھلوں کے لئے نمونہ و اسوہ بن گئی، ان سب انبیاء میں ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاءؑ آخری نبی ہیں۔ آپ ایسے وقت تشریف لائے کہ دنیا بدترین مظالم و شرک کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی، سلطنتیں آپس کے عداوت میں مبتلا ہوکر جنگ و جدل قتل و غارت کے سوا کچھ نہ جانتی تھیں، رشوت اور ہر قسم کی بے قاعدگی عام تھی، گھر گھر بت خانے بنے ہوئے تھے، زنا چوری، شراب خواری، قمار بازی، لوٹ مار اور غارتگری عام و شائع تھی، بہائم کی طرح ایسی زندگی گذاری جاتی تھی کہ حلال و حرام میں کوئی تمیز باقی نہ رہی تھی، حرص و طمع اور مکر و رشوت ستانی ایسی غالب تھی کہ کسی قسم کے انصاف و عدل کی امید ہی نہ تھی، ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے دین مبین نازل فرماکر اپنے بندوں پر نعمت کی تکمیل کی۔ **توحید** کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا، جس کا اقرار اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں؟) کے ذریعہ عالم ارواح میں لیا گیا تھا اور جس پر بندوں نے بَلٰی (ہاں) کہکر اقرار کیا تھا۔ اس عہد کو پس پشت ڈالکر یہ ہو چکا تھا کہ کسی نے دو خدا بنائے تھے، ایک خالق خیر، دوسرا خالق شر، کوئی تین خدا مانتا تھا، کسی نے سورج، چاند، ستارہ، جن، بھوت، پری، پتھر، امام، پیر، مولوی، درویش قبر، تصویر، مورت، دریا، پہاڑ، کیڑے، مکوڑے، غرض ہر چیز کی پرستش اپنے دین و ایمان کا جزو اعظم بنا رکھی تھی۔ ایسے وقت میں صحیح توحید کی تعلیم دی گئی۔ **توحید** کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ زبان سے اللہ کو ایک کہو اور جسقدر برائیاں، شرک و بدعت کے کام ہوں کرتے رہو، یہ درحقیقت توحید کو بدنام کرنا اور اس سے تمسخر اپنا ہے۔ **توحید** کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک بات میں اللہ وحدہٗ لاشریک کو یکتا مانیں، اسی کے احکام کے پابند ہوں، اور تمام مخرب

اخلاق، مفسد باتوں سے پوری طرح اجتناب کریں، شرک فسق و فجور رسم و رواج، زندہ و مردہ، غوث و قطب، جن و ملک ان تمام چیزوں سے الگ ہوکر صرف ذات باری تعالےٰ سے تعلق پیدا کیا جائے۔ ہر خیر و شر نیکی و بدی، نفع و ضرر، مرض و صحت، ترقی و تنزل حاجت و ضرورت میں اسی کی طرف توجہ کیجائے، اور اسی کو اپنا معین و ناصر، کارساز و حامی، فریادرس و مستغاث سمجھا جائے، ہر قسم کی ضرورت میں اسی سے التجا، و فریاد کیجائے۔ اور ہمیشہ اس کے فرمان کی اتباع مدنظر رہے، اس کے حکم کے سامنے کسی بڑے چھوٹے غریب و امیر، حاکم و محکوم کے حکم کی کوئی وقعت و حرمت نہ ہو، زندگی اور موت، اور اسکے تمام اسباب و علائق محض اسی سے متعلق ہوں اور اسی کے واسطے ہر چیز قربان کی جائے۔

اسلام نے توحید و شرک کی جو تقسیم کی اور اس کے متعلق جو تعلیم دی، اس کی مثال دنیا کی کسی تعلیم میں نہیں مل سکتی۔ چونکہ یہ آخری تعلیم تھی، اور اس وقت شرک و کفر کے تمام رسوم و طریقے بھی انتہائی حالت پر پہونچ چکے تھے، اس لئے پوری تعلیم کی ضرورت بھی واقع ہوئی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ توحید نے اگر صرف ظاہری اصلاح نہیں کی، بلکہ اس کے ماننے والوں کی دینی و دنیوی ظاہری و باطنی وہ کچھ اصلاح کی جو اس کے بغیر ہرگز ممکن نہ تھی، چنانچہ عرب میں جہاں اس کی سب سے اول تلقین کی گئی اصلی کیفیت ظاہر ہوئی، ان کی خانہ جنگیوں کو یک قلم مٹا دیا، ان کے نسب و حسب کے تفرقے فنا کر دئے ان کی جنگی قوت آپس سے ہٹا کر اعداء کے مقابل کی گئی۔ ان کی نفرقہ پردازی، اور ان کے اختلاف کو اتحاد و اخوت، انتظام و نظم سے بدل دیا، وہ دشمنی کے بعد بھائی بھائی، ذلت کے بعد عزت والے، مغلوبیت کے بعد غالب، فقر کے بعد غنی، بداخلاقی کے بعد با اخلاق بن گئے عدل و انصاف نے ظلم و فساد کی جگہ حاصل کر لی اور ایسی قوم جسے علم سے کوئی تعلق نہ تھا، جو جہاں بانی جہاں کشوری سے بہت بعید تھی، علماء و فقہاء اور فاتح دنیا کی صف اول میں شمار ہونے کے قابل بن گئی، تقوی و زہد، روحانیت و سلامت کے مقتدی بن گئے، یہ لوگ علم کے ایسے شیدائی و فدائی بنے کہ ایک

ایک علمی نکتہ کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کیا، اور مشرق سے مغرب، مغرب سے مشرق کی طنابیں ملا دیں، تمام پہلی قوموں کے علوم و فنون جمع کر کے کھنگال ڈالے، اور جہاں سے علم و فن کا پتہ چلا۔ بلا توقف اس کے حصول میں پوری سعی کی اور اس قدر ترقی کی کہ شاگرد۔ استاد سے سبقت لے گیا۔ کسی زمانہ میں جو شاگرد تھا، دنیائے علم و فضل کا امام و استاد بنگیا۔ آج دنیا کے علوم و فنون ان کے رہین منت ہیں، ہر فن کی اصلاح و ترقی میں ان کے کارنمایاں نظر آتے ہیں، کیا علوم دین اور کیا دیگر علوم و فنون سب میں وہ کمال حاصل کیا کہ دنیا ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کے لئے مجبور ہوئی، آج تمام علوم و فنون کی اشاعت میں ان کا بہت بڑا تعلق ہے۔

تلك آثارنا تدل علينا فانظروا بعدنا الى الآثار

سلف صالحین کے بعد تنزل کا دور شروع ہو گیا مسلمان اتحاد کی جگہ اختلاف، معاونت کی جگہ ظلم و شقاق کیطرف لوٹنے لگے۔ توحید کی جگہ شرک و رسوم کفر نے لے لی، سنت کی جگہ بدعت، تحقیق کی جگہ تقلید نے، ظاہر کی جگہ باطن کے جھوٹے اعتقاد و ادعا نے لیکر تمام ایمانی قوت کا خاتمہ کر دیا، تصوف و رہبانیت نے جہاں بانی و جہاں کشوری کے ولولہ کو فنا کر کے چند جھوٹے نمائشی اوراد و وظائف کو اصل اصول دین بنا دیا، تسبیح خوانی سے دنیا کو دھوکہ دینا اور طویل و عریض جبہ و دستار، خرقہ و طیلساں کے ذریعہ ظاہری رعب قائم کرنا، یہی غایت درجہ کمال، انتہا فضل و جلال شمار ہونے لگے۔ بجائے اس کے کہ صرف اللہ پر توکل ہوتا، اسی سے استعانت و مدد طلب کی جاتی، اسی کے احکام کی پابندی ہوتی، غیر اللہ پر بھروسہ، قبروں اور مردوں سے استغاثہ و استعانت، فتح و نصرت کے طالب ہوئے، دور دراز مسافت کا سفر کر کے قبروں کے مجاور بنے، ان کا اعتکاف و طواف ہونے لگا، اور ان پر وہ تمام عبادت کے کام ختم کر دئیے گئے جو صرف اللہ تعالیٰ سے ہوا کرتے تھے۔ انہیں کو تریاق اکبر، مجرب المجرب اور رب اعظم سمجھ بیٹھے۔ زہد و تقویٰ کا کمال یہ سمجھا گیا کہ دنیاوی معاملات اور فنون حرب و ضرب سے کنارہ کشی ہو، عدل و انصاف کی جگہ ظلم و ستم، رشوت و مکر نے لے لی۔ ہر جگہ معاملہ برعکس ہونے لگا

صحیح توحید فنا ہو گئی، شرک و بدعت نے قبضہ کر لیا۔ اتفاق کی جگہ اختلاف آگیا۔ اب ذرہ ذرہ پر آپس میں جنگ و جدل کا وہ بازار گرم ہو گیا کہ اخوت اسلامی کی کوئی حیثیت نہ رہی، دشمن کی جگہ اب دوست پر نشانہ بازی شروع ہو گئی، اور اس ذریعہ اپنی تمام قوت پائمال کر دی، دشمن تاک میں بیٹھے ہی تھے، موقع پا کر آپہونچے، اور تمام اسلامی ممالک پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ خواب راحت، خمار نفاق، سکرۂ جہل میں ایسے بدمست و مخمور تھے، اور رہے کہ کسی قسم کا احساس ہی نہ کیا، تاآنکہ دشمن پوری طرح مسلط ہو چکا، اور ہر طرح ان کے واسطے فنا، کے سامان مکمل کر دئیے۔ پھر بھی یہ قوم بیدار نہ ہوئی، اور ہوش میں آنے کو ناجائز تصور کرتی رہی۔ اور اب تک اس کی یہی حالت عام طور پر باقی ہے۔

اسلام میں سب سے پہلے تفرق و تشتت کا سلسلہ حضرت عثمان کے قتل اور تشیع و تحزب آل بیت کے نام سے شروع ہوا۔ اعداء دین نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر وہ شورش و فتنہ بپا کیا کہ آج تک ہر قسم کی سعی و اصلاح کے باوجود یہ ختم نہ ہو سکا، اس کے بعد خوارج کا سلسلہ شروع ہوا، پھر تقدیر کی بحث شروع ہوئی، علوم اوائل کے آتے ہی وہ بے نتیجہ مسائل و تدقیقات نکلے جن سے امت کا شیرازہ روز بروز بکھرتا گیا۔ اور ابتک اس کے التئام و اجتماع کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اسی کے ساتھ فتوحات اسلامی کی وسعت نے مسلمانوں کو متفرق ممالک میں اقامت پر مجبور کیا، جہاں مسلمان ٹھہرے وہاں کے رسومات آہستہ آہستہ اپنے میں داخل کر کے ان کو اسلامی شان پہنا کر دینی کام بناتے گئے، رفتہ رفتہ یہی رسوم اسلام کی اصل اصول شمار ہونے لگیں، تعزیہ داری، قبر پرستی، پیر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، غیر اللہ کی قسمیں، قبروں کا سجدہ، ان کے واسطے سفر کرنا، ان پر سر منڈوانا دیگیں چڑھانا، شادی بیاہ کی فضول رسمیں، موت و ولادت کے بیجا طریقے، لباس و وضع میں بیجا تقلید، اسراف و فضول خرچی، اسی طرح کی بہت سی باتیں کرتے کرتے اسلام سے بعد ہوتا گیا، اس پر فقراء، و صوفیہ، رسمی علماء، و تقلید پرست نے وہ جال بچھا دیا کہ دین مبین سے پورا انحراف ہو گیا، اور سچا اسلام دنیا سے آہستہ آہستہ ناپید ہوتا گیا، آج ایک مسلمان محبت رسول "اللہ" کی جھوٹی قسم کھا سکتا، اور رسول اللہ کی نافرمانی قبول کر سکتا ہے،

مگر پیران پیر یا اپنے پیر کے نام کو بے وضو لینا حرام سمجھے گا، ان کی جھوٹی قسم کھانا کجا؟
اس تنظیم و احترام کی کچھ انتہا نہ رہی۔ اس کے روبرو کتاب اللہ اور تمام شرعی احکام
کی کوئی وقعت نہیں۔ اس پستی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جس وقت اسلام و کفر سے جنگ ہو
رہی ہو، اعدار صف بستہ آلات حرب سے کام لیتے ہوں۔ دشمن ہر طرح سے مستعد ہو
ایسے وقت میں بجائے مقابلہ و مدافعت قبروں سے التجاء واستمداد کیجائے۔ اور خلاف
شرع و فطرت ایسے امور انجام دئے جائیں جو تباہی کو اور جلد بلائیں۔ نیز دشمنوں سے
مل کر اسلام کو مقہور و مغلوب کرنا ان کا معمولی شیوہ ہوگیا، رفتہ رفتہ یہ تنزل و تقہقر
اس درجہ آپہونچا کہ اصل دین بدنام ہوگیا۔ تمام دینی رسومات فنا ہوگئیں اور دین
کی غربت کا پیام صحیح نکلا "بَدَأَ الدِّينُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ" دین کی ابتداء
غربت میں ہوئی، اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ دین غربت و بیکسی میں ہو جائے گا، ایسے سخت
دمایوس کن حالت میں یکایک رحمت الہی نے جوش مارا، اور اس کس مپرسی کے عالم میں
چند مصلحین و مجددین دین ایسے پیدا ہوگئے جن سے پھر دین کا چراغ روشن ہوا، اور اسلام
کی سچی توحید زندہ ہوگئی، یہ بارہویں صدی ہجری کے آخر کا واقعہ ہے، جب اللہ تعالےٰ
نے اسلام کی نجات کے اسباب غیب سے مہیا کئے، اور چند نیک نفوس کی بدولت دین
کے بچے کھچے حصے کو بربادی سے بچالیا، یہ جماعت مدینہ منورہ سے نکل کر متفرق ممالک
ودیار میں پہونچی، اور اسلام کی زنگار تلوار کو صیقل وجلا کے ذریعہ پھر سے چمکدار و آبدار کیا،
قلب عرب میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کو اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت عطا کی، ہند میں شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی کو، بلاد مغرب میں شیخ سنوسی کو، غرض اس طرح سے ایک
اصلاحی لہر تمام عالم میں پھیل گئی، مردہ قوم میں زندگی کے آثار شروع ہوگئے۔ بدعات
ورسوم، شرک و کفر، جہل و نفاق کے علامات بدلنے لگے، ان لوگوں نے علمی وعملی ہر
حیثیت سے اصلاح کی۔ اور اسلام کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو پھر سے روشن کردیا
ان کی بدولت تحقیق و اتباع سنت کا دروازہ کھلا جسے اہل بدعت و مقلدین عرصہ سے
بند کر چکے تھے۔ اور یہ حتمی و آخری فیصلہ جو قرآن کے نص سے زیادہ صحیح و واضح سمجھا جاتا ہے

اجماع کے نام سے مشہور کر چکے تھے" اجتہاد کا دروازہ بند ہوگیا، کتاب وسنت کے سمجھنے والے مرچکے، اور تمام امت محمدیہ میں صرف چار شخص ایسے ہوئے ہیں جنہیں یہ فہم نصیب ہوئی۔ باقی سب پر تقلید فرض ہے"۔ اس غلط اور پر از افک وبہتان دعوی نے دین کو انتہائی پستی، اور تحقیق وتدبر کو بیکار کر دیا تھا، اس حصن باطل، اور وسیلۂ ضلالت وکفر کو انھوں نے پوری کوشش سے مٹایا، اور برباد کر دیا۔ کتاب وسنت سے فہم واستنباط کو ضروری فریضہ اسلامی بتا کر دنیائے اسلام کو اس طرف متوجہ کیا، یہی وہ عمارت تھی جس کی آڑ میں شیطان نے پوری تباہی وبربادی کا سامان فراہم کر لیا تھا اس کے تباہ ہوتے ہی بدعات ورسوم کا کل سامان تلف ہونے لگا، اور باطل کی عمارت مسمار ہو کر حق کی بنیاد قائم ہونے لگی، اس جماعت کا مقصد واحد، اور غایت ایک تھی، یعنی اصلی اسلام کو از سر نو زندہ کیا جائے، اور اسے تمام لغویات وخرافات، بدعات ورسوم سے پاک کر دیا جائے، تاکہ مسلمان جس قعر مذلت میں پڑے ہیں، اس سے نکلکر ترقی کی شاہ راہ پر آجائیں، اور حقیقی فلاح کے مستحق ومالک بن جائیں صحیح اسلام ہی وہ نعمت ودولت ہے کہ دنیا کے تمام فسادات کا خاتمہ اس کی بدولت ہو سکتا ہے، اور تمام فاسد ولغو اقوال وعقائد، خیالات واعمال اس کے ذریعہ درست ہو سکتے ہیں۔ یہ وہی نسخہ ہے جس کا تجربہ ہو چکا اور ہوتا رہے گا۔ اسپر عمل کرنا اعلی درجہ پہونچانے کے واسطے بہترین وسیلہ ہے۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی شیخ علم کے شوق میں حج کرتے ہوئے دار العلم مدینہ منورہ پہونچے، جہاں اس زمانہ میں فن حدیث کے ایسے نامور محققین اور علم وارشاد کے ایسے شاہ سوار تھے جو محض تقلید پر اپنے دین کی عمارت نہیں قائم کرتے تھے جنہیں اگر تکبر وغرور نہ تھا تو اس درجہ جہل وحمق نے ہی غلبہ کیا تھا کہ وہ ایک چیز کو سمجھتے ہوئے اس کی سمجھ سے خواہ مخواہ انکار کرتے جائیں، اور عمر صرف کرنے کے بعد بھی کولھو کے بیل کی طرح صبح جہاں سے چلے تھے شام تک وہیں پھرتے رہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ علم وفہم اللہ کی ودیعت ونعمت ہے۔ اس میں مخلوق کو بقدر لیاقت حصہ ملتا رہا اور ملیگا، یہ نعمت تاقیامت ختم نہیں ہو سکتی، نہ اس کے ختم کی کوئی حجت شرعی یا غیر شرعی

قائم ہوئی یا ہو سکتی ہے، بلکہ شرعاً بعض متاخر کو ایسی فضیلت دی گئی ہے جو متقدم کو نہیں چنانچہ
صحیح حدیث میں وارد ہے۔ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ سَامِعٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰی مَنْ
هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ (بہت سے وہ لوگ جنہیں یہ حدیث پہنچے گی مجھ سے سننے والوں کی بہ
نسبت زیادہ یاد رکھیں گے، اور اس میں زیادہ غور و تدبر کریں گے۔) خدا کے بہت سے
پچھلے بندے ایسے ہوئے کہ متقدمین سے بہت سی باتوں میں سبقت لے گئے۔ وَذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ غرض شیخ وہاں سے فیض حاصل کرکے اپنے وطن مالوف میں آ گئے۔
اور وہاں اصلاح کا سلسلہ شروع کر دیا۔

شیخ کی ولادت تقریباً ۱۱۱۵ھ عیینہ میں ہوئی۔ جہاں ان کا خاندان رہتا
تھا، اور ان کے باپ شیخ عبدالوہاب اس شہر کے قاضی تھے۔ عرصہ کے بعد ۱۱۳۹ھ میں
یہاں کے حاکم سے کچھ مخاصمت ہو گئی، جس سے معزول ہو کر حریملا چلے گئے۔ جہاں ۱۱۵۳ھ
میں وفات پائی ابتداءً شیخ محمد نے اپنے والد سے علم و فقہ حاصل کیا، اور بذات خود حدیث
و تفسیر و عقائد کا مطالعہ کیا، کتب حدیث کی مزاولت سے بہت سے بدعات و رسوم کی
برائی ان کے ذہن نشین ہوئی جو وہاں عام طور پر مروج تھیں۔ کبھی کبھی خلاف سنت
جو رسم و بدعت دیکھتے اس پر اعتراض کر دیتے، اس سے لوگ برا ماننے لگے۔ باپ بھی چونکہ
عامی مشرب تھے، اس قسم کی نکتہ چینی کو ناپسند کرتے تھے۔

حج بیت اللہ

شیخ کے دل میں علم کی محبت، دین کا جوش بیحد تھا، اس لئے حج بیت
اللہ کی ٹھانی، اور عیینہ سے مکہ مکرمہ پہونچے، فریضہ حج ادا کرنے
کے بعد مدینہ منورہ پہونچے، جہاں شیخ عبداللہ بن ابراہیم بن سیف سے جو بلدۂ مجمعہ کے رؤسا
میں شمار ہوتے تھے، ملاقات کی، اور ان سے علوم دینیہ کا شغل رہا۔ ایک روز شیخ عبداللہ
نے ان سے کہا، تم چاہو تو وہ سلاح خانہ تمہیں دکھاؤں جو مجمعہ والوں کے لئے تیار کیا
ہے۔ شیخ نے کہا ضرور دکھائیے۔ وہ انہیں اپنے گھر لے گئے، بہت بڑا انبار کتابوں کا
انہیں دکھا کر کہا یہی وہ سلاح خانہ ہے جو میں نے اپنی قوم کے لئے تیار کیا ہے۔ پھر شیخ
عبداللہ انہیں علامہ محمد حیات سندی رحمۃ اللہ کے پاس لے گئے جو اسوقت محدثین کے سرخیل

شب کو ان کے مکان میں گھس آئے، اتفاقاً اس پاس کے لوگوں کو خبر ہوگئی۔ اور شور مچ گیا جس سے ان نابکاروں کو اپنے منصوبہ میں کامیابی نہیں ہوسکی، اور بھاگ نکلے

ہجرت اور شادی

شیخ یہاں سے ہجرت کر کے عُیینہ پہونچے۔ وہاں کا امیر عثمان بن حمد بن معمر تھا۔ جو بہت اعزاز و احترام سے پیش آیا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیخ نے عبد اللہ بن معمر کی صاحبزادی جوہرہ سے شادی کرلی

اصلاحی اسکیم اور اسکی طرف دعوت

شیخ نے عثمان سے اپنی دعوت وارشاد کی پوری اسکیم بیان کی۔ عام طور پر اسلامی دنیا کی تباہی و بربادی، فسق و فجور اور شرک و بدعات و رسوم میں انہماک، توحید سے نفرت، قبر پرستی اور پیر پرستی کی محبت، لغویات اور خرافات سے الفت پوری طرح بتا کر یہ سمجھایا کہ آج "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی حمایت کرنیوالا کوئی نہیں ہے، آج اسلام کو ایسے مصلحین و مجاہدین کی ضرورت ہے کہ اسے شرک و بدعت کی آلائش و زنگ سے پاک کریں، توحید و سُنت کا درس دیں، اور لوگوں کو اس طرف بلائیں، اگر تو اس کی حمایت کے لئے اٹھے تو اللہ تیری مدد کریگا اور تجھے اعداء پر غالب کر کے ملک نجد تیرے ہاتھ میں دیدیگا۔ عثمان نے شیخ کی حمایت و مدد کا عزم کرلیا، اب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ عُیینہ کے بہت سے باہمت لوگ شیخ کے ساتھ ہوگئے۔ جس طرح تمام دنیائے اسلام کا حال تھا۔ اسی طرح نجد بھی بدعات و رسوم، پیر پرستی، تقلید و رسم و قبر و شجر پرستی کا مرکز بنا ہوا تھا، جگہ جگہ قبریں اور قبے بنے ہوئے تھے۔ جہاں جوق جوق لوگ اپنی نذر و نیاز اور حاجتیں لاتے اور ان کے گرد مجاور بنتے، اعتکاف و طواف کرتے۔ پھول و غلاف، دیگ اور چادریں چڑھاتے، کچھ ایسے درخت بنا رکھے تھے کہ جنپر نذر و منت کے ڈورے اور قسم قسم کے چیتھڑے لٹکایا کرتے تھے، جو اُن کے زعم میں حاجت روائی کے اسباب تھی شیخ نے رغبت و لالچ دیکر بعض آدمیوں سے یہ درخت کٹوا دیئے۔ ایک بہت بڑا درخت خاص شہر میں بھی اس قسم کا تھا جس کے واسطے شیخ نے خود ہمت فرمائی اور دوپہر کے وقت اسے کاٹنے کا انتظام کیا۔ اتفاق سے وہاں ایک بکری کا چرواہا ملا۔ شیخ نے اسے اپنا کپڑا اتار کر دیدیا۔ اور اس طرح تو نفع پا کر اس درخت کا صفایا کردیا گیا، رفتہ رفتہ

شیخ کے ساتھ کافی جماعت ہو گئی۔

شیخ اور قبہ زید بن الخطاب

جبیلہ مقام پر ایک قبہ بنام زید بن الخطاب چلا آتا تھا۔ زید حضرت عمرؓ کے بھائی اور غزوہ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے مقابل شہید ہوئے تھے، لوگوں نے نہ معلوم کس زمانہ میں ان کے نام کا ایک قبہ و مشہد بنا لیا، جو رفتہ رفتہ ایک بتخانہ کی صورت میں بدل چکا تھا، ہر قسم کی نذر و نیاز منتیں اور چڑھاوے اُس پر چڑھائے جاتے تھے، اور طواف و سجدہ کی رسم بھی یہاں ادا کی جاتی تھی۔ جیسا کہ بڑی بڑی قبروں پر ہوا کرتی ہے۔ ایک روز شیخ نے عثمان سے کہا ہمیں موقع دیجئے کہ اس قبہ کو ڈہا دیں جس سے لوگ گمراہ ہوتے جا رہے ہیں اور جس کی بدولت باطل و ضلال کی اشاعت روز افزوں ہے۔ عثمان نے کہا بہتر۔ شیخ نے کہا جبیلہ والے اس میں مزاحم ہوں گے۔ اور جب تک آپ ہمارے ساتھ نہ ہوں گے ہم اُسے نہیں ڈھا سکتے۔ آپ خود بھی ساتھ چلئے۔ چھ سو آدمیوں کی مختصر جماعت لیکر یہ سب وہاں پہونچے جبیلہ والے بھی یہ خبر سنکر مقابلہ کے لیے نکلے، عثمان نے انہیں دیکھکر جنگ کی تیاری کی، قریب تھا کہ دونوں فریق میں معرکہ شروع ہو جائے مگر جبیلہ والے سمجھ گئے اور قبہ کی حمایت سے باز آ گئے، عثمان نے شیخ سے کہا آپ خود جو چاہیں کریں۔ ہم نہ ڈہائیں گے، چنانچہ شیخ نے بذات خود کدال لیکر اسے ڈہانا شروع کر دیا اور زمین سے ملا کر دم لیا، بہت سے بدعتی، قبر پرست اسی رات منتظر رہے کہ شیخ پر کوئی آفت و بلا آئے گی۔ مگر صبح تک کچھ بھی نہ ہو شیخ نہایت صحیح و سالم اٹھے۔

شیخ اور زنا کی حد

ایک روز کا واقعہ ہے کہ شیخ کے پاس ایک عورت آئی اور اپنے جرم کا چند مرتبہ اقرار کیا۔ شیخ نے لوگوں سے اس کی بابت دریافت کیا کہ کیا یہ دیوانی تو نہیں ہے؟ پھر اس سے کہا شاید تجھ پر جبر کیا گیا، شاید تجھے اس کی خبر نہ تھی، اس نے اچھی طرح اقرار کیا کہ نہیں مجھ سے یہ بدکاری ہوش و حواس اور اختیار کی حالت میں سرزد ہوئی، شرع کے مطابق شیخ نے اسے رجم کرایا۔

ان باتوں سے شیخ کی شہرت روز بروز بڑھتی گئی۔ اور لوگوں کے دلوں میں ان کا رعب

چھا گیا۔

شیخ اور والی احساء

یہ اور اسی قسم کی خبریں جب سلیمان بن محمد کو پہونچیں جو اس زمانہ میں احساء کا حاکم تھا۔ اس نے عثمان کو ایک تہدید آمیز خط لکھا کہ تمہارے پاس جو عالم ہے اس نے قبہ ڈہا دیا، اور اس قسم کے بہت سے کام کئے جو ہمارے یہاں اب تک نہ ہوا کرتے تھے، اسے فوراً قتل کر دے، ورنہ تیرا سالانہ ہمارے یہاں سے جو کچھ مقرر ہے، بند کر دیا جائیگا، اور ہم خود تیرے مقابلہ کے لئے فوج لیکر آئیں گے۔ اس خط نے عثمان کے ہوش و حواس اڑا دیئے، اسے سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا، اس نے شیخ سے پوری کیفیت بیان کی۔ ہر چند شیخ نے بہت کچھ سمجھایا، نصیحت کی، مگر اس کے دل سے وہ خیال نہ ہٹا، آخر ایک روز کہلا بھیجا کہ "سلیمان نے آپ کے قتل کا حکم دے دیا ہے، ہم اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتے نہ ہم میں اس کی جنگ کی تاب ہے، نہ وہ سالانہ چھوڑ سکتے ہیں جو وہ دیا کرتا ہے۔ نہ آپ کو اپنے ملک میں قتل کرنا پسند کرتے ہیں لہذا آپ کسی اور جگہ چلے جائیے"۔

شیخ کی دوبارہ ہجرت اور موت سے نجات

عثمان نے اپنے ایک شاہسوار کو حکم دیا کہ چند سواروں کو لے کر اس شخص کو جہاں چاہے لیجاؤ۔ اور فلاں مقام پر جب یہ پہونچے تو اسے قتل کر کے واپس آجانا، شیخ نے کہا میں درعیہ جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ عین دوپہر کی گرمی میں پاپیادہ شیخ نے یہ سفر کیا، سوار پیچھے پیچھے آرہے تھے، اور شیخ آگے آگے، اس سفر میں شیخ نے بجز (وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ) اور سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، کچھ گفتگو نہ کی۔ آخر جس مقام پر قتل کا حکم تھا وہاں پہونچکر سوار نے قتل کرنا چاہا، مگر اس کا ہاتھ نہ چل سکا، اور اللہ تعالی نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالدیا کہ آگے بڑھنا مشکل ہوگیا۔ آخر شیخ کو چھوڑ کر واپس چلا آیا اور عیینہ پہونچکر عثمان سے سب حال کہا اور یہ کہا کہ مجھ پر ایسا رعب طاری ہوگیا تھا کہ جان بچا کر واپس آنا غنیمت سمجھا۔ سفر کے مصائب و آلام جھیلتے ہوئے عصر کے وقت شیخ درعیہ کے

حدود میں پہونچے، اور محمد بن سویلم عرینی کے یہاں ٹھہرے۔ وہ واقعات سنکر نہایت خوفزدہ ہوا، اور ابن سعود کی طرف سے خیال کیا کہ کہیں مجھ پر کوئی آفت نہ آجائے شیخ نے بہت کچھ سمجھایا نصیحت کی، آخر ابن سویلم کو صبر آگیا۔

ابن سعود اور توحید کی حمایت

درعیہ پہونچنے پر چند مخصوص آدمی شیخ سے ملے۔ ان کے وعظ و ارشاد سے توحید و اتباع سنت کی حقیقت سمجھ کر ان کی حمایت کے لئے تیار ہو گئے، پہلے انہوں نے چاہا کہ ابن سعود سے اس کا ذکر کریں، مگر اس خوف سے کہ مبادا کہیں وہ مخالفت نہ کر بیٹھے، رک گئے، اور یہ مصلحت خیال کی کہ اس کی بیوی سے پہلے ذکر کیا جائے جو بہت عاقلہ و مدبرہ تھی، یہ لوگ اس کے یہاں پہونچے اور شیخ کی پوری حالت بیان کی، ان کی دعوت و تبلیغ کا ذکر کیا، اللہ نے اس کے دل میں شیخ کی محبت ڈال دی۔ اس نے نہایت خوبی سے اپنے خاوند محمد بن سعود سے پورا واقعہ بیان کیا، اور کہا۔ اللہ نے اس شخص کو آج تیرے پاس بھیجدیا ہے، یہ بہت بڑی غنیمت ہو اسے قبول کر اس کی مدد غنیمت جان، اس کی عزت و توقیر جہانتک ہوسکے کر۔ اس نے یہ بات قبول کی، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بھی شیخ کی محبت ڈالدی، پہلے اس نے شیخ کو اپنے پاس بلانا چاہا، مگر لوگوں نے یہ سمجھایا، مناسب یہ ہے کہ آپ بذات خود تشریف لیجائیں، اور اس طرح ان کا احترام فرمائیں، تاکہ لوگ بھی اس ذریعہ سے ان کی عزت و توقیر کریں۔

ابن سعود خود ابن سویلم کے مکان پر پہونچکر شیخ سے ملا، اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا، پھر شیخ سے کہا "خوش ہوجئے آپ کی ہر طرح عزت و توقیر کیجائے گی، اور یہ وطن آپ کو اپنے وطن سے زیادہ عزیز ہوگا۔ شیخ نے کہا میں آپ کو عزت و قوت کی خوشخبری دیتا ہوں، کلمہ توحید "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ایسی چیز ہے جو اسے مضبوط پکڑلے، اور اس کی حمایت میں کھڑا ہوجائے، یہ اسے ملکوں اور ولایتوں کا مالک بنادیتا ہے، یہی وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیا بلاتے تھے، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ذکر کیا آپکی دعوت و تبلیغ اور صحابہ کرام کی جو کیفیت تھی بیان کی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر جو اپنے

وقت عزیز صرف کیا اچھی طرح بتایا، بدعت و رسوم کی برائی، اور یہ کہ ہر بدعت گمراہی ہے اچھی طرح ظاہر کی، اور یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اس کی راہ میں جہاد کرنا، ضلالت پرستوں کو ہدایت پر لانا یہی اصلی فلاح و بہبودی ہے، اور اسی میں دین و دنیا کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس کی بدولت اخوت ایمانی اور قوت اسلامی قائم و دائم رہتی ہے، اور یہی تمام خوبیوں کی کلید ہے، پھر تمام نجدیوں کی اس وقت جو حالت تھی پیش کی، جو سراسر بے دینی، شرک و بدعت میں منہمک تھے، آپس میں اختلاف و نفاق ان کا ادنیٰ شیوہ اور ظلم و ستم کو دین و ایمان سمجھ رکھا تھا، نہ خدا کا خوف ان میں۔ نہ شرک و بدعت سے نفرت، نہ ایمان کی محبت آبائی رسوم اور تقلید و بدعات کو اسلام و ہدایت سمجھ چکے تھے، نہ فرائض اسلام نماز و روزہ، زکوٰۃ و حج کا کوئی ذکر، نہ قرآن مجید کی تعلیم سے کوئی الفت و محبت، غرض جہالت کا پوری طرح دور دورہ تھا۔

ابن سعود نے شیخ کی تقریر سننے کے بعد اس کی خوبی و اصلیت اچھی طرح معلوم کرلی اور اللہ نے اسے حق کی حمایت کے واسطے تیار کیا۔ وہ شیخ سے بولا "شیخ! تم نے جو باتیں بتائی ہیں، درحقیقت یہی دین و ایمان کی اصلی باتیں ہیں، اور بلاشک وشبہ اللہ نے یہی توحید دیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا، تم یقین کرو اور خوش ہو جاؤ کہ میں تمہاری ہر طرح مدد و حمایت کروں گا۔ اور تمہاری دعوت و تبلیغ میں جان و مال سے جہاد کروں گا، لیکن میں تم سے دو شرطیں کرنا چاہتا ہوں۔

اول: ایک یہ کہ جب ہم تمہارے ساتھ ہو جائیں اور توحید و سنت کی اشاعت میں حصہ لیں، تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن واپس نہ جانا۔

دوم: دوم یہ کہ میں اپنے ماتحت لوگوں سے ایک معین محصول لیتا ہوں کہیں آپ اسے لینا ممنوع نہ قرار دیں۔

شیخ نے پہلی بات کے متعلق کہا "میں آپ سے سچا اقرار کرتا ہوں کہ ہرگز کسی طرح در رعیہ اور آپ کا ساتھ چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں گا۔ اپنا ہاتھ دیجیے، میں اس پر پختہ عہد کرتا ہوں۔ الدَّمُ الدَّمُ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ۔ یہ عرب کے معاہدہ کا ایک جملہ ہے جس کے معنی ہیں

ہر طرح آپ کے ساتھ ہوں، میرا بدلہ آپ کا بدلہ، اور میرا بدلہ چھوڑنا آپ کا بدلہ چھوڑنا ہے یعنی رنج و راحت، خوشی و غمی میں ہم آپ یکساں شامل رہیں گے) دوسرے کی بابت اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس سے بہتر آپ کو دلادے۔ اور ایسے محصول کی آپ کو ضرورت ہی نہ رہے، چنانچہ عرصہ کے بعد شیخ نے ایک روز کہا کہ یہ فتوحات اس ٹیکس سے زیادہ نہیں ہیں جو آپ ان سے وصول کیا کرتے تھے؟ اس پر ابن سعود نے آیندہ کے لئے وہ ٹیکس لینا بند کر دیا۔

اس گفتگو کے بعد شیخ کے ہاتھ پر ابن سعود نے اس طرح بیعت کی "میں اللہ رسول کے دین پر قائم رہوں گا، شریعت کے احکام ہر طرح نافذ کروں گا، امر بالمعروف نہی عن المنکر اور جہاد کے فرض کو از سر نو زندہ کروں گا۔

اسی وقت شیخ ان کے ساتھ ہو لئے، اور شہر درعیہ میں آکر قیام کیا

شیخ کے احباب کی آمد اور ابن معمر کی پشیمانی

درعیہ میں جب شیخ کی حمایت ہوئی اور توحید و سنت کو پناہ ملی، تب عیینہ کے موحدین اور دیگر پر جوش مسلمان آہستہ آہستہ ہجرت کر کے یہاں آنے لگے، اور اس طرح بہت بڑی جماعت آل معمر وغیرہ کے یہاں پہونچ گئی۔ عثمان اس خبر سے نہایت پشیمان ہوا اور خوف زدہ بھی کہ کہیں مجھ سے جنگ و جدل کی نوبت نہ آئے اس لئے بطور معذرت عیینہ کے چند شیوخ و سرداروں کو لیکر درعیہ پہونچا۔ اور شیخ سے واپسی کے لئے کہا۔ اور نصرت و حمایت کا وعدہ کیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ اب بات میرے ہاتھ سے نکلکر ابن سعود کے ہاتھ میں چلی گئی ہے، وہ جس طرح چاہے میں کروں گا۔ اگر وہ مجھے حکم دے میں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں عثمان نے ابن سعود سے بھی اس کا ذکر کیا، مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ آخر اسی ناکام واپس آنا پڑا۔

شیخ اور دعوت و تبلیغ

اب شیخ نے نہایت اطمینان سے توحید و سنت کی دعوت شروع کی، اسلام کے فرائض و احکام کی تعلیم ایسے لوگوں میں پھیلائی جو نہ نماز جانتے تھے، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ شرک اصغر سے واقف تھے نہ شرک اکبر سے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ بدعات و رسوم پرستی کو فنا کرنا شروع کر دیا۔[۱]

اور سب سے پہلے انہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنے سکھائے۔ جو صرف اللہ کی ذات کے لئے ہر قسم کی الوہیت و عبادت کو مخصوص کرتے، اور ماسوی اللہ کی نفی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ اسلام کے اصول دین بھی سکھائے، جو قبر میں سب سے پہلے دریافت کئے جائیں گے۔

(۱) مَنْ رَّبُّکَ (کون تیرا رب ہے؟) اللہ کو پہچاننا، اس کی مخلوقات آیات کے ذریعہ اس کی وحدانیت و کمال کا اعتقاد کرنا، سچے دل سے اس کے احکام کا پابند ہونا۔

(۲) مَا دِیْنُکَ (تیرا دین و مذہب کیا ہے؟) صحیح طور پر اسلام کو سمجھنا، اس کے فرائض و ارکان خمسہ، توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کا صدق دل سے پابند ہونا۔

(۳) مَنْ هٰذَا الَّذِیْ بُعِثَ اِلَیْکَ؟ (تمہارا نبی کون ہے؟) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی ماننا، آپ کی محبت و الفت دل میں قائم کرنا، آپ کے حالات، نبوت، ہجرت وغیرہ کے واقعات سے واقف ہونا، آپ کی دعوت کو اچھی طرح معلوم کرنا، اور کہ آپ نے سب سے قبل لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دی تھی۔

عام طور سے تبلیغ اور جہاد

شیخ نے اہل درعیہ سے فارغ ہو کر اطراف و جوانب کا رخ کیا، اور ہر طرف دعوت و تبلیغ کا بازار گرم ہو گیا تمام بڑے بڑے امراء، رؤساء، علماء، و قضاۃ کے نام خطوط لکھے، اور انہیں اصل اسلام کی طرف بلایا، موجودہ رسم و رواج اور بدعات و خرافات کی جو آمیزش اسلام میں ہو گئی تھی اسے واضح طور پر بتایا، بعض نے قبول کیا، بعض نے سخت مخالفت و عداوت سے مقابلہ کیا، شیخ کو احمق جاہل، اور جادوگر اور طرح طرح سے متہم کیا۔ جب مخالفت اس حد تک پہونچی، اور عداوت و عناد کا سلسلہ انتہا، کو پہونچا، حق کے واضح ہونے کے بعد معاندین و بے دین لوگوں سے جہاد کیا گیا، اور بمطابق آیہ کریمہ فَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ الایۃ ایسے عام ان کے مسلمانوں سے جو نہ حلال کو حلال سمجھتے تھے نہ حرام کو حرام جنگ کی گئی اور اس فریضہ کی ادائیگی میں جو کچھ دشواریاں اور مصائب و آلام تھے۔ سب جھیلے، مہاجرین اور انصار کا تانتا بندھ گیا، اور شیخ کے ذمہ قرض کا بار گراں ہونے لگا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے ذریعہ اسے ادا کرا دیا، ابن سعود نے شیخ کی مرضی کا آخر دم تک احترام و اعزاز کیا، اور ان کی

(۷) اختصار الشرح الکبیر الانصاف
(۸) شرح اقناع سے آداب المشی الی الصلوٰۃ کو منتخب کیا۔

شیخ کے شاگرد و اولاد

شیخ کے بہت سے شاگرد ہوئے، منجملہ ان کے تینوں بیٹے حسین، عبداللہ، ابراہیم، جو درعیہ میں شیخ کے بعد تعلیم و تدریس اور مسند قضا پر بیٹھے، شیخ کے بعد حسین اور پھر عبداللہ نے ان کی جگہ سنبھالی شیخ کے پوتے عبدالرحمن بن حسن نے بھی اپنے دادا سے علم حاصل کیا، ان کے متعدد رسائل اور شرح کتاب التوحید وغیرہ شائع ہو چکے ہیں، آج کل شیخ کے خاندان سے شیخ عبداللہ بن حسن شیخ القضاۃ، اور شیخ محمد بن عبداللطیف وغیرہ اہل علم کی ایک جماعت موجود ہے جن کا اہل نجد اور خود سلطان بہت احترام کرتے ہیں۔

ابن عبدالوہاب پر بہتان اور ان کی کامیابی

عموماً جس طرح دنیا نے مصلحین اور انبیاء کرام کا استقبال کیا ہے، وہی صورت شیخ محمد بن عبدالوہاب کو بھی پیش آئی۔ ان پر طرح طرح کے افتراء، بہتان باندھے گئے۔ اور ہر طرح سے دشمنوں نے انہیں بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، آج تک "وہابی" لقب عام طور پر بڑے بے دین و کافر کے لئے مستعمل ہوتا ہے، حالانکہ اولاً یہ نسبت ہی صحیح نہیں کیونکہ اس تحریک کا بانی محمد تھا نہ عبدالوہاب، پھر جو وہابی کہلائے جاتے ہیں وہ کسی طرح اس نسبت کو پسند نہیں کرتے نہ یہ اپنا نام بتاتے ہیں جس طرح حنفی شافعی وغیرہ اپنے آپ کو حنفی یا شافعی کہتے ہیں شیخ نے کسی جدید مذہب کی بنا نہیں ڈالی، وہ عام طور پر حنبلی مشرب تھے۔ البتہ تقلید پر اس طرح جامد و مصر نہ تھے۔ جیسے عام طور پر مقلدین ہیں کہ اگر امام کے خلاف صریح آیت یا حدیث ملے تو بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جا و بیجا تاویلات رکیکہ سے کام لیکر اپنی ضد پوری کرتے ہیں۔

شیخ پر جس قدر اتہام لگائے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) شیخ نے سب مسلمانوں کو کافر و مشرک بتایا۔

(۲) قبہ پرستی، قبر و دیگر عجائبات پرستی کو مٹا دیا۔
(۳) غیر اللہ کی نذر و نیاز و ذبیحہ حرام کر دیا۔
(۴) تمام غیر اللہ کے وسیلے اور اولیاء اللہ سے استغاثہ و فریاد کو حرام و شرک بتایا
(۵) شیخ نے اپنے مخالفین سے جہاد کیا۔

یہ اور اسی قسم کے بعض جزوی اعتراضات اور ہیں جو "وہابی" مذہب کی بنیاد اور اصل اصول سمجھکر ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، اور یہی اس جماعت کی برائی سمجھی جاتی ہے، حالانکہ یہ سب بھلائیاں ہیں جنہیں نادان برائی سمجھے ہوئے ہیں، اور عین اسلام کے مسائل کو "وہابی" پکار کر بدنام کرنا چاہتے ہیں

شیخ نے اسلام کی خدمت کی، جان و مال اسپر قربان کیا بھلا وہ کب کسی مسلمان کو کافر کہہ سکتے تھے؟ ان کا مقصد تو کافر کو مسلمان بنانا تھا، نہ مسلمان کو کافر، ہاں لوگ انہیں کافر بے دین، اور خارجی کہتے تھے۔ اور آج تک کہتے ہیں، بلا شبہ جو شخص مسلمان ہوکر اسلام کا دعوے کرتے ہوئے شرک و بدعت میں ڈوبا ہوا دین سے نفرت رکھتا ہو، قبر پرستی و پیر پرستی میں مٹا ہوا ہو، اسے صحیح بات نرمی سے سمجھائی جائے گی، باوجود سمجھانے کے اگر وہ ضد کرے اور اپنے باطل پر اڑے تو ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہوگا تو اور کیا، یہ کوئی شیخ ہی کا خیال نہیں، بلکہ تمام ائمہ اسلام اسے خارج از اسلام شمار کریں گے، دور کیوں جاؤ، اس بدعتی فرقہ کو دیکھو کہ قبر پرستی اور صریح شرک کو اسلام سمجھکر تمام دنیا کو بے دین و کافر کہتا ہے یہی فرقہ اپنے آپ کو وہابیوں کا بڑا دشمن بتاتا ہے مگر مسلمان کی تکفیر میں سب سے پیش پیش نظر آتا ہے، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا دوسروں کے واسطے یہ بات قابل اعتراض ہے اور اپنے واسطے نہیں۔

قبہ پرستی، قبر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، توسل غیر اللہ، اور ندا، و دعاء اولیاء اللہ یہ سب شرعاً حرام و ناجائز امور ہیں، اور بعض بعض سے زیادہ برے اور قابل ملامت، انہیں سے بعض صریح شرک ہیں، جیسے ندا غیر اللہ وغیرہ وغیرہ اگر یہ سب برے کہے گئے تو اس میں شیخ نے کیا قصور کیا؟ یہ تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صاف و صریح احکام ہیں۔

ان میں کسی کو چون و چرا کا کیا موقع ہو سکتا ہے۔ رہا شیخ کا ان سے جہاد کرنا اس کی وجہ صاف ہے کہ جب چاروں طرف اعداء ہوں، آئے دن عداوت و نفاق فتنہ و فساد سے ڈر رہتا ہو تو ایسی صورت میں ان سے مقابلہ کرنا ضروری اور فرض نہیں تو اور کیا۔؟ خود کلام مجید میں وارد ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ، ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ دین میں رخنہ نہ پڑے، اور صرف اللہ کی اطاعت ہو جائے۔ کیا جو لوگ نہ نماز پڑھیں، نہ روزہ رکھیں، نہ فرائض اسلامی کو سمجھیں، یہ حق رکھتے ہیں کہ مسلمان دیندار کو کافر و بیدین کہیں اس کے جان و مال کے دشمن ہو جائیں، اگر ایسا حق ان نالائقوں کو ہے تو یقیناً سچے مسلمان کو حق ہے کہ وہ اپنے دین و ایمان جان و مال آبرو و ناموس کی حفاظت ہر ممکن ذریعہ سے کرے، وہ اس میں حق بجانب اور سچا ہے۔

شیخ نے کیا کامیابی حاصل کی؟

بعض کا خیال ہے کہ کسی تحریک کی کامیابی اس کی ظاہری ترقی و غلبہ پر موقوف ہے، مگر یہ نہایت معمولی اور ناقابل التفات خیال ہے۔ در اصل تحریک کی کامیابی یہ ہے کہ اس کا اثر قلوب پر صحیح طور پر ہو لوگ اسے دل سے اس طرح قبول کریں کہ اس پر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں، ایسی تحریک اگر موقع پائے تو غلبہ و شوکت اور عملی قوت سے دوسروں کو پامال کر دیتی ہے، شیخ کی دعوت نے عملی صورت سے قوت و غلبہ حاصل کیا، اور ایسی قوم میں اس تحریک نے نشو و نما پائی جو عملی میدان میں سب سے پیش پیش اور اجتماعی حالت میں پورا غلبہ کرنے کے واسطے تیار تھی، شیخ کی کامیابی کا راز ان کے استقلال و تدبر، اعلان و صراحت کے علاوہ عملی قوم میں ہونا بھی ہے۔ یہی تحریک دوسری جگہ مثلاً ہندوستان میں اس طرح کامیابی حاصل نہ کر سکی اس لئے کہ یہاں عمل کی جگہ قول کو زیادہ دخل ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تحریک علمی حیثیت تک ضرور کامیاب کہلائے گی، مگر عملی حیثیت چونکہ اس میں ابتدا سے کم تھی، وہی شان انتہا تک نظر آئے گی۔

یہ عام خیال کہ مولانا اسمٰعیل شہید اور دیگر جماعت اہل حدیث کا وہابی تحریک سے

کچھ تعلق تھا سراسر لغو بیہودہ اور ناقابل اعتبار ہے، نہ اس سے ہندوستان والوں کا ابتدا میں کوئی تعلق تھا، نہ اس کا علم، نہ آپس میں کوئی ایسا سلسلہ تھا، نہ خود نجدیوں کو کو کچھ اس کا احساس تھا، البتہ رفتہ رفتہ انہیں اور ہندوستان والوں کو یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ موحد، بدعت سے نفرت کرنے والے، صحیح سنت کے حامی، دنیا کے متفرق حصوں میں موجود ہیں، جس طرح آج مسلمان باہر کے مسلمانوں کے رنج وراحت کا خیال کرتے ہیں، اہلحدیث بھی نجدیوں سے اب یہ الفت و محبت رکھتے ہیں، ورنہ باقاعدہ کوئی ربط واتحاد کی صورت اب تک نہیں قائم کی گئی۔

نجدی تحریک کی ممات وحیات

نجدی تحریک کو عین عالم شباب میں یورپ کے چال باز سمجھ گئے اور اس کے قلع و قمع کا انتظام بواسطہ سلطنت ترکی مصر سے کرایا گیا، اگر یہ تحریک صحیح اسلام اور توحید کی اساس متین پر مبنی نہ ہوتی، تو یقیناً اس کے فنا ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے بچالیا۔ اور آج اسے دنیائے اسلام میں وہ نمایاں عزت حرمین محترمین پر قبضہ دیکر عطا فرمائی جو اس کا اصلی وواجبی حق تھا اس کے ذریعہ آج دنیا کو یہ دکھادیا کہ صحیح اسلام اور قانون اسلام سے وہ عدل وامن قائم ہوتا ہے جو کسی فوج ولشکر، سامان واسلحہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا، آج بلاد عرب اور حجاز میں وہ امن وامان عدل وانصاف کا دور دورہ ہے۔ جو کبھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کے زمانہ میں دیکھا گیا تھا۔ یہ سب اللہ کے فضل وکرم اور حضرت الملک الجلیل السلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود النجدی کی ہمت وعزم اور دیانت وسیاست کا نتیجہ ہے، ادام اللہ عزہٗ ودولتہ ونصر جندہٗ وقوی شوکتہ ومتع بہ المسلمین، وحمی بہ حوزۃ الدین۔ آمین۔

کتاب التوحید کا خلاصہ

یوں کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" کو ہر کس وناکس زبان سے ادا کرتا ہے، مگر جب تک اس کے معنی نہ سمجھے اس کے شروط سے واقف نہ ہو کوئی فائدہ نہیں، اس میں ماسوی اللہ کی نفی اور صرف

اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات ہو یعنی ہر قسم کے کمال و الوہیت کی شان صرف اللہ کی ذات سے مخصوص ہونی چاہیئے، وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا، بے مثل، وحدہ لاشریک ہے، وہ ہر عیب سے پاک اور منزہ ہو۔ ہر خوبی اسی کے لیئے ہے۔

توحید کی دو قسمیں ہیں۔ توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید الوہیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، اسماء وصفات، عبودیت وعظمت، تقدس وکمال میں یکتا شمار کریں، جس قدر عبودیت، اطاعت، عجز و نیاز کے کام ہیں سب اسی کے واسطے خاص کئے جائیں، اسی کے واسطے نذر و نیاز، اسی کے واسطے ذبیحہ و قربانی اسی کے لیے سجدہ و رکوع، غرض تمام امور عبادت اسی سے مخصوص کر دیئے جائیں، بجز اس کے کسی پر اعتماد، توکل نہ کیا جائے، وہی خالق کل و مالک ارض وسمار سمجھا جائے، وہی تمام ضرر و نفع کا واحد مدبر و مسبب، تمام عالم اسباب کا موجد مانا جائے، وہ ہر عیب سے پاک ہے، جو وہ چاہے وہ ہوتا ہے، اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ سب کو پوچھ سکتا ہے، اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

توحید ربوبیت یہ ہے کہ رزق و اسباب پرورش وہی مہیا کرنے والا ہے وہی کھلاتا، پلاتا ہے، وہ سب کی نگرانی کرنے والا اور ضرورت پر کام آنے والا ہے، بیماری رنج و دکھ میں وہی کام آنے والا ہے۔ کسی اور کو ذرہ برابر اختیار نہیں۔

غرض ہر دو قسم کی توحید کے متعلق جتنے امور ہو سکتے ہیں، کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے الگ الگ بیان کر دیئے۔ تاکہ ہر ایک شخص اسے اچھی طرح سمجھ سکے۔ اور کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے رسمی امور ایسے معلوم ہوں گے جو شرعاً ناجائز ہیں، بہت سی برائیاں ظاہر ہونگی، اس لیے چاہیئے کہ ہر ایک شخص نہایت غور و تدبر سے اسے پڑھے۔ اور جو نقائص پائے ان کی فوراً تلافی کرے۔ ایسا نہ ہو کہ آج کل کرتے ہوئے وقت ضائع ہو جائے اور اللہ عزوجل کے حضور میں پہونچ کر کوئی جواب نہ بن آئے۔

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف السورتی

۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ۔ قرول باغ۔ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التوحید

توحید کی کتاب

وقول اللہ تعالیٰ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) ۵۶-۵۱

اللہ عزوجل نے فرمایا میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

وقولہ تعالیٰ:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ - ۳۶-۱۶

اور فرمایا۔ بیشک ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور طاغوت سے بچو، سو انہیں سے بعض کو اللہ نے ہدایت کی۔ اور بعضے وہ ہیں کہ جن پر گمراہی لازم ہوئی پس تم زمین پر پھر کر دیکھو کہ جھٹلانیوالوں کا کیسا انجام ہوا۔

وقولہ تعالیٰ:- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا - ۳۲-۱۷

اور فرمایا۔ اور تیرے رب کا فرمان ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے روبرو بوڑھے ہو جائیں تو اف تک نہ کہنا نہ جھڑکنا اور ادب و عزت سے خطاب کرنا۔

وقولہ تعالیٰ:- قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا

اور فرمایا:- کہدے کہ آؤ میں تمہیں وہ باتیں پڑھ سناؤں جنھیں اللہ نے تم پر حرام کیا اسکا کوئی شریک ٹھہراؤ

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ، وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ + وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ، وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا، ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ + وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ، ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ + ۱۵۱-تا۱۵۳-۶-

اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اپنی اولاد کو تنگدستی کی وجہ سے نہ مار ڈالو۔ ہم ہی تم کو اور انہیں رزق دیتے ہیں، اور ہر قسم کی حد سے گزری ہوئی باتوں کے خواہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ پاس نہ جاؤ۔ اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ناحق نہ مارو تمہیں اس کی وصیت فرماتا ہے شاید کہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جائیو۔ مگر ایسی صورت میں کہ بہتر ہو یہاں تک کہ جوان ہو جائے۔ اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا پورا کرو۔ ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے باہر تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب کچھ بولو تو انصاف کی بات بولو۔ اگرچہ قرابت دار کے لئے کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ اس کی وصیت فرماتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی کی پیروی کرو اور بہت سے راستوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے الگ کر دیں گے۔ اسی کی وصیت فرماتا ہے تمہیں تاکہ تم بچو۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَصِيَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُهُ فَلْيَقْرَأْ قَوْلَهُ تَعَالَىٰ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ إِلَىٰ قَوْلِهِ۔

ابن مسعود نے کہا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت دیکھنا چاہے جس پر آپ کی مہر ہے وہ یہ آیتیں قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ سے تَتَّقُونَ تک پڑھے (۱)

(۱) سنن ترمذی مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۱۴۳ پر یہ روایت بایں الفاظ ہے۔ من سرہ ان ینظر الی الصحیفۃ التی علیہا خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلیقرأ ھؤلاء الآیات قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الی قولہ لعلکم تتقون ترمذی نے اسے حسن غریب کہا۔ تفسیر ابن کثیر سے غالباً مولف نے اسے نقل کیا ہے جس میں وصیت کا لفظ ہے صحیفہ کا لفظ اصل ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ رَدِیْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِمَارٍ فَقَالَ لِیْ یَا مُعَاذُ اَتَدْرِیْ مَا حَقُّ اللہِ عَلَی الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللہِ؟ قُلْتُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللہِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَّا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ لَا تُبَشِّرْھُمْ فَیَتَّکِلُوْا اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ گدھے پر سوار تھا آپ نے فرمایا معاذ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پہ کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ ورسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو کوئی بھی شرک نہ کرے اُسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا آپ فرمائیں تو لوگوں کو اس کی خوشخبری دوں؟ فرمایا نہیں ایسا نہ ہو کہ اسی پہ بھروسہ کرلیں بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اس میں چوبیس مطالب[1] ہیں

الاُوْلٰی اَلْحِکْمَۃُ فِیْ خَلْقِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

(۱) یہ کہ جن و انس کی پیدائش میں اللہ کی کیا حکمت ہے

الثَّانِیَۃُ اَنَّ الْعِبَادَۃَ ھِیَ التَّوْحِیْدُ لِاَنَّ الْخُصُوْمَۃَ فِیْہِ

(۲) عبادت سے مراد توحید ہے اس لئے کہ ہمیشہ انبیاء سے اسی کے بارے میں جھگڑا ہوتا آیا ہے۔

الثَّالِثَۃُ اَنَّ مَنْ لَّمْ یَاْتِ بِہٖ لَمْ یَعْبُدِ اللہَ فَفِیْہِ مَعْنٰی قَوْلِہٖ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ

(۳) جو توحید نہیں رکھتا وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتا۔ اس سے سورۃ کافرون کی آیت ولا انتم عابدون ما اعبد کے معنی بھی حل ہوگئے یعنی تم میری سی توحید نہیں کرنیوالے

الرَّابِعَۃُ اَلْحِکْمَۃُ فِیْ اِرْسَالِ الرُّسُلِ۔

(۴) رسول کے بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟

[1] (۱) مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقہ یہ رکھا ہے کہ پہلے آیات واحادیث بیان کیں پھر ان تمام سے جو مطالب حاصل ہوتے ہیں نمبروار بتا دیئے تاکہ انسان مطالب پر غور کرے۔ اور اپنے نفس کی اصلاح میں سعی کرے۔

الخامسة ان الرسالة عمّت کل امّة

(۵) ہر امت میں خدا کے رسول آئے ہیں

السادسة ان دین الانبیاء واحد

(۶) تمام انبیاء کا دین ایک ہے۔

السابعة المسئلة الکبیرة ان عبادة الله لا تحصل الا بالکفر بالطاغوت ففیه معنی قوله تعالی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن بالله فقد استمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها والله سمیع علیم

(۷) یہ مسئلہ نہایت اہم اور خوب سمجھنے کے قابل ہے یعنی اللہ کی عبادت طاغوت سے کفر کئے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی۔ اس میں آیہ بقرہ "فمن یکفر بالطاغوت" کے معنی بھی ظاہر ہوئے یعنی جو طاغوت کا انکار کرے اور صرف اللہ کو مانے سو یہی شخص ایسے مضبوط کڑے کو پکڑتا ہے جو کسی طرح نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

الثامنة ان الطاغوت عام فی کل ما عبد من دون الله۔

(۸) "طاغوت وہ تمام چیزیں ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کیجائے۔

التاسعة عظم شان الثلاث الآیات المحکمات فی سورة الانعام عند السلف وفیها عشر مسائل[1] اولها النهی عن الشرک

(۹) سورہ انعام کی تینوں محکم آیتوں کی عظمت اور فضیلت سلف صالحین کے نزدیک اور ان میں دس مسائل ہیں جنمیں پہلی شرک سی ممانعت ہے

العاشرة الآیات المحکمات فی سورة الاسراء، وفیها ثمانیة عشر مسئلة بدأها الله تعالی بقوله لا تجعل مع الله الٰها آخر فتقعد مذموما مخذولا وختمها بقوله ولا تجعل مع الله الٰها آخر فتلقی فی جهنم ملوما مدحورا

(۱۰) سورہ اسراء کی محکم آیتیں جنمیں اٹھارہ مسائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں لا تجعل مع اللہ سے شروع کر کے اسی پر ختم کیا ہے یعنی ابتدا و انتہا توحید کی تعلیم پر فرمائی ۔ اللہ تعالیٰ کیتا کوئی دوسرا معبود مت بنا۔ پس تو ذلیل بے یار و مددگار رہ جائیگا اور خاتمہ پر فرمایا اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا۔

(۱) ہم نے آیتوں پر مسائل کی بابت نمبر لگا دیئے ہیں۔ ان پر غور کیا جائے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی آئندہ آیتوں پر بھی نمبر لگا دیے گئے ہیں۔

ولا تبسطها كل البسط فتقعد
ملوما محسورا + إن ربك يبسط
الرزق لمن يشاء ويقدر إنه
كان بعباده خبيرا بصيرا +
ولا تقتلوا أولادكم خشية
إملاق نحن نرزقهم وإياكم
إن قتلهم كان خطأ كبيرا +
ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة
وساء سبيلا + ولا تقتلوا
النفس التي حرم الله إلا بالحق
ومن قتل مظلوما فقد جعلنا
لوليه سلطانا فلا يسرف
في القتل إنه كان منصورا +
ولا تقربوا مال اليتيم إلا بالتي
هي أحسن حتى يبلغ أشده
وأوفوا بالعهد إن العهد كان
مسئولا + وأوفوا الكيل إذا كلتم
وزنوا بالقسطاس المستقيم
ذلك خير وأحسن تأويلا +
ولا تقف ما ليس لك به علم إن
السمع والبصر والفؤاد كل أولئك
كان عنه مسئولا + ولا تمش
في الأرض مرحا إنك لن تخرق

کو گردن سے بندھا ہوا تنگ نہ کر، نہ بالکل پھیلا دے
کہ اس سے تو بدنام اور عاجز ہو کر بیٹھ جائیگا۔
بیشک تیرا پروردگار جسے چاہے رزق میں فراخی
اور تنگی دیدے۔ کیونکہ وہ اپنے سب بندوں سے
دانا و بینا ہے۔ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے
ڈر سے نہ مار ڈالو۔ ہم اُنہیں اور تمہیں سب کو رزق
پہنچاتے ہیں یقیناً ان کا مار ڈالنا بڑا سخت جرم ہے
اور بدکاری کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ بیشک یہ حد
سے گذری ہوئی بات اور نہایت ہی بُرا طریقہ ہے۔
اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ناحق نہ مارنا
اور جو کوئی ناحق مارا گیا پس ہم نے اس کے قریبی
رشتہ دار کو غلبہ دیا، سو اُسے چاہیئے کہ بدلہ لینے
میں حد سے نہ بڑھے، بیشک یہ مدد کیا ہوا ہے
اور یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ، مگر ایسی صورت میں
کہ بہتر ہو، یہانتک کہ اس کے قویٰ پورے مضبوط
ہو جائیں، اور عہد کی پابندی کرو، بلا شبہ عہد
سے سوال ہوگا، اور ناپ کے وقت پورا ناپ دو
اور تولنے میں برابر کانٹا رکھو، یہی بہتر اور
انجام کے لحاظ سے زیادہ بھلا ہے۔
اور تجھے جس چیز کی بابت علم نہیں، اس کے درپے
نہ ہونا، اس لئے کہ کان آنکھ اور دل ان سب سے
بازپرس ہوگی، اور زمین پر اکڑ کر نہ چل، بیشک
تو زمین کو چیر نہیں سکتا۔

الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا + كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا + ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ، وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

نہ کسی طرح پہاڑ کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔ ان تمام باتوں کی بدی تیرے رب کو ناپسند ہے، یہ وہ باتیں ہیں کہ تیرے رب نے حکمت میں سے تجھ پر نازل فرمائیں، اور خدا کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا۔ ورنہ جہنم میں ذلت وخواری کیساتھ دھکیل دیا جائے گا

※

الحادية عشرة آية سورة النساء التي هي آية الحقوق العشرة بدأها الله تعالى بقوله وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا +

(۱۱) سورہ نساء کی وہ آیت جو حقوق عشرہ (دس حق) کی آیۃ کہلاتی ہے، جسے اللہ عزوجل نے اپنے اس حکم سے شروع فرمایا، صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ اور قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا

الثانية عشرة التنبيه على وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا بیان، جو آپ نے موت کے وقت فرمائی،

الثالثة عشرة معرفة حق الله علينا

(۱۳) اللہ کا بندوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے،

الرابعة عشرة معرفة حق العباد عليه

(۱۴) بندوں کا اللہ پر کیا حق ہوتا ہے۔

الخامسة عشرة ان هذه المسئلة لا يعرفها اكثر الصحابة

(۱۵) اس مسئلہ کو بہت سے صحابہ نہیں جانتے تھے،

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ جَوَازُ كِتْمَانِ الْعِلْمِ لِلْمَصْلَحَةِ

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ اسْتِحْبَابُ بِشَارَةِ الْمُسْلِمِ بِمَا يَسُرُّهُ

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ الْخَوْفُ مِنَ الْاِتِّكَالِ عَلٰى سَعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ ،

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ قَوْلُ الْمَسْئُوْلِ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ (۲)

الْعِشْرُوْنَ جَوَازُ تَخْصِيْصِ بَعْضِ النَّاسِ بِالْعِلْمِ دُوْنَ بَعْضٍ

الْحَادِيَةُ وَالْعِشْرُوْنَ تَوَاضُعُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرُكُوْبِ الْحِمَارِ مَعَ الْاِرْدَافِ عَلَيْهِ

الثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُوْنَ جَوَازُ الْاِرْدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

الثَّالِثَةُ وَالْعِشْرُوْنَ فَضِيْلَةُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

الرَّابِعَةُ وَالْعِشْرُوْنَ عِظَمُ شَانِ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ

(۱۶) علم کو بنا بر مصلحت چھپانا درست ہے (۱)

(۱۷) مسلمان کو ایسی باتوں کی خوشخبری دینا جن سے وہ خوش ہو

(۱۸) اس بات کا کھٹکا کہ کہیں لوگ اللہ کی رحمت پر بھروسہ نہ کرلیں۔

(۱۹) جس آدمی کو کسی چیز کی خبر نہ ہو تو اس میں اللہ و رسول کی طرف علم کو سپرد کر دینا چاہئے۔

(۲۰) بعض آدمی سے علم کی خاص باتیں کہنا۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فروتنی اور تواضع یعنی آپ کا گدھے پر سوار ہونا، اور ایک آدمی کو پیچھے بٹھانا۔

(۲۲) جانور پر دوسرے آدمی کو اپنے پیچھے بٹھانا۔

(۲۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ آپ نے اپنے ساتھ بٹھایا اور علمی بات بتایا

(۲۴) مسئلہ توحید کی اہمیت و عظمت شان

(۱) اس نمبر اور نمبر (۲) سے ممکن ہے کسی کو شبہہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسرار سربستہ خاص خاص اصحاب سے آشکار کئے یعنی علم باطن تصوف وغیرہ کا ثبوت اس سے چاہیں، اگر یہ غلطی ہوگی اس لئے کہ یہ بطور راز کے نہ تھے، بلکہ اتفاقاً بعض نکات آپ نے بیان فرمائے جن کے متعلق قرآن پاک یا آپ کے دوسرے بیانات میں بہت کچھ اجمال و تفصیل ہے، مگر اس درجہ شاید وہ نص نہ ہوں، کیونکہ نبی کو جو فرض تبلیغ سپرد ہے، اس میں وہ کسی قسم کی رعایت نہیں کر سکتا، فہم میں قلت و کثرت اور بات ہے، نیز بعض باتوں کو بطور نص پیش کرنے میں جو بے سمجھی کی وجہ سے ناقدری ہو۔ یا خلاف مقصد عمل اس سے روکنا اور بات ہے، مثلاً حدیث معاذ چند صحابہ سے مروی ہے، اور اسے ایک بڑے مجمع نے سنا، جیسا کہ ابوہریرہ وغیرہ کی روایتوں میں ہے۔ اس قسم کی خوشخبری اخلاص و صداقت کا نتیجہ ہے، اس سے علم والے خوف الٰہی اور شکر گذاری میں مصروف ہو جاتے ہیں، مگر جاہل، نادان، تمام احکام شریعت کو اڑا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں ہم اس مرحلہ سے پار ہو گئے، اس قسم کے نادانوں سے ایسی باتیں کرنا خلاف اصول ہے، اس کے علاوہ آپ نے کوئی ایسا راز نہیں رکھا جو صرف کسی مخصوص صحابی سے فرمایا ہو اور دوسروں کو اس کی اطلاع ممنوع قرار دی ہو۔ حذیفہ بن یمان کو صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ ایک روز آپ نے بھرے مجمع میں منافقین کے حالات کی توضیح فرمائی اور ایسے علامات ارشاد فرمائے، کہ جاننے والا اس شخص کا نام تک سمجھ جائے۔ مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ایسے مجمع کا علم بھی رازداری میں داخل ہو گیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ حذیفہ نے اس کا کچھ حصہ یاد کر لیا، غرض یہ ہے کہ فضائل اور نکات علمی میں ہو سکتا ہے کہ مصلحت وقت کا لحاظ رکھا جائے، اصول میں اس کا لحاظ نہیں ہوتا، اس کی مثال (۱) خانہ کعبہ کو ڈھا کر از سر نو تعمیر کرنا آپ نے چاہا تھا مگر ایسا نہیں کیا (۲) اسی طرح آپ نے چاہا تھا کہ وفات سے قبل وصیت نامہ لکھدیں، پھر ضرورت نہیں سمجھی، واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) آنحضرت کی زندگی میں آپ کے روبرو اللہ و رسولہ اعلم کہتے تھے۔ وفات کے بعد اللہ اعلم کہنا چاہیئے۔

بَابُ فَضْلِ التَّوْحِيْدِ وَمَا يُكَفِّرُ مِنَ الذُّنُوْبِ

باب ہے توحید کی فضیلت میں اور اسکے بیان میں کہ توحید تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ)(۱) ۶-۸۲

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں کسی قسم کا ظلم نہیں ملایا انہیں لوگوں کے واسطے ہمیشہ کا امن وچین ہے اور یہی راہ پانے والے ہیں۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ اَخْرَجَاهُ

عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی سچے دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار کرے یعنی یہ یقین کرے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس بات کا اقرار کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور پیغام پہونچانے والے ہیں یعنی رسول اور اس کا بھی اقرار کرے کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور اللہ نے اپنے کلمہ (لفظ کن) سے انہیں پیدا کیا۔ جسے مریم کی طرف بھیجا، اور اس کی روح ہیں،

اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے، جو ان باتوں کو سچے دل سے مان لیوے اللہ تعالیٰ اسے

(۱) صحیح بخاری وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب سورہ انعام کی، یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام پریشان ہوئے اور ان پر یہ شاق گذری۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں ایسا کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو آپ نے فرمایا کہ اس سے یہ مقصود نہیں جو تم سمجھے، اس سے مراد شرک ہے جیسا کہ سورہ لقمان میں فرمایا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

جنت میں داخل فرمائے گا، چاہے کچھ بھی عمل کئے ہوں[1]۔ بخاری مسلم

ولهما في حديث عتبان: فإن الله حرم على النار من قال لا إله إلا الله يبتغي بذلك وجه الله

اور بخاری و مسلم میں عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہو کہ آپ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے آگ پر اس شخص کو حرام کر دیا جو اس کی خوشی کے لئے سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے[2]۔

وعن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: قال موسى يا رب علمني شيئا أذكرك وأدعوك به. قال قل يا موسى لا إله إلا الله. قال يا رب كل عبادك يقولون هذا. قال يا موسى لو أن السموات السبع وعامرهن غيري والأرضين السبع في كفة ولا إله إلا الله في كفة مالت بهن لا إله إلا الله. رواه ابن حبان والحاكم وصححه

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے پروردگار مجھے ایسی چیز بتا جس سے تیری یاد کروں اور تجھسے دعا کیا کروں، فرمایا اے موسیٰ لا الہ الا اللہ کہہ، موسیٰ نے کہا اے پروردگار اسے تو تیرے سب بندے کہا کرتے ہیں۔ فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور انکے باشندے اور ساتوں زمینیں بجز میرے ایک پلہ میں ہوں اور لا الہ الا اللہ ایک پلہ میں تو لا الہ الا اللہ سب سے زیادہ وزن میں ہوگا۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے روایت کیا اور صحیح کہا۔

(۱) یعنی موحد کا انجام جنت ہے، اگر گناہ ایسے کئے ہیں کہ ان کی سزا ضروری ہے تو سزا پا کر ایک نہ ایک دن چھوٹ جائیگا بخلاف مشرک کے جسپر جنت حرام ہے۔

(۲) عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی بصارت جاتی رہی تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلایا تاکہ وہاں مسجد کا افتتاح کریں۔ آپ تشریف لیگئے اور جس جگہ یہ مسجد تجویز کر چکے تھے وہاں نماز نفل ادا کی۔ محلے کے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ ایک شخص جو غیر حاضر تھا اُسپر چہ میگوئیاں شروع ہوئیں، بعض نے اُسے منافق بتایا۔ یہ لوگ الگ باتیں کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کیا وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار نہیں کرتا؟ بولے زبانی اقرار کرتا ہے اُسکے دل میں نہیں ہے۔ اسپر آپ نے یہ فرمایا۔

وَلِلتِّرْمِذِيِّ وَحَسَّنَهُ عَنْ اَنَسٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً

ترمذی میں بسند حسن[1] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے ابن آدم (آدم کے بیٹے) اگر تو میرے روبرو زمین بھر گناہ لائے پھر تو نے کچھ شرک نہ کیا ہو تو میں تجھ سے زمین بھر کر مغفرت سے ملونگا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس باب میں (۲۰) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى سَعَةُ فَضْلِ اللّٰهِ

(۱) اللہ کے فضل کی وسعت

الثَّانِيَةُ كَثْرَةُ ثَوَابِ التَّوْحِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ

(۲) توحید کا ثواب اللہ کے نزدیک بہت ہے۔

الثَّالِثَةُ تَكْفِيْرُهُ مَعَ ذٰلِكَ الذُّنُوْبَ

(۳) ثواب کے علاوہ توحید گناہوں کا کفارہ بھی ہے

الرَّابِعَةُ تَفْسِيْرُ الْاٰيَةِ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ

(۴) سورۂ انعام کی آیت میں جو ظلم کا لفظ ہے اسکی تفسیر (شرک ہے)

الْخَامِسَةُ تَاَمُّلُ الْخَمْسِ اللَّوَاتِيْ فِيْ حَدِيْثِ عُبَادَةَ

(۵) عُبادہ بن صامت کی حدیث میں جو پانچ باتیں ہیں اُن میں غور کرو۔

السَّادِسَةُ اَنَّكَ اِذَا جَمَعْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حَدِيْثِ عِتْبَانَ وَمَا بَعْدَهُ تَبَيَّنَ لَكَ مَعْنٰى قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَبَيَّنَ لَكَ خَطَاُ الْمَغْرُوْرِيْنَ

(۶) جب تم اس حدیث اور عتبان وغیرہ کی حدیث کو جمع کرو گے تو "لا الہ الا اللہ" کہنے کے معنی سمجھ میں آجائیں گے۔ اور جو لوگ دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں (کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لیا۔ چاہے ہر قسم کا

---

(۱) حَسَن۔ صحیح سے کم درجہ کی حدیث کو کہتے ہیں۔
صَحِیح وہ حدیث ہے جس کے سب راوی (ناقل) دیندار سچے ہوشیار اور قوی الحافظہ ہوں۔ سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اسی طرح ملا ہوا ہو۔ نیز آپس میں اختلاف نہ کرتے ہوں، نہ کوئی خفیہ عیب ہو۔ حَسَن میں سب باتیں صحیح کی ہوں، ہاں مگر حفظ و ضبط میں اُس سے کمی ہوگی۔

شرک کرتے ہیں) اُن کی غلطی واضح ہوجائیگی۔(۱)

السابعة التنبيه للشرط الذي في حديث عتبان۔

(۷) عتبان کی حدیث میں جو شرط ہے اُسپر نظر کرنی چاہئیے (یعنی لاالہ الّا اللہ خدا کو راضی کرنے کے واسطے کہے اس سے مقصود خالص توحید ہو)

الثامنة كون الانبياء يحتاجون للتنبيه على فضل لا اله الا الله

(۸) انبیاء بھی لاالہ الّا اللہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔

التاسعة التنبيه لرجحانها بجميع المخلوقات مع ان كثيرا ممن يقولها يخف ميزانه۔

(۹) اس بات پر غور کرنا چاہئیے کہ "لاالہ الا اللہ" تمام چیزوں سے بھاری ہے مگر بہت سے "لاالہ الّا اللہ" کہنے والوں کے تراز و ہلکے ہونگے۔

العاشرة النص على ان الارضين سبع كالسموات۔

(۱۰) صاف وصریح حکم کہ زمین کے بھی مثل آسمان کے سات طبقے ہیں۔

الحادية عشرة ان لهن عمارا۔

(۱۱) ان زمینوں اور آسمانوں میں آبادیاں ہیں۔

الثانية عشرة اثبات الصفات خلافا للاشعرية۔

(۱۲) اللہ کی صفات کا ثبوت بخلاف اشعریہ کے جو انکار کرتے ہیں۔

الثالثة عشرة انك اذا عرفت حديث انس عرفت ان قوله في حديث عتبان " فان الله حرم على النار من قال لا اله الا الله يبتغي بذلك وجه الله " انه ترك الشرك ليس قولها باللسان

(۱۳) جب تم انسؓ کی حدیث سمجھ لوگے تو معلوم ہوجائیگا کہ عتبان کی حدیث میں یہ فرمانا کہ "اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر جو لاالہ الا اللہ کہے اللہ کی مرضی کے لئے" اُس سے مقصود شرک کو چھوڑنا ہے۔ نہ یہ کہ زبان سے کلمہ کہنا۔

(۱) عام لوگ مَن قال لا اله الا الله دخل الجنة پڑھ کر اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ اس کے سچ ہونے میں شبہ نہیں، مگر صرف زبان سے کہنے سے کیا فائدہ جب تک کہ اُسپر کامل اعتقاد اور اس کے توڑنے والی چیزوں سے پرہیز نہ ہو یعنی جب تک شرک سے نہ بچے اس کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ دنیا میں بڑے سے بڑا کافر بھی لاالہ الا اللہ کا انکار نہیں کرتا مگر عمل کے وقت حقیقت کھل جاتی ہے۔

الرابعة عشرة تأمل الجمع بين كون عيسى ومحمد عبد الله ورسوله۔	(۱۴) عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو اللہ کا بندہ اور رسول کہنا اس میں غور کرو۔
الخامسة عشرة معرفة اختصاص عيسى بكونه كلمة الله۔	(۱۵) عیسیٰ علیہ السلام کا کلمۃ اللہ ہونا۔
السادسة عشرة معرفة كونه روحا منه	(۱۶) اُن کا رُوحُ اللہ ہونا۔
السابعة عشرة معرفة فضل الإيمان بالجنة والنار۔	(۱۷) جنت و دوزخ پر ایمان لانے کی فضیلت
الثامنة عشرة معرفة كونه على ما كان من عمل۔	(۱۸) یہ بات بھی سمجھنا (جو حدیث عبادہ میں ہے) وہ جنت میں جائیگا) جو کچھ بھی عمل رکھتا ہو۔
التاسعة عشرة معرفة أن الميزان له كفتان۔	(۱۹) ترازو کے دو پلڑے ہیں
العشرون معرفة ذكر الوجه	(۲۰) اللہ کے لئے "وجہ" کے لفظ کا استعمال جسکے لفظی معنی "منہ" ہیں۔ اسکو سمجھنا۔

بَابُ مَنْ حَقَّقَ التَّوْحِيدَ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

باب ہے اس بارہ میں جو سچی توحید رکھے وہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى (إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ) ۱۶-۱۲۰	اور اللہ کا فرمان: یقیناً ابراہیم ایک اُمّت تھا اور خدا کا فرمانبردار، یک طرفہ، اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔
وَقَالَ تَعَالَى (وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ) ۲۳-۵۹	اور فرمایا:- اور وہ لوگ کہ اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔

عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ اَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِىْ انْقَضَّ الْبَارِحَةَ فَقُلْتُ اَنَا، ثُمَّ قُلْتُ اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَكُنْ فِىْ صَلٰوةٍ وَلٰكِنِّىْ لُدِغْتُ، قَالَ فَمَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ، قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قُلْتُ حَدِيْثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِىُّ قَالَ وَمَا حَدَّثَكُمْ؟ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ اَنَّهُ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ، قَالَ قَدْ اَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى اِلٰى مَا سَمِعَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ، عُرِضَتْ عَلَىَّ الْاُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِىَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِىَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِىَّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ، اِذْ رُفِعَ لِىْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ اُمَّتِىْ فَقِيْلَ لِىْ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهُ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِىْ هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا

حصین بن عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ میں سعید بن جُبیر کے پاس تھا۔ وہ بولے گذشتہ شب جو تارا ٹوٹا تھا اُسے کس نے دیکھا؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے دیکھا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ میں اُسوقت نماز میں نہ تھا بلکہ مجھے زہریلے جانور نے کاٹا تھا، سعید بن جُبیر نے کہا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا منتر پڑھوایا۔ بولے تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے جواب دیا کہ ہمیں شعبی نے ایک حدیث بتائی ہے اس بنا پر کیا۔ بولے شعبی نے کیا حدیث بیان کی تھی؟ میں نے کہا کہ بُریدہ بن حُصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے منتر صرف نظر اور زہریلے جانوروں کے لئے درست ہے سعید بن جُبیر نے کہا بیشک جس نے اپنے علم کے مطابق کیا ٹھیک کیا۔ لیکن ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُنائی کہ آپ نے فرمایا مجھپر پہلی اُمتیں پیش ہوئیں، سو میں نے نبی اور اُسکے ساتھ ایک جماعت دیکھی۔ اور نبی جس کے ساتھ ایک یا دو مرد تھے۔ اور ایسا نبی بھی جس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اس اثناء میں بڑی جماعت مجھے دکھائی دی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ "میری اُمت ہے" تو مجھسے کہا گیا "نہیں" یہ موسیٰ اور اُن کی قوم ہیں۔ پھر میں نے دیکھا تو ایک بڑی جماعت نظر پڑی، مجھسے کہا گیا یہ تمھاری اُمت ہے، اور ان کے ساتھ ستر ہزار

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِيْ اُولٰئِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَذَكَرُوْا اَشْيَاءَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، قَالَ اَنْتَ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ۔

وہ لوگ ہیں جو جنت میں بے حساب و بے عذاب داخل ہونگے، پھر آپ یہ فرما کر گھر میں تشریف لیگئے۔ پس لوگوں نے اس ستر ہزار کی بابت چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہونگے جو آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور بعضوں نے کہا شاید مسلمانوں کی وہ اولاد کہ اسلام میں پیدا ہوئے اور کسی قسم کا شرک نہیں کیا، اور اسی قسم کی اور باتیں بولے، اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ منتر نہیں پھنکواتے اور نہ داغ لگواتے ہیں نہ بد فالی لیتے ہیں اور صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ عُکّاشہ بن محصن اُٹھکر بولے کہ "اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے کہ مجھے اُن میں سے کر دے"۔ فرمایا تو اُن میں سے ہے، پھر ایک دوسرا شخص اُٹھ کر بولا کہ میرے واسطے بھی دُعا فرمائیے۔ آپنے فرمایا عُکّاشہ اسے لیگیا۔ (بخاری، مسلم)

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۲۲) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى مَعْرِفَةُ مَرَاتِبِ النَّاسِ فِي التَّوْحِيْدِ

(۱) توحید میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں۔

اَلثَّانِيَةُ مَا مَعْنٰى تَحْقِيْقِهِ؟

(۲) حقیقی توحید کیا ہے؟

اَلثَّالِثَةُ ثَنَاؤُهُ سُبْحَانَهُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ بِكَوْنِهِ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(۳) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف اس طرح کرنا کہ وہ مشرکوں سے نہ تھے۔

اَلرَّابِعَةُ ثَنَاؤُهُ عَلٰى سَادَاتِ الْاَوْلِيَاءِ

(۴) اللہ عز وجل کا اپنے برگزیدہ بندوں کی

بِسَلَامَتِهِمْ مِنَ الشِّرْكِ -

تعریف اس طرح کرنا کہ وہ شرک سے پاک تھے۔

الخَامِسَةُ كَوْنُ تَرْكِ الرُّقْيَةِ وَالْكَيِّ مِنْ تَحْقِيقِ التَّوْحِيدِ -

(۵) منتر اور آگ سے بدن پر بطور علاج داغ لگوانا ان دونوں کو چھوڑنا حقیقی توحید میں سے ہے۔

السَّادِسَةُ كَوْنُ الْجَامِعِ لِتِلْكَ الْخِصَالِ هُوَ التَّوَكُّلُ -

(۶) ان تمام خصلتوں کو جمع کرنے والی چیز توکل ہے یعنی اصلی سبب وہی ہے۔

السَّابِعَةُ عُمْقُ علم الصحابة لمعرفتهم انهم لم ينالوا ذلك الا بعمل -

(۷) صحابہ کرام کے علم کی گہرائی۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ یہ درجہ بغیر عمل کے نہیں حاصل ہوسکتا۔

الثَّامِنَةُ حِرْصُهُمْ عَلَى الْخَيْرِ -

(۸) اُن کی بھلائی میں رغبت۔

التَّاسِعَةُ فَضِيلَةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِالْكَمِّيَّةِ وَالْكَيْفِيَّةِ -

(۹) اُمت محمدیہ کی فضیلت باعتبار تعداد اور صفت کے (یعنی تعداد میں ان کی کثرت اور صفات میں یہ صفت جو ستر ہزار کے لئے آئی ہے۔

العَاشِرَةُ فَضِيلَةُ أَصْحَابِ مُوسٰى

(۱۰) موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کی فضیلت۔

الحَادِيَةَ عَشَرَةَ عَرْضُ الْأُمَمِ عليه عَلَيْهِ السَّلَامُ -

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امتوں کا پیش ہونا۔

الثَّانِيَةَ عَشَرَةَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ تُحْشَرُ وَحْدَهَا مَعَ نَبِيِّهَا -

(۱۲) ہر ایک اُمت اکیلی اپنے نبی کے ساتھ اٹھائی جاوے گی۔

الثَّالِثَةَ عَشَرَةَ قِلَّةُ مَنِ اسْتَجَابَ لِلْأَنْبِيَاءِ -

(۱۳) انبیاء کے ماننے والوں کی کمی

الرابعة عَشَرَةَ أَنَّ مَنْ لَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ يَأْتِي وَحْدَهُ -

(۱۴) جس نبی کو کسی نے نہ مانا ہوگا وہ اکیلا اٹھے گا۔

الخامسة عشرة ثَمَرَةُ هٰذَا الْعِلْمِ وَهُوَ عَدَمُ الْاِغْتِرَارِ بِالْكَثْرَةِ وَعَدَمُ الزُّهْدِ فِي الْقِلَّةِ -

(۱۵) اس علم کا نتیجہ
یعنی کثرت سے دھوکا نہ کھانا چاہئے اور قلت سے بلا وجہ اعراض نہ کرنا چاہئے۔

السادسة عشرة الرخصة في الرقية من العين والحمة

(۱۶) نظر اور زہریلے جانوروں میں منتر کی اجازت ہے۔ (بشرطیکہ شرکیہ الفاظ نہ ہوں)

السابعة عشرة عمق علم السلف لقوله قد أحسن من انتهى إلى ما سمع ولكن كذا وكذا فعلم أن الحديث الأول لا يخالف الثاني

(۱۷) سلف صالحین کی علم میں گہرائی اور کمال جیسا کہ کہا "جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا اچھا کیا مگر یہ باتیں یعنی اس سے اولیٰ ہیں)، اس سے معلوم ہوگیا کہ پہلی حدیث دوسری کے مخالف نہیں

الثامنة عشرة بعد السلف عن مدح الإنسان بما ليس فيه۔

(۱۸) سلف صالحین کا کسی کی بیجا تعریف سے بچنا۔

التاسعة عشرة قوله عليه السلام أنت منهم علم من أعلام النبوة

(۱۹) آپ کا عکاشہ سے یہ فرمانا کہ تو ان میں سے ہے نبوت کے نشانوں میں سے ہے

العشرون فضيلة عكاشة۔

(۲۰) عکاشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

الحادية والعشرون استعمال المعاريض۔

(۲۱) تصریح کے بجائے تعریض و کنایہ کا استعمال کرنا، (جیسا کہ آپ نے اس شخص سے صاف صاف نہیں فرمایا کہ تو نہیں ہو یا تیرے واسطے دعا نہیں کرتا)

الثانية والعشرون حسن خلقه صلى الله عليه وسلم

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن خلق۔

باب الخوف من الشرك

باب ہے شرک سے ڈرنے میں

وقول الله عز وجل إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر

اور اللہ عز وجل کا فرمان۔ بیشک اللہ شرک کو نہیں بخشتا۔ اور شرک کے سوا جو کچھ گناہ جس کے لئے

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا،

(۴-۱۱۶)

چاہے بخشتا ہے، اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا پس وہ دور کی گمراہی میں جا پھنسا،

*

وَقَالَ الْخَلِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَ وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

(۱۴-۳۵)

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی دعا میں کہا "اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا۔"

وفی الحدیث اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عليكم الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ، فسُئِلَ عنه فقال الرِّيَاءُ

اور حدیث شریف میں ہے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے خوف ہے وہ شرک اصغر ہے۔ (چھوٹا شرک) آپ سے دریافت کیا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا ریاکاری (یعنی دکھانے کے واسطے کام کرنا)

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وھو یدعو من دون اللہ ندًا دخل النار رواہ البخاری

ابن مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کا شریک کرتا ہو جہنم میں جائے گا۔ بخاری کی روایت میں ہے،

ولمسلم عن جابر رضی اللہ عنہ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنۃ ومن لقیہ یشرک بہ شیئا دخل النار

مسلم میں جابرؓ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی اللہ سے ملے اور وہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرتا ہو جنت میں جائے گا، اور جو اس سے ملے شرک کرتے ہوئے جہنم میں جائے گا۔

فیہ مسائل

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

الاولی الخوف من الشرک

(۱) شرک سے خوف کرنا۔

الثانیة أن الریاء من الشرک

(۲) ریاکاری شرک میں سے ہے۔

الثالثة أنه من الشرک الأصغر.

(۳) ریا شرک اصغر ہے۔

الرابعة أنه أخوف ما یخاف منه علی الصالحین

(۴) نیک لوگوں پر بہ نسبت اور چیزوں کے ریا کا زیادہ خوف کیا جاتا ہے۔

الخامسة قرب الجنة والنار.

(۵) جنت و دوزخ کا قریب ہونا۔

السادسة الجمع بین قربهما فی حدیث واحد

(۶) ان دونوں کے قریب ہونے کو ایک حدیث میں جمع کرنا،

السابعة أنه من لقیه لا یشرک به شیئاً دخل الجنة، ومن لقیه یشرک به شیئاً دخل النار، ولو کان من أعبد الناس

(۷) جو بغیر شرک کے خدا سے ملے گا وہ جنت میں جائے گا، اور جو شرک سے ملے گا وہ جہنم میں جائے گا، اگرچہ بڑا عابد و زاہد کیوں نہ ہو(۱)

الثامنة المسئلة العظیمة سؤال الخلیل له و لبنیه وقایة عبادة الأصنام

(۸) اہم مسئلہ یعنی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بت پرستی سے بچنے کی دعا کرنا۔

التاسعة اعتباره بحال الأکثر لقوله رب انهن أضللن کثیراً من الناس) ۳۶-۱۴-

(۹) حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا اکثر لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل کرنا جیسا کہ کہا۔ اے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے،

العاشرة فیه تفسیر لا إله إلا الله کما ذکره البخاری

(۱۰) اس میں لا الہ الا اللہ کی تفسیر ہے، جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا۔(۲)

---

(۱) اس لئے کہ شرک کے ہوتے ہوتے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور شرک نیک عملوں کے واسطے بمنزلہ آگ ہے کہ سب کو جلا دیتا ہے، لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین، البتہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے بھی سب عمل برباد ہو جائیں گے اور تو ٹوٹا پانیوالوں میں ہو جائیگا۔ ۵-۶-۴۹-)

(۲) حدیث کے بعض لفاظ میں اسطرح ہے کہ جو مر گیا، لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہوئے جنت میں جائیگا بعض کے الفاظ اس طرح ہیں جیسا کہ اوپر اس باب میں بیان ہوا یعنی جو اس حالت میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، وہ جنت میں جائیگا، تو حاصل یہ نکلا کہ محض زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے معنی پر عمل نہ ہو، کیونکہ یہ نہایت صاف دھوکہ ہوگا کہ ایک شخص عربی الفاظ بے سوچے سمجھے پڑھ کر مسلمان بن جائے، حالانکہ وہ سراسر اس کے خلاف عمل کر رہا ہے۔ ایمان کے لئے اولاً علم پھر زبان، دل اور اعضاء ظاہری کا خوشی سے ماننا شرط ہے۔

باب الدعاء الی شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ

باب ہے اس بارہ میں کہ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے لئے لوگوں کو بلایا جائے

وقول اللہ تعالیٰ (قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین) ۱۲-۱۰۸

کہدے یہ میرا راستہ ہے کہ میں اور میری پیروی کرنے والے اللہ کی طرف عقل و بصیرت سے بلاتے ہیں اور اللہ تو ہر ایک شرک و برائی سے پاک ہے۔ اور میں بھی شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

※

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذًا قال له انك تاتی قوما من اهل الكتاب فليكن اول ما تدعوهم اليه شهادة ان لا اله الا الله وفی رواية الى ان يوحدوا الله فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله افترض عليهم خمس صلوت فی كل يوم وليلة فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله افترض عليهم صدقة تؤخذ من اغنيائهم فترد علی فقرائهم فان هم اطاعوك لذلك فاياك وكرائم اموالهم واتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو ان سے کہا تم اہل کتاب کی ایک قوم میں جا رہے ہو (یعنی پڑھے لکھے لوگ ہیں) سو سب سے پہلے جس چیز کی طرف تم انہیں دعوت دو۔ وہ "لا الٰہ الا اللہ" کا سچے دل سے اقرار ہے۔ اور ایک روایت میں اس کی جگہ اللہ کی توحید ہے پس اگر وہ لوگ یہ قبول کرلیں۔ تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ہر رات و دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ قبول کرلیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو انکے مالدار لوگوں سے لے کر فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔ پس اگر وہ اسے قبول کرلیں۔ تو ان کے عمدہ مالوں کے لینے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا، اس لئے کہ اس میں اور اللہ میں کوئی حجاب نہیں ہوتا اسے

أخرجاه۔

ولهما عن سهل بن سعد رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خيبر لأعطين الراية غداً رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه فبات الناس يدوكون ليلتهم أيهم يعطاها فلما أصبحوا غدوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم يرجو أن يعطاها فقال أين علي بن أبي طالب فقيل هو يشتكي عينيه، فأرسل إليه فأتي به فبصق في عينيه ودعا له فبرأ كأن لم يكن به وجع، فأعطاه الراية فقال انفذ على رسلك حتى تنزل بساحتهم ثم ادعهم إلى الإسلام وأخبرهم بما يجب عليهم من حق الله تعالى فيه فوالله لأن يهدي الله بك رجلاً واحداً خير لك من حمر النعم. يدوكون أي يخوضون۔

بخاری مسلم دونوں نے روایت کیا۔

اور بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے آخری دن فرمایا، کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت رکھتے ہیں، اسی کے ہاتھ پر اللہ فتح دیگا۔ پس لوگ رات بھر خیال دوڑاتے رہے کہ کسکو دیا جائیگا؟ جب صبح ہوئی تو سب آپ کے حضور میں آئے۔ ہر ایک یہی امید کئے تھا کہ اسی کو آپ جھنڈا دیں گے۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ جواب ملا کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ انہیں لے آوے۔ جب آگئے تو دعا کی اور آنکھوں میں تھوکا۔ اسی وقت آنکھیں درست ہوگئیں گویا کچھ تھا ہی نہیں، پھر انہیں جھنڈا دیا، اور فرمایا جاؤ سہولت سے جب ان کے میدان میں پہونچو تو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ، اور جو اللہ کے حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں ان کو بتاؤ، خدا کی قسم اگر ایک آدمی تمہاری بدولت ہدایت پائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے (سرخ اونٹ عرب میں قیمتی چیز ہے۔)

فیہ مسائل

اس میں (۳۰) مطالب ہیں

الاولی ان الدعوۃ الی اللہ طریق

(۱) آپ کے متبعین کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ کیطرف

مَنِ اتَّبَعَهُ صلی اللہ علیہ وسلم

الثانیۃ التنبیہ علی الاخلاص لان کثیرا لو دعا الی الحق فھو یدعو الی نفسہ

الثالثۃ ان البصیرۃ من الفرائض

الرابعۃ من دلائل حسن التوحید انہ تنزیہ للہ تعالی عن المسبۃ

الخامسۃ ان من قبح الشرک کونہ مسبۃ للہ

السادسۃ وھی من اھمھا ابعاد المسلم عن المشرکین لا یصیر منھم ولو لم یشرک

السابعۃ کون التوحید اول واجب

الثامنۃ انہ یبدأ بہ قبل کل شیء حتی الصلوۃ

التاسعۃ ان معنی ان یوحدوا اللہ معنی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ

العاشرۃ ان الانسان قد یکون من اھل الکتاب وھو لا یعرفھا ولا یعمل بھا

الحادیۃ عشرۃ التنبیہ علی التعلیم بالتدریج

لوگوں کو بلائیں۔

(۲) اس میں اخلاص کا بیان ہے، کیونکہ بہت سے لوگ جب حق کیطرف بلاتے ہیں تو اپنے نفس کی عظمت کیطرف بلاتے ہیں،

(۳) سوچ سمجھکر دعوت دینا فرض ہے

(۴) توحید کی خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ کی ذات کو برائی سے پاک کرتی ہے۔

(۵) شرک کی برائیوں میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ کی ذات میں عیب لگاتا ہے

(۶) مسلمانوں کو مشرکوں سے بچانا، یہ نہایت اہم مسئلہ ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ ان میں رہے، اگرچہ شرک نہ کرے،

(۷) توحید سب سے پہلا فرض ہے جس کی دعوت دیجائے

(۸) سب سے پہلے توحید کی دعوت دیجائے گی، یہانتک کہ نماز سے بھی پہلے۔

(۹) لا الہ الا اللہ کے اقرار کے یہی معنی ہیں، کہ اللہ کی توحید کیجائے،

※

(۱۰) انسان کبھی اہل کتاب ہوتا ہے، اور وہ "توحید" کو نہیں جانتا، یا جانتا ہے مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتا،

(۱۱) بتدریج تعلیم دینے کی ضرورت پر توجہ دلانا،

الثانية عشرة البداءة بالأهم فالأهم۔

(۱۲) یکے بعد دیگرے اہم باتوں کو بہ ترتیب بتانا چاہیئے۔

الثالثة عشرة مَصْرِفُ الزكوة۔

(۱۳) زکوۃ کہاں صرف کرنی چاہیئے۔

الرابعة عشرة كَشْفُ العالم الشُّبْهَةَ عن المُتَعَلِّم۔

(۱۴) عالم کا طالب العلم کے ذہن سے شبہہ دور کر دینا۔

الخامسة عشرة النَّهْي عن كرائم الأموال۔

(۱۵) زکوۃ میں عمدہ مالوں کے لینے سے ممانعت۔

السادسة عشرة اتِّقاء دَعْوَة المظلوم۔

(۱۶) مظلوم کی دعا سے بچنا،

※

السابعة عشرة الإخبار بأنها لا تُحْجَب۔

(۱۷) یہ خبر دینا کہ مظلوم کی دعا کے لئے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

الثامنة عشرة من أدلة التوحيد ما جرى على سيد المرسلين وسادات الأولياء من المشقة والجوع والوباء

(۱۸) جو کچھ سید المرسلین سید الاولیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ تکلیف، بھوک اور بیماری وغیرہ پہونچی۔ یہ سب توحید کے دلائل سے ہے۔

التاسعة عشرة قوله لأُعْطِيَنَّ الراية الخ عَلَمٌ من أعلام النبوة۔

(۱۹) آپکا یہ فرمانا "کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا آخر تک" نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

العشرون تفله في عينيه عَلَمٌ من أعلامها أيضًا۔

(۲۰) آپ کا حضرت علی کی آنکھ میں تھوکنا بھی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

الحادية والعشرون فضيلة علي رضي الله عنه

(۲۱) حضرت علی کی فضیلت۔

※

الثانية والعشرون فَضْلُ الصحابة في دوكهم تلك الليلة وشُغْلِهِم عن

(۲۲) صحابہ کی فضیلت کہ وہ رات بھر اس خیال میں رہے کہ دیکھنا چاہیئے صبح جھنڈا کسے ملتا ہے

بشارۃ الفتح۔

الثالثۃ والعشرون الایمان بالقدر لحصولها لمن لم یسع لها و منعها عمن سعی

الرابعۃ والعشرون الادب فی قوله علی رسلك۔

الخامسۃ والعشرون الدعوۃ الی الاسلام قبل القتال۔

السادسۃ والعشرون انه مشروع لمن دعوا قبل ذلك وقوتلوا۔

*

السابعۃ والعشرون الدعوۃ بالحکمۃ لقوله اخبرهم بما یجب۔

*

الثامنۃ والعشرون المعرفۃ بحق اللہ فی الاسلام

التاسعۃ والعشرون ثواب من اهتدی علی یدیه رجل واحد

الثلاثون الحلف علی الفتیا۔

*

اس خیال میں فتح کی خوشخبری بھی بھول گئے۔

(۲۳) یہاں سے تقدیر پر ایمان لانا ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو جھنڈے کا خیال بھی نہ رکھتا تھا اُسے مل گیا، اور جو رات بھر اسی خیال میں رہا وہ محروم رہا۔

(۲۴) آپ کا ادب سکھانا یعنی یہ فرمانا کہ جاؤ جلدی نہ کرنا،

(۲۵) جنگ سے پیشتر دعوت اسلام دینا۔

*

(۲۶) دعوت اسلام ہر حالت میں مشروع ہے خواہ ان لوگوں سے پہلے بھی خطاب ہو یا پہلے دعوت ہو چکی ہو اور جنگ بھی (جیسا کہ خیبر میں ہوا تھا۔)

(۲۷) حکمت و دانشمندی سے دعوت دینا، جیسا کہ آپ نے فرمایا "انہیں جو اُن پر فرض ہے اسکی اطلاع دے"۔

(۲۸) اسلام میں اللہ کا حق پہچاننا،

*

(۲۹) اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر ایک آدمی ہدایت پائے۔

(۳۰) کسی فتوے پر قسم کھانا۔ (جیسا کہ آپ نے قسم کھا کر بیان فرمایا۔

* * * * *

* * *

*

بَابُ تَفْسِيْرِ التَّوْحِيْدِ وَشَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب ہے توحید اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے اقرار کے مطلب میں۔

وقول اللہ تعالیٰ (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا)

۱۷-۵۷-

اور اللہ عزوجل کا فرمان۔ یہ لوگ تو اللہ سے دعا کرتے رہتے تھے، اور اس کے قرب کے ذریعے ڈھونڈتے تھے کہ کون زیادہ مقرب ہو۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار اور عذاب سے خوفزدہ تھے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

وقولہ تعالیٰ (وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ‌+ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ) ۴۳-۲۷-۲۶-

اور فرمایا:۔ جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے صاف کہدیا کہ "میں ان تمام چیزوں سے جن کی تم پرستش کرتے ہو بیزار ہوں۔ مگر اس اللہ کا ماننے والا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی مجھے سیدھی راہ دکھائیگا۔

※

وقولہ تعالیٰ (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ+

۳۱-۹-

اور فرمایا:۔ انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ بنا دیا، اللہ کو چھوڑ کر، اور مسیح بن مریم کو بھی، اور انہیں اس کے سوا کچھ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود کی پرستش کریں جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، وہ پاک و برتر ہے اس چیز سے کہ یہ شریک کرتے ہیں۔

وقولہ تعالیٰ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ

اور فرمایا:۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسرونکو اسکا شریک ٹھہراتے ہیں انسے وہ محبت کرتے ہیں

كَحُبِّ اللهِ، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ، وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَاَنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ)	جو خدا سے ہونی چاہئے۔ اور ایمان والے تو اللہ ہی سے زیادہ محبت رکھتے ہیں، اور اگر ان ظالموں کو یہ بات سوجھے کہ جب یہ عذاب دیکھیں گے اسوقت یقین کرلیں گے کہ ساری قوت خدا ہی کو ہے۔ اور یہ کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
۲-۱۶۵	
فی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من قال لا الٰہ الا اللہ وکفر بما یعبد من دون اللہ حرم مالہ ودمہ وحسابہ علی اللہ عز وجل۔	صحیح مسلم میں وارد ہے، آپ نے فرمایا: جو شخص کہ "لا الٰہ الا اللہ" کہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن چیزوں کی پرستش ہوتی ہے ان سے منکر ہو، تو اس کا مال وخون حرام ہوگیا، اور اس کے دل کا حال اللہ جانتا ہے،
وشرح ھٰذہ الترجمۃ ما بعدھا من الابواب۔	اس باب کی شرح وہ تمام ابواب ہیں جو آیندہ آئیں گے۔
فیہ اکبر المسائل واھمھا وھی تفسیر التوحید وتفسیر الشھادۃ وبیّنھا بامور واضحۃ	اس میں اہم ترین اور بزرگ ترین مسئلہ ہے، وہ توحید یعنی کلمہ شہادت کے معنی ہیں جنکو چند باتوں سے واضح کردیا گیا،
منھا اٰیۃ الاسراء بیّن فیھا الرد علی المشرکین الذین یدعون الصالحین	انمیں سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے جس میں ان مشرکین کا صاف صاف رد فرمایا ہے، جو نیک لوگوں سے حاجتیں مانگتے اور انہیں وسیلہ گردانتے تھے،
※	
ففیھا بیان ان ھٰذا ھو الشرک الاکبر،	اس میں صاف تصریح ہے کہ یہی کام شرک اکبر ہے یعنی اصلی شرک
ومنھا اٰیۃ براءۃ بیّن فیھا ان اھل الکتاب اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ، وبیّن انھم	اور اس میں سے آیۃ براۃ ہے جس میں توضیح ہے کہ اہل کتاب نے اپنے علما و زاہدوں کو اللہ کے سوا رب بنا رکھا ہے، اور انہیں صرف اللہ

لم یؤمروا الا ان یعبدوا الٰھًا واحدا
معَ انّ تفسیرھا الذی لا اشکالَ
فیہ طاعۃ العلماء والعُبّاد فی المعصیۃ
لا دعاؤھم ایاھم

ومنھا قولُ الخلیل للکفار انّنی برآءٌ
مّمّا تعبدون الا الذی فطرنی
فاستثنیٰ من المعبودین ربّہٗ و
ذکر سبحانہ وتعالیٰ انّ ھٰذہ
البرآءۃ وھٰذہ الموالاۃ ھے
تفسیر شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ
فقال وجعلھا کلمۃ باقیۃ
فی عقبہٖ لعلّھم یرجعون ۔

※

ومنھا اٰیۃ البقرۃ فی الکفار الذین
قال فیھم وما ھم بخارجین
من النار ذکر انّھم یحبّون اندادھم
کحبّ اللہ فدلّ علی انھم یحبون اللہ
حبًّا عظیمًا ولم یدخلھم فی الاسلام
فکیف بمن احبّ النّدّ اکبر من حبّ
اللہ فکیف بمن لم یحبّ الا النّدّ
وحدہٗ ولم یحبّ اللہ ۔

خدا کی عبادت کا حکم تھا، حالانکہ اس کی صاف
کھلی یہ تفسیر ہے کہ اس رب بنانے کے معنی ان
علماء اور پیروں کی فرمانبرداری ہے۔ حکم الٰہی کے
مقابلہ میں نہ ان سے دعا کرنا۔

اور ان میں سے حضرت خلیل اللہ کا یہ قول کافروں
سے ہے کہ: میں اللہ کے سوا تمہارے تمام معبودوں
سے بیزار ہوں، پس اللہ عزوجل کو ان کے تمام
معبودوں سے الگ کیا، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ
نے بیان فرمایا کہ یہ برارت شرک و مشرکین سے
اور یہ موالات ومحبت اللہ والوں سے "لا الٰہ
الا اللہ" کے معنی ہیں، اسی کو فرمایا کہ اسے انکے
خاندان میں یادگار کلمہ چھوڑا، شاید کہ وہ لوٹ
جائیں،

اور اس میں سے سورہ بقرہ کی یہ آیت ایسے کافروں
کی بابت جن کی شان میں فرمایا، وہ ہرگز جہنم سے
نہ نکلیں گے" اس آیۃ میں یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے
شریکوں سے اللہ کی سی محبت رکھتے ہیں، اس
سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھتے
تھے۔ باوجود اس کے انہیں مسلمان نہیں کہا، پس
ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شریک سے اللہ کی
بہ نسبت زیادہ محبت رکھتے ہیں! اور وہ لوگ
کہاں جائیں گے؟ جو صرف شریکوں سے محبت رکھتے
ہیں اور اللہ تعالیٰ کو جانتے ہی نہیں۔

ومنها قوله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله وهذا من اعظم ما يبين معنى لا اله الا الله۔

اور اس میں سے آپ کا فرمانا، کہ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا، اور اللہ کے سوا تمام معبودوں سے کفر کیا اس کا مال و خون حرام ہو گیا، اور اس کے دل کا حال خدا جانتا ہے، یہ ان اہم ترین باتوں سے ہے جو لا الہ الا اللہ کے معنی بیان کرتی ہیں۔

※

فانه لم يجعل التلفظ بها عاصما للدم والمال بل ولا معرفة معناها مع لفظها بل ولا الاقرار بذلك بل ولا كونه لا يدعو الا الله وحده لا شريك له بل لا يحرم ماله ودمه حتى يضيف الى ذلك الكفر بما يعبد من دون الله فان شك او توقف لم يحرم ماله ودمه۔ فيا لها من مسئلة ما اعظمها واجلها ويا له من بيان ما اوضحه، وحجة ما اقطعها للنازع

آپ نے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے کو مال وجان بچانے والا نہیں فرمایا، بلکہ اس کے لفظ و معنے کے پہچاننے کو بھی، بلکہ محض اقرار کو بھی نہیں بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کے پکارنے کو بھی نہیں، بلکہ اس کے جان و مال حرام نہ ہوں گے جب تک کہ اس کے ساتھ اللہ کے سوا جو معبود ہیں ان سے کفر نہ کرے، سو اگر شک کرے یا توقف کرے تو اس کی جان و مال حرام نہ ہو گی، پس یہ کیا ہی عجیب مسئلہ ہے! جس کا کتنا بڑا زبردست مرتبہ ہے اور کیا واضح بیان ہے! اور کیسی صریح حجت کہ نزاع کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔

باب من الشرك لبس الحلقة والخيط ونحوهما لرفع البلاء او دفعه

باب ہے اس بارہ میں کہ کڑا، چھلا اور گنڈا وغیرہ بلا دفع کرنے کے لئے پہننا شرک ہے

وقول الله تعالى (قل افرأيتم

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: کہدے، بتاؤ جن چیزوں

مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۔ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ، عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ+)

۳۹-۳۸

کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے کیا وہ اس ضرر کو دور کر سکتے ہیں ؟یا اللہ اگر مجھ پر رحم فرمائے تو کیا یہ اس کی رحمت روک سکتے ہیں ؟ تو کہدے مجھے تو اللہ ہی کافی ہے، اسی پر سب توکل کرنے والے توکل کرتے ہیں۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلاً فی یدہ حلقة من صفر، فقال ما ھذا؟ قال من الواھنة، فقال انزعھا فانھا لا تزیدك الا وھناً، فانك لومت وھی علیك ما افلحت ابداً، رواہ احمد بسند لا بأس بہ۔

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا حلقہ (کڑا یا چھلہ) دیکھا، فرمایا یہ کیا ہے؟ بولا کہ واہنہ کی وجہ سے ہے، فرمایا کہ اسے اتار دے، یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ نفع نہ دے گا، بلاشبہ اگر تو اسے پہنے ہوئے مرجائے گا کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ احمد نے اسے اچھی سند سے روایت کیا ہے

ولہ عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً من تعلق تمیمة فلا اتم اللہ لہ ومن تعلق ودعة فلا ودع اللہ لہ، وفی روایة من تعلق تمیمة فقد اشرك ولابن ابی حاتم عن حذیفة انہ رأی رجلاً فی یدہ خیط من الحمی فقطعہ وتلا قولہ (وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون+)

۱۰۶-۱۲

اور مسند احمد میں عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو تعویذ لٹکائے اللہ اس کا مطلب پورا نہ کرے۔ اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے، ایک روایت میں ہے جس نے تعویذ لٹکایا، سو شرک کیا، ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کے لئے ڈورا بندھا دیکھا۔ اسے کاٹ ڈالا، پھر یہ آیت پڑھی "اور بہت سے ایمان نہیں لاتے، مگر وہ شرک کرتے ہیں

فیہ مسائل

الاولی التغلیظ فی لبس الحلقۃ والخیط ونحوھما لمثل ذلک۔

الثانیۃ ان الصحابی لو مات وھی علیہ ما افلح فیہ شاھد لکلام الصحابۃ ان الشرک الاصغر اکبر من الکبائر۔

الثالثۃ انہ لم یعذر بالجھالۃ۔

الرابعۃ انھا لا تنفع فی العاجلۃ بل تضر لقولہ لا تزیدک الا وھنا

الخامسۃ الانکار بالتغلیظ علی من فعل ذلک۔

السادسۃ التصریح بان من تعلق شیئا وکل الیہ۔

السابعۃ التصریح بان من تعلق تمیمۃ فقد اشرک۔

الثامنۃ ان تعلیق الخیط من الحمی من ذلک

التاسعۃ تلاوۃ حذیفۃ الآیۃ دلیل علی ان الصحابۃ یستدلون بالآیات التی فی الاکبر علی الاصغر کما ذکر ابن عباس فی آیۃ البقرۃ۔

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) چھلا تاگا وغیرہ باندھنے میں سخت حکم ہے،

*

(۲) صحابی اگر ایسی حالت میں مرجاتا تو کامیاب نہ ہوتا۔ اس میں صحابہ کے اس کلام کی دلیل پائی جاتی ہے کہ شرک اصغر بھی تمام بڑے گناہوں سے بڑا ہے۔

(۳) انسان جہالت کیوجہ سے شرک میں معذور نہیں ہوسکتا

(۴) گنڈا چھلا وغیرہ دنیا میں بھی ضرر رساں ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ اس سے کمزوری ہی بڑھیگی

(۵) سختی سے انکار ایسا کرنے والے پر۔

*

(۶) صاف یہ بیان کر دینا کہ جو شخص کسی چیز کو لٹکائے گا، اس کے سپرد کیا جائے گا،

(۷) جس نے تعویذ لٹکایا شرک کیا

*

(۸) تاگا بخار وغیرہ کیلئے لٹکانا بھی اس شرک میں داخل ہے،

(۹) حضرت حذیفہؓ کا آیۃ سورہ یوسف پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم شرک اکبر کی آیتیں شرک اصغر پر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس نے سورہ بقرہ کی آیت میں ذکر کیا ہے۔(۱)

(۱) ابن عباسؓ نے آیۃ فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون کی تفسیر کی ہے جیسا آگے اسی آیت کے باب میں آئے گا۔

العاشرة: أن تعليق الودع من العين من ذلك

الحادية عشرة: الدعاء على من تعلق تميمة أن الله لا يتم له، ومن تعلق ودعة فلا ودع الله له، أي ترك الله له.

(۱۰) سیپی وغیرہ نظر بد سے بچنے کے لئے لٹکانا اسی میں داخل ہے۔

(۱۱) اس شخص کو بد دعا دینا جو تعویذ لٹکائے، کہ اللہ اس کا مطلب پورا نہ کرے، اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے یعنی اللہ اُسے مصیبت سے نہ چھوڑے،

باب ما جاء في الرقى والتمائم

باب ہے منتروں اور تعویذوں میں

في الصحيح عن أبي بشير الأنصاري رضي الله عنه أنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره فأرسل رسولا أن لا يبقين في رقبة بعير قلادة من وتر أو قلادة إلا قطعت

صحیح مسلم میں ابوبشیر انصاری سے ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے آپ نے ایک منادی کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت باقی نہ رہے" (اسے نظر بد کے لئے باندھا کرتے تھے) اگر ہو تو کاٹ دی جائے۔



وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الرقى والتمائم والتولة شرك رواه أحمد وأبو داود.

ابن مسعود کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ فرماتے تھے، منتر اور تعویذ گنڈے اور حُبّ کے اعمال سب شرک ہیں، اسے احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

وعن عبد الله بن حكيم مرفوعا من تعلق شيئا وكل إليه رواه أحمد والترمذي،

عبداللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کسی چیز کو لٹکائیگا۔ اسی کے حوالے کیا جائیگا۔ احمد اور ترمذی نے روایت کیا،

(اننه) تم شئ یعلق علی الاولاد من العین، لکن اذا کان المعلق من القرآن فرخص فیه بعض السلف وبعضهم لم یرخص فیه ویجعله من المنهی عنه منهم ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

تمائم وہ چیز ہے کہ بچوں پر نظر سے بچانے کے لئے لٹکاتے تھے، اگر جو چیز لٹکائی جائے قرآن میں سے ہو تو سلف میں سے بعض اس کی اجازت دیتے ہیں، اور بعض اجازت نہیں دیتے بلکہ ممنوع قرار دیتے ہیں، ان میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں یہ منع کرتے تھے،

(والرقی) ھی التی تسمی العزائم وخص منہا الدلیل ما خلا من الشرک فقد رخص فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العین والحمۃ

اور رقی، جن کو عزائم بھی کہتے ہیں، یعنی منتر، دلیل کے رو سے جس منتر میں شرک نہ ہو اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اور زہریلے جانوروں میں رخصت دی ہے

※

(والتولۃ) شئ یصنعونہ یزعمون انہ یحبب المرأۃ الی زوجہا والرجل الی امرأتہ

اور "تولہ" وہ عمل ہے جسے اس خیال سے کیا کرتے تھے کہ عورت مرد میں محبت پیدا کرائے۔ (چاہے یہ گنڈا تعویذ ہو یا اور کچھ۔)

وروی احمد عن رویفع قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رویفع لعل الحیوۃ تطول بک فاخبر الناس ان من عقد لحیتہ او تقلد وترا، او استنجی برجیع دابۃ او عظم فان محمدا بری منہ

احمد نے رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رویفع! شاید تم مدت تک زندہ رہو۔ سو لوگوں کو یہ پہنچا دینا کہ جس نے اپنی ڈاڑھی کی گرہ لگائی، یا تانت گردن میں لٹکائی، یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کیا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں(۱)۔

※

وعن سعید بن جبیر قال من قطع تمیمۃ من انسان کان کعدل رقبۃ

سعید بن جبیر کہتے ہیں جس نے کسی آدمی کا تعویذ کاٹ دیا۔ گویا اس نے ایک جان آزاد کی۔ وکیع نے

(۱) یہ روایت ضعیف ہے، اس لئے کہ اس میں ابن لہیعہ یا اور اسی قسم کے ناقابل اعتبار راوی ہیں۔

رواه وكيع وله عن ابراهيم قال كانوا يكرهون التمائم كلها من القرآن وغير القرآن

اسے روایت کیا، اور یہ بھی ابراہیم نخعی سے کہ ہر قسم کے تعویذوں کو پہلے لوگ ناپسند کرتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا اس کے سوا۔

فیہ مسائل

اس میں (۹) مطالب ہیں

الاولى تَفسِيرُ الرُّقَى وَالتَّمَائِمِ۔

(۱) رقی (منتر) اور تمائم (تعویذوں) کی تفسیر

الثانى تفسير التولة۔

(۲) تولہ یعنی حب کے عمل کی تفسیر

الثالثة ان هذه الثَّلٰثَةَ كُلَّهَا من الشِّرْكِ من غير استثناء

(۳) یہ تینوں بلا تخصیص شرک ہیں

※

الرابعة ان الرقية بالكلام الحق من العين والحمة ليس من ذالك۔

(۴) غیر شرکیہ کلام سے منتر کرنا نظر اور زہریلے، جانوروں میں شرک میں داخل نہیں ہے۔

الخامسة ان التَّمِيمَةَ اذا كانت من القرآن فقد اختلف العلماء هل هي من ذلك ام لا؟

(۵) تعویذ جبکہ آیت قرآنی ہو تو علماء میں اختلاف ہے کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟

※

السادسة ان تعليق الاوتار عَلَى الدَّوَابِّ من العَيْنِ من ذلك

(۶) جانوروں پر تانت نظر کے خیال سے لٹکانا اسی میں سے ہے۔

السابعة الوَعِيدُ الشَّدِيدُ على من تَعَلَّقَ وَتَرًا۔

(۷) سخت سزا اس شخص کے لئے کہ تانت لٹکائے

※

الثامنة فَضْلُ ثَوَابِ من قَطَعَ تَمِيمَةً من انسان۔

(۸) اس شخص کا ثواب جو کسی آدمی کے تعویذ کو کاٹ ڈالے۔

التاسعة اَنَّ كلام ابراهيم لا يُخَالِفُ ما تَقَدَّمَ من الاختلاف لاَنَّ مُرَادَهُ اَصْحَابُ عَبدِ اللّٰه۔

(۹) ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ پہلے لوگ تعویذوں کو مکروہ سمجھتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے یہ ہمارے پہلے بیان کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ اس سے

※ | مطلب لوگوں سے ابن مسعود کے شاگرد ہیں (۱)

※

باب من تبرک بشجر او حجر و نحوھما

باب ہے درخت اور پتھر وغیرہ سے تبرک لینے میں

وقول اللہ تعالیٰ: افرأیتم اللات والعزٰی، ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ، الکم الذکر ولہ الانثیٰ، تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ، ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اٰباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطٰن، ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدیٰ ۔ ۵۳ تا ۲۳ ۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: سو بتاؤ تم لات و عزیٰ کو اور مناۃ تیسرے پچھلے کو، کیا تمہارے واسطے نر ہیں اور اللہ کے واسطے مادین، یہ ایسی حالت میں ناقص تقسیم ہے، یہ تو صرف نام ہی نام ہیں، جو تم اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں، جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت نہیں اتاری، یہ لوگ صرف گمان اور من مانی بات کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی ہدایت آچکی ہے۔

عن ابی واقد اللیثی قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی حنین ونحن حدثاء عھد بکفر وللمشرکین سدرۃ یعکفون عندھا وینوطون بھا اسلحتھم یقال لھا ذات انواط فمررنا بسدرۃ فقلنا یا رسول اللہ اجعل لنا ذات انواط

ابو واقد لیثی کہتے ہیں، ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں نکلے، اور ابھی ابھی ہم مسلمان ہوئے تھے، مشرکوں نے ایک بیری کو طواف کے واسطے منتخب کیا تھا، اور اس پر اپنے ہتھیار بھی لٹکاتے تھے، جس کا نام ذات انواط رکھا تھا، سو ہم بھی ایک بیری پر گذرے، اس وقت ہمنے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط

---

(۱) بہت سے لوگ جائز معاملات میں قرآن مجید وغیرہ کے تعویذ کا استعمال روا جانتے ہیں، مگر اس کا ثبوت کسی صحیح روایت سے نہیں ہوتا، اس لیے ایک جماعت ہر حال میں اسے حرام جانتی ہے، قرآن مجید کے نزول کی غرض و غایت تعویذ و منتر ہونا نہیں بلکہ عمل و اعتقاد کی اصلاح ہے، سو لوگ چھوڑ بیٹھے

كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ أَكْبَرُ إِنَّهَا السُّنَنُ، قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ - (۱۳-۷) لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، رواه الترمذي وصححه -

بنائیے جیسا کہ کفار کا ہے، آپ نے فرمایا، اللہ اکبر، یہی تو راستے ہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے بھی وہی بات کی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کی تھی، کہ ہمارے واسطے کوئی ایک معبود ایسا بنا، جیسا کہ ان کے ہیں، موسےٰ نے جواب دیا کہ تم بڑی جاہل قوم ہو۔ پھر فرمایا ضرور تم اگلی امتوں کے طریقوں پر چلوگے اسے ترمذی نے روایت کرکے صحیح کہا۔

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۲۲) مطلب ہیں

الأُولَى تَفْسِيرُ آيَةِ النَّجْمِ -

(۱) سورہ نجم کی آیت کا خلاصہ مطلب

الثَّانِيَةُ مَعْرِفَةُ صُورَةِ الأَمْرِ الَّذِي طَلَبُوا -

(۲) ان کے طلب کرنے کی حقیقت معلوم کرنا کہ وہ معبود بنانا نہیں چاہتے تھے، بلکہ بطور تبرک استعمال کرنا چاہتے تھے

الثَّالِثَةُ كَوْنُهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا -

(۳) انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

الرَّابِعَةُ كَوْنُهُمْ قَصَدُوا التَّقَرُّبَ إِلَى اللهِ بِذَلِكَ لِظَنِّهِمْ أَنَّهُ يُحِبُّ

(۴) اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے تھے، کیونکہ وہ لوگ سمجھے کہ اللہ اسے پسند فرماتا ہے۔

الْخَامِسَةُ أَنَّهُمْ إِذَا جَهِلُوا هَذَا فَغَيْرُهُمْ أَوْلَى بِالْجَهْلِ

(۵) جب بعض صحابہ اس قسم کی بات نہ سمجھ سکے تو دوسروں کا نہ سمجھنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔

السَّادِسَةُ أَنَّ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْوَعْدِ مِنَ الْمَغْفِرَةِ مَا لَيْسَ لِغَيْرِهِمْ

(۶) اون کی نیکیاں اور ان کے واسطے مغفرت کے وہ وعدے ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں ہیں

السَّابِعَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْذُرْهُمْ، بَلْ رَدَّ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهِ اللهُ أَكْبَرُ، إِنَّهَا

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس بات میں معذور نہیں سمجھا، بلکہ یہ فرما کر رد کیا اللہ اکبر! یہی تو وہ راستے ہیں، تم بھی اپنے پہلوں کے

السنن لتتبعن سنن من كان قبلكم فغلظ الامر بهذه الثلث

الثامنة الامر الكبير وهو المقصود ان اخبران طلبتهم كطلبة بني اسرائيل لما قالوا لموسى اجعل لنا الها۔

التاسعة ان نفي هذا من معنى لا اله الا الله مع دقته وخفائه على اولئك

العاشرة انه حلف على الفتيا وهو لا يحلف الا لمصلحة

الحادية عشرة ان الشرك فيه اكبر واصغر لانهم لم يرتدوا بهذا

الثانية عشرة قولهم ونحن حدثاء عهد بكفر، فيه ان غيرهم لا يجهل ذلك

الثالثة عشرة التكبير عند التعجب خلافا لمن كرهه

الرابعة عشرة سد الذرائع

الخامسة عشرة النهي عن التشبه باهل الجاهلية

راستے کی پیروی کروگے، بس ان تینوں باتوں سے معاملہ کی سختی بیان فرمائی،

(۸) بڑی بات جو کہ اصلی غرض ہی یہ ہے کہ آپ نے خبر دی کہ ان کی فرمائش بنی اسرائیل کی فرمائش کیطرح ہے جبکہ انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا ہمارے لئے بھی کوئی معبود بنا۔

(۹) اس قسم کے تبرک کا انکار بھی لا الہ الا اللہ کے معنی میں داخل ہے، حالانکہ یہ مشکل اور مخفی رہا ان لوگوں پر۔

(۱۰) آپ کا فتوی پر قسم کھانا، حالانکہ آپ بغیر ضرورت قسم نہیں کھاتے تھے۔

(۱۱) شرک اصغر اور اکبر دونوں قسم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اس کہنے سے مرتد نہیں ہوئے(۱)۔

(۱۲) ان کا یہ بیان کہ ہم ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ایسی باتوں کو جانتے تھے

(۱۳) تعجب کے موقع پر تکبیر کہنا بخلاف اس کے جس نے اسے مکروہ سمجھا،

(۱۴) ہر ایک شرک کے اسباب کا دروازہ بند کر دینا،

(۱۵) اہل جاہلیت سے مشابہت کی ممانعت،

*

(۱) بنی اسرائیل کا فعل تو صریح کفر تھا، مگر ان لوگوں کا کہنا ایک قسم کی عبادتگاہ بنانے کے مرادف تھا جس کو شریعت پسند نہیں کرتی۔ لہٰذا اسے شرک اصغر کہا، گویا کسی جگہ یا درخت کو بلا حکم الہی میلہ یا اجتماع کا مقام بنا لینا اسے بت بنانا ہے۔

السادسة عشرة الغضب عند التعلیم	(۱۶) تعلیم کے وقت (کسی مصلحت سے) غصہ ہونا،
السابعة عشرة القاعدة الکلیة لقوله انها السنن	(۱۷) عام قاعدہ جیساکہ آپ نے فرمایا یہی تو وہ راستے ہیں"
الثامنة عشرة أنّ هذا علمٌ من أعلام النّبوّة لکونه وقع کما أخبر	(۱۸) یہ نبوت کے علامات میں سے ہے، کیونکہ جیسا آپ نے فرمایا۔ ویساہی ہوا،
التاسعة عشرة ان ما ذمّ الله به الیهود والنصاری فی القرآن انه لنا	(۱۹) اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں جس کی وجہ سے یہود و نصاریٰ کی مذمت فرمائی، وہ ہمارے لئے بھی ہے (اگر نعوذ باللہ ہم ویسے فعل کریں)[1]
العشرون انه متقرّر عندهم ان العبادات مبناها علی الأمر فصار فیه التنبیه علی مسائل القبر أما من ربك فواضح	(۲۰) یہ امر طے شدہ ہے کہ عبادتوں میں قیاس کو دخل نہیں، بلکہ وہ حکم پر مبنی ہیں، پس اس میں قبر کے مسائل پر تنبیہ ہوئی، لیکن اللہ عزوجل کیطرف سے تو آیت سے ظاہر ہے
وامّا من نبیّك فمن إخباره بأنباء الغیب، واما من دینك فمن قولهم اجعل لنا الی آخره۔	لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تو آپ کی پیشین گوئی سے (کہ تم ضرور پہلی امتوں کی پیروی کروگے) اور دین کی طرف سے تو ان کے یہ کہنے سے کہ ہمارے لئے ذات انواط بناؤ"
الحادیة والعشرون ان سنة اهل الکتاب مذمومة کسنة المشرکین۔	(۲۱) اہل کتاب کا طریقہ بھی مشرکین کے طریقہ کیطرح قابل مذمت و ناپسندیدہ ہے"
الثانیة والعشرون ان المنتقل	(۲۲) جو کوئی باطل سے حق کی طرف آجاتا ہے

(۱) عام جاہلوں اور بہت سے علم کے مدعی لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ آیت مشرکوں، کافروں، یہود و نصاریٰ کی بابت ہے۔ وہ اس سے مستثنٰے ہیں، یہ نہایت غلط اور بے اصل بات ہے، قرآن مجید موعظت و عبرت کے لئے ہے اس میں کسی مخصوص زمانہ، یا قوم کی قید نہیں، اگر کسی جگہ ہو بھی تو وہ اتفاقی ہے، اسے بطور ضرب المثل سمجھنا چاہئے جو ہر زمانہ ہر قوم پر یکساں صادق آتی ہے۔

مِنَ الْبَاطِلِ الَّذِی اعْتَادَہٗ قَلْبُہٗ لَا یُؤْمَنُ اَنْ یَکُوْنَ فِیْ قَلْبِہٖ بَقِیَّۃٌ مِّنْ تِلْکَ الْعَادَۃِ لِقَوْلِہِمْ وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَہْدٍ بِکُفْرٍ۔

تو اس میں اپنی قدیم عبادت کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہنا ممکن ہے جیسا کہ یہ لوگ بولے "ہم ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے"۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الذَّبْحِ لِغَیْرِ اللّٰہِ

باب ہے غیر اللہ کے لئے ذبح کی بابت

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی (قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ)

۶-۱۶۲-۱۶۳-

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، کہدے کہ بلاشبہ میری نماز اور ذبیحہ اور میری زندگی اور موت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے، جو سارے جہان کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم ہوا ہے، اور میں سب سے پہلا اسے ماننے والا ہوں۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی (فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ) ۲-۱۰۸ -

اور فرمایا: پس اپنے پروردگار کے لئے ہی نماز پڑھ، اور قربانی کر۔"

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ، لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ، لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَیْہِ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اٰوٰی مُحْدِثًا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ غَیَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ (رواہ مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتائیں (۱) اللہ کی لعنت اس پر جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ذبح کرے (۲) اللہ کی لعنت اس پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے (۳) اللہ کی لعنت اس پر جو کسی مجرم کو پناہ دے؛ (۴) اللہ کی لعنت اس پر جو زمین کے نشانات بدل دے[1]

(۱) (حاشیہ ۳۹ پر دیکھا جائے)

عن طارق بن شهاب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال دخل الجنّة رجل في ذباب ودخل النّار رجل في ذباب، قالوا وكيف ذلك يا رسول الله؟ قال مرّ رجلان على قوم لهم صنم لا يجوزه احد حتى يقرّب له شيئًا، فقالوا لاحدهما قرّب، قال ليس عندي شئ اقرب قالوا له قرّب ولو ذبابًا، فقرب ذبابًا فخلّوا سبيله، فدخل النّار، وقالوا للآخر قرّب فقال ما كنت لأقرب لاحد شيئًا دون الله عزّ وجل فضربوا عنقه فدخل الجنّة

رواه احمد،

طارق بن شہاب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص ایک مکھی کی بدولت جنت میں گیا، اور ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں گیا صحابہ نے عرض کیا یہ کیسے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ دو آدمیوں کا ایک قوم پر گذر ہوا جنکا ایک بت تھا، ان کا دستور تھا کہ یہاں سے کسی کو گذرنے نہ دیتے تھے جب تک کہ اس بت پر کچھ چڑھاوا نہ چڑھائے، سو انہوں نے ان دونوں میں سے ایک کو کہا کہ کچھ چڑھا دے، وہ بولا کہ میرے پاس چڑھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، بولے کہ کچھ نہ کچھ ضرور چڑھا دے، اگرچہ ایک مکھی سہی، اس نے ایک مکھی مار کر چڑھا دی، تب اسے چھوڑ دیا، پس یہ شخص جہنم واصل ہوا، اس شرک کی وجہ سے، پھر ان لوگوں نے دوسرے سے کہا کہ میاں تو بھی کچھ چڑھا دے وہ بولا میں تو کبھی اللہ عزّ وجل کے سوا کسی کیواسطے کچھ چڑھاوا نہیں چڑھاتا ہوں، سو ان لوگوں نے اسکی گردن مار دی، پس یہ شخص جنت میں پہنچا۔ احمد نے اسے روایت کیا۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

❋ ❋ ❋

❋

(حاشیہ ص۳۸)

(۱) اللہ کے سوا دوسرے کے لئے ذبح کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک کسی بتخانہ یا قبر وغیرہ پر بطور تبرک ذبح کرے اور نذر چڑھا دے دوسری یہ کہ بسم اللہ کی جگہ کسی اور کے نام پر ذبح کرے، ماں باپ پر لعنت کی ایک صورت تو صاف ہے یعنی ایسا نالائق بد اطوار ہو جائے کہ خود انہیں ایسے کلمات سنائے، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی بدمعاش کے منہ آئے اور اسے گالیاں دے جس سے وہ اس کے ماں باپ پر بدلہ نکالے، مجرم بھی دو قسم کے ہونگے، جو کسی سرقہ، زنا، قتل وغیرہ میں گرفتاری کے قابل ہو، دوسری صورت یہ کہ جرم الٰہی یا شریعت میں بدعت ایجاد کرکے فتنہ قائم کرے زمین کے نشانات بدلنے کے بھی دو معنی ہیں، ایک یہ کہ زمین غصب کرنے کیلئے ایسا کرے، دوم راستے سے بہکانے کے لئے،،

فیہ مسائل

الاولیٰ تفسیر ان صلوتی ونسکی۔
الثانیۃ تفسیر فصل لربک وانحر۔
الثالثۃ البداءۃ بلعنۃ من ذبح لغیر اللہ۔
الرابعۃ لعن من لعن والدیہ۔ ومنہ ان تلعن والدی الرجل فیلعن والدیک
الخامسۃ لعن من آوی محدثا وھو الرجل یحدث شیئا یجب فیہ حق للہ فیلتجئ الی من یجیرہ من ذلک
السادسۃ لعن من غیر منار الارض وھی المراسیم التی تفرق بین حقک وحق جارک فتغیرھا بتقدیم او تاخیر۔
السابعۃ الفرق بین لعن المعین۔ ولعن اھل المعاصی علی سبیل العموم۔
الثامنۃ ھذہ القصۃ العظیمۃ وھی قصۃ الذباب۔
التاسعۃ کونہ دخل النار بسبب

اس میں (۱۳) مطالب ہیں

(۱) آیۃ ان صلوتی ونسکی کی تفسیر۔
(۲) فصل لربک وانحر کی تفسیر۔
(۳) جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اس کا پہلے ذکر کرنا، اور لعنت فرمانا۔
(۴) جو اپنے والدین پر لعنت کرے اس پر لعنت کرنا۔ اور اسی میں سے یہ ہے کہ کوئی کسی کے ماں باپ پر لعنت کرے اور وہ دوسرا اسکے ماں باپ پر جواب میں لعنت کرے۔
(۵) جو مجرم کو پناہ دے اس پر لعنت، یہ وہ شخص ہے کہ ایسا جرم کرے جس پر اللہ کی حد قائم ہو جائے۔ پھر کسی کے پاس جا کر پناہ لینا چاہے۔

※

(۶) جو زمین کے نشانات بدل دے، اس پر لعنت، یہ وہ نشانات ہیں کہ ایک کی زمین کو دوسرے سے الگ کرتے ہیں، انہیں آگے پیچھے کر کے بدل دے۔

※

(۷) معین شخص اور بدکاروں کی جماعت پر عموماً لعنت کرنے میں فرق۔

※

(۸) مکھی کا عظیم الشان قصہ۔

※

(۹) اس کا آگ (جہنم) میں ایک مکھی چڑھانے پر

ذلك الذباب الذی لم یقصد له بل فعله تخلصا من شر هم

جانا، حالانکہ اس نے قصداً ایسا نہیں کیا، بلکہ جان چھڑانے کے لیئے۔ (۱)

العاشرة معرفة قدر الشرك فی قلوب المؤمنین کیف صبر ذلك علی القتل ولم یوافقهم علی طلبتهم مع کونهم لم یطلبوا الا العمل الظاهر

(۱۰) ایمان والوں کے نزدیک شرک کسقدر برا کام ہے۔ اس شخص نے کس طرح قتل ہونا پسند کیا مگر مشرکوں کا ساتھ نہ دیا، حالانکہ وہ صرف یہی ظاہری عمل چاہتے تھے،

الحادیة عشرة ان الذی دخل النار مسلم لانه لو کان کافراً لم یقل دخل النار فی ذباب۔

(۱۱) جو آگ میں گیا یقیناً مسلمان تھا، اس لیئے کہ اگر وہ کافر ہوتا تو یہ نہ فرمایا جاتا، کہ ایک مکھی کے عوض جہنم میں گیا،

الثانیة عشرة فیه شاهد للحدیث الصحیح: الجنة اقرب الی احدکم من شراك نعله، والنار مثل ذلك۔

(۱۲) اسمیں دوسری صحیح حدیث کی شہادت پائی جاتی ہے جس میں فرمایا: تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی جنت زیادہ قریب ہے۔ اور اسی طرح جہنم بھی تمہارے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے۔

*

الثالثة عشرة معرفة ان عمل القلب هو المقصود الاعظم حتی عند عبدة الاوثان

(۱۳) یہ بات خوب سمجھنا چاہیئے کہ دراصل فعل قلب ہی ہر ایک بات کا مرکز ہے، اور یہی مقصود اعظم ہے حتی کہ بت پرستوں کے نزدیک بھی۔

(۱) اس جگہ ایک سوال ہوسکتا ہے جس کے حل کی ضرورت ہے۔ اسے بغور سمجھنا چاہیئے کہ یہ شخص جبکہ اکراہ کی حالت میں ایسے فعل کو بے اختیار کر گذرا، اس پر کیوں مواخذہ ہوا، حالانکہ ارشاد الٰہی ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ۱۰۶-۱۵۔ مگر اس شخص سے کفریات وغیرہ کا مواخذہ نہیں جو کہ مجبور کیا جائے، اور اس کا دل ایمان پر ثابت ہو، جواب اس کا یہ ہے کہ اس شخص نے اس شرکیہ عمل کا کچھ اثر اپنے دل پر نہیں لیا، اور بے ساختہ بغیر پس و پیش اسے کر بیٹھا تو قلب مطمئن بالایمان کی صفت سے عاری ہو گیا، اور قابل مواخذہ سمجھا گیا، ایک بات اور ضروری قابل فہم و تدبر ہے وہ یہ کہ محض رخصت اور معافی کے قابل ہے، ورنہ اصل اور مقام عزیمت یہی ہے کہ جان دیدے پر شرک و کفر نہ کرے، کیونکہ جان رہنے والی چیز نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اس نے بندہ کا حق اپنے حق پر مقدم فرمایا جو اس کی عین عنایت و رافت ہے، اضطرار و اکراہ الگ الگ چیزیں ہیں، دونوں کو ایک سمجھنا اور ایک کے احکام دوسرے پر چسپاں کرنا سخت نادانی اور جہل عظیم ہے۔ اکراہ اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان دوسروں کے ظلم و ستم کا صریحاً تختہ مشق بنایا جا رہا ہو، اور اس کی جان پر تنے، اضطرار یہ ہے کہ انسان کسی وجہ سے ایسا محتاج ہو کہ اپنا کوئی چارہ کار اس کے بغیر نہ پائے پس معالجہ وغیرہ میں نہ اضطرار ہے، نہ اکراہ، نہ شرکیات کی رخصت ہو سکتی ہے نہ محرمات کی

باب لا یذبح للہ بمکان یذبح فیہ لغیر اللہ

باب ہے اس بارہ میں کہ جہاں غیر اللہ کے لئے ذبح ہو وہاں اللہ کیلئے بھی ذبح کرنا حرام ہے

وقول اللہ تعالیٰ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۔ ۱۰۸-۹

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان تو اس مسجد میں کبھی کھڑے بھی نہ ہونا، ہاں وہ مسجد جسکی بنیاد ہی پہلے روز سے تقویٰ پر رکھی گئی۔ زیادہ حقدار ہے اس بات کی کہ تو اس میں نماز کیلئے کھڑا ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں کہ ستھرائی اور پاکی پسند کرتے ہیں، اور اللہ بہت ستھرا رہنے والوں کو پسند کرتا ہے (۱)

※

عن ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ قال نذر رجل ان ینحر ابلاً ببوانۃ فسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھل کان فیھا وثن من اوثان الجاھلیۃ یعبد؟ قالوا لا۔ قال فھل کان فیھا عید من اعیادھم؟ قالوا لا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوف بنذرک فانہ لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے (زمانہ جاہلیت میں) نذر مانی تھی کہ بوانہ (مقام) میں اونٹ ذبح کروں گا، اس نے (اسلام کے بعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا، کیا وہاں جاہلیت میں کسی بت کی پرستش ہوتی تھی؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں، پھر فرمایا، کیا وہاں کوئی تہوار یا میلہ لگتا تھا بولے نہیں آپ نے ارشاد فرمایا، اپنی نذر پوری کر بلاشبہ جو نذر اللہ عزوجل کی نافرمانی میں ہو پوری

(۱) ذبح مالی قربانی میں اعلیٰ ترین قربانی ہے، پس اللہ عزوجل کے ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے ممانعت کرنے سے جو مسلمانوں کی ایذا رسانی اور مکر و تدابیر سوچنے کے لئے بنائی گئی، یہ مسئلہ سمجھا گیا کہ نیک کام بُری جگہ نہ ہونا چاہئے نیز جو نیک عمل بری نیت سے کیا جائے، اس کا اثر برا ہوتا ہے پس ایسے مقامات پر ذبح جیسی اہم بالشان عبادت انجام نہ دیجائے، جہاں شرک کا شبہ ہو یا شرک سے ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق ہو۔

ولا فيما لا يملك ابن آدم، رواه ابوداود واسناده على شرطهما

نہیں کی جائیگی، اور نہ اس نذر کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے جو اس کی دسترس سے باہر ہے، ابوداؤد نے اسے روایت کیا، اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق ہے،

※

فيه مسائل

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

الاولى تفسير قوله لا تقم فيه ابدا،

(۱) لا تقم فيه ابدا کی تفسیر۔

الثانية ان المعصية قد تؤثر في الارض وكذلك الطاعة،

(۲) طاعت ومعصیت کا اثر زمین پر بھی ہوتا ہے، کیونکہ آپ نے بعض مقامات سے منع فرمایا۔ نیز مسجد ضرار سے ممانعت کی گئی۔

※

الثالثة رد المسئلة المشكلة الى المسئلة البينة ليزول الاشكال

(۳) مشکل مسئلہ کے حل کی یہی صورت ہے کہ اسے واضح غیر مشکل کی طرف لوٹا دیا جائے، ایسی صورت میں اشکال رفع ہو جائے گا

الرابعة استفصال المفتي اذا احتاج الى ذلك

(۴) مفتی بعض صورتوں میں تفصیل دریافت کر سکتا ہے، جب ضرورت سمجھے،

الخامسة ان تخصيص البقعة بالنذر لا بأس به اذا خلا من الموانع

(۵) کسی خاص مقام کی کوئی نذر ماننی درست ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو[1]۔

السادسة المنع منه اذا كان فيه وثن من اوثان الجاهلية ولو بعد زواله

(۶) ایسے مقام پر نذر نہیں پوری کی جائے گی، جہاں قدیم زمانہ میں کوئی بت یا شرک کی رسم جاری تھی، اگرچہ وہ اب باقی نہ رہی ہو

(۱) مطلب یہ ہے کہ نذر کہیں نہ کہیں تو ہو کر رہے گی، اگر جگہ کا تعین کیا گیا تو کیا حرج ہے، بشرطیکہ شرعاً ممنوع نہ ہو یعنی ایسی جگہ نہ ہو جہاں شرک ہوتا ہو، یا شرکی رسوم ہوتی ہوں، اسی طرح عقلاً بھی ممنوع نہ ہو، یا تکلیف مالا یطاق میں داخل ہو، مثلاً ایسے پہاڑ پر نذر ماننے جہاں چڑھنا مشکل ہو یا چڑھا نہ جا سکے، یا آسمان کے تارے کسی کو دینے کی نذر ماننے، یا ایسا غیر کا مال جو کسی کے قبضہ میں آ سکے

السابعۃ المنع منہ اذا کان فیہ عید من اعیادھم ولو بعد زوالہ

(۷) نیز ایسی جگہ بھی نذر پوری نہ کریں گے جہاں اہل کفر و شرک کا کوئی میلہ یا تہوار منایا جاتا ہو اگرچہ اب باقی نہ رہا ہو،

الثامنۃ انہ لا یجوز الوفاء بما نذر فی تلک البقعۃ لانہ نذر معصیۃ

(۸) ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں جو ایسے شرکیہ مقام میں ہو، اس لئے کہ یہ جائز نذر نہیں بلکہ ناجائز ہے،

التاسعۃ الحذر من مشابھۃ المشرکین فی اعیادھم ولو لم یقصدہ

(۹) مشرکوں کی ہر بات میں مشابہت حرام ہے حتیٰ کہ ان کے تہوار وغیرہ میں بھی، اگرچہ بالقصد نہ ہو۔

العاشرۃ لا نذر فی معصیۃ

(۱۰) گناہ کے کاموں میں نذر منعقد نہیں ہوتی۔[1]

الحادیۃ عشرۃ لا نذر لابن آدم فیما لا یملک

(۱۱) انسان کی وسعت سے باہر چیزوں میں بھی نذر منعقد نہیں ہوتی،

باب من الشرک النذر لغیر اللہ

باب ہے اس بات میں کہ غیر اللہ کی نذر شرک ہے،

وقول اللہ تعالیٰ یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا۔ ۷-۷۶

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، یہ لوگ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں، اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی اُڑ کر لگنے والی ہے

وقولہ تعالیٰ وما انفقتم من

اور فرمایا:- اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، یا کوئی نذر

(۱) جس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے وہ منعقد ہوگی، اور جس کا پورا کرنا ضروری نہیں اسے غیر منعقد کہتے ہیں، یعنی شرعاً وہ درست نہیں نہ اس پر کوئی حکم ہوگا، نہ اس کا کفارہ لازم آئیگا

نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ) ۲-۲۷۰-

مانو گے سو اللہ اسے جانتا ہے، اور ظالموں کا کوئی بھی حمایتی نہیں ہے۔

وفی الصحیح عن عائشة رضی الله عنها اَنَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال من نذر ان يُّطِيْعَ الله فَلْيُطِعْهُ ومن نذر ان يَّعْصِيَ الله فلا يعصه

صحیح (بخاری) میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص یہ نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا سو اس کی اطاعت کرے، اور جو کوئی ایسی نذر مانے کہ اللہ کی نافرمانی کرے گا، سو ایسا نہ کرے،

※

فِيْهِ مَسَائِلُ

الاولی وُجُوْبُ الوفاء بالنَّذْر

الثانیة اذا ثبت کونه عبادة الله فصرفه الی غیره شِرْكٌ

الثالثة اَنَّ نَذْرَ المَعْصِيَةِ لا يَجُوْزُ الوفاء به

اس میں (۳) مطالب ہیں

(۱) نذر کا پورا کرنا واجب ہے،

(۲) جب ثابت ہوا کہ یہ خدا کی عبادت ہے، تو اسے غیر کے ساتھ کرنا شرک ہے۔

(۳) ناجائز باتوں کی نذر کا وفا کرنا حرام ہے، مثلاً یہ کہے کہ میرا فلاں کام ہوا تو شیخ سدو کا بکرا کروں گا یا فلاں قبر پہ دیگ یا چادر چڑھاؤں گا

※

بَابٌ مِّنَ الشِّرْكِ الْاِسْتِعَاذَةُ بِغَيْرِ اللّٰهِ

باب ہے اس بارہ میں کہ غیر اللہ سے پناہ لینی شرک ہے۔

وقول الله تعالی (وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- اور بلاشبہ بہت سے انسان جنوں سے پناہ لیا کرتے تھے

برِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۔
-۷۲-۶-

پس زیادہ کیا انہوں نے ان لوگوں کو خوف میں۔

وعن خولة بنت حكيم قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من نزل منزلًا فقال اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرحل من منزله ذلك. رواه مسلم

خولہ بنت حکیم کہتی ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جو شخص کسی جگہ اُترے اور یہ دعا "اعوذ بکلمات اللہ التامات" (میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ چاہتا ہوں، اس کی تمام مخلوقات کے شر سے) پڑھے تو اُسے کوئی چیز ضرر نہ دیگی، یہانتک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کرے،

※

فيه مسائل

اس میں (۵) مطالب ہیں

الاولى تفسير اٰية الجن

الثانية كونه من الشرك

الثالثة الاستدلال على ذلك بالحديث لان العلماء يستدلون به على ان كلمات الله غير مخلوقة، قالوا لان الاستعاذة بالمخلوق شرك۔

الرابعة فضيلة هذا الدعاء مع اختصاره

الخامسة ان كون الشيء يحصل به منفعة دنيوية من كف شر او جلب نفع لا يدل على انه ليس

(۱) سورہ جن کی آیۃ کی تفسیر

(۲) خدا کے سوا دوسرے کی پناہ لینا شرک ہے۔

(۳) اسپر حدیث سے دلیل پکڑنا، کیونکہ علماء نے اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ اللہ کے کلمات مخلوق نہیں اس لئے کہ مخلوق سے پناہ پکڑنا شرک ہے (اور اس حدیث میں کلمات کی پناہ پکڑی گئی ہے،

(۴) اس مختصر دعار کی فضیلت،

※

(۵) کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس سے کوئی دنیاوی نفع ہو، مثلاً تکلیف رک جائے یا فائدہ حاصل ہو جائے اسپر دلیل نہیں ہو سکتا کہ یہ کام شرک کا

من الشرکین۔

نہیں ہے (مطلب یہ ہے کہ واقعی نفع و نقصان حاصل ہونا اور چیز ہے اور شرک اور چیز یہ نہیں قیاس کر سکتے کہ نفع و نقصان ہونے سے وہ چیز جائز ہو جاتی ہے

باب من الشرک ان یستغیث بغیر اللہ او یدعو غیرہ

باب ہے اس بارہ میں کہ غیر اللہ سے فریاد کرنی اور اس کے سوا غیر کو وقت پکارنا شرک ہے

وقول اللہ تعالیٰ (وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۱۰۶-

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ تجھے کچھ فائدہ دے گا، اور نہ کچھ نقصان دے گا، سو اگر تو نے ایسا کیا تو تو بھی اسوقت ظالموں میں سے ہو جائیگا،

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

۱۰۷-۱۰-

اور اگر اللہ تجھے کسی قسم کا ضرر پہونچاتے تو کوئی اسے بجز اللہ کے دور کرنے والا نہیں ہے، اور اگر تجھ پر احسان کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں ہے، پہنچاتا ہے وہ اپنا فضل جسے چاہے اپنے بندوں میں سے، اور وہی بخشنے والا مہربان ہے

وقولہ تعالیٰ فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ + ۱۷-۲۹-

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سو تم اللہ تعالیٰ ہی سے رزق مانگو، اور اسی کی عبادت کرو، اور اسی کا شکر بجالاؤ، اسی کی طرف تم پلٹ کر جاؤ گے

وقول تعالیٰ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور کون زیادہ گمراہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵۔ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

۔۶-۴۶۔

وقوله تعالیٰ:۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

۔۲۷-۶۲۔

وروی الطبرانی باسنادہ انہ کان فی زمن النبی صلے اللہ علیہ وسلم منافق یؤذی المؤمنین قال بعضہم قوموا بنا نستغیث برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا المنافق فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ لا یستغاث بی وانما یستغاث باللہ۔

ہو سکتا ہے اس سے کہ اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔ اور وہ ان کی دعا سے بے خبر ہیں۔ اور جب میدان حشر میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ (معبود) ان کے دشمن ہونگے اور ان کی عبادت سے انکار کریں گے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:۔ کون ہے کہ لاچار و مضطر کی دعار قبول کرتا ہے، جب وہ پکارتا ہے اور اس کے دکھ درد کو دور کرتا ہے؟

طبرانی نے اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک منافق تہا جو مسلمانوں کو سخت ایذا دیتا تہا پس بعض نے کہا، چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی بابت فریادی کریں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ سے فریادی نہیں کیجاتی، صرف اللہ تعالیٰ سے فریادی کر سکتے ہیں۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الاولیٰ ان عطف الدعاء علی الاستغاثۃ من عطف العام علی الخاص

اس میں (۱۸) مطالب ہیں

(۱) دعار عام ہے، اور استغاثہ خاص۔ پس استغاثہ کے بعد دعار کا ذکر کرنا خاص کے بعد عام کا ذکر کرنا ہوا۔

الثانیۃُ تفسیرُ قولِہٖ تعالیٰ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ۔

الثالثۃ اَنَّ ھٰذَا ھُوَ الشِّرْکُ الْاَکْبَرُ

*

اَلرابعۃُ اَنَّ اَصْلَحَ النَّاسِ لَوْ یَفْعَلُہٗ اِرْضَاءً لِغَیْرِہٖ صَارَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

*

الخامسۃ تفسیرُ الاٰیۃِ الَّتِیْ بعدھا

*

اَلسَّادِسَۃُ کَوْنُ ذٰلِکَ لَا یَنْفَعُ فِی الدُّنْیَا مَعَ کَوْنِہٖ کُفْرًا

اَلسَّابعۃُ تفسیرُ الاٰیۃِ الثالِثَۃِ

الثامنۃُ اَنَّ طَلَبَ الرِّزْقِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا مِنَ اللّٰہِ، کَمَا اَنَّ الْجَنَّۃَ لَا تُطْلَبُ اِلَّا مِنْہُ

التَّاسِعَۃُ تَفْسِیرُ الْاٰیۃِ الرَّابِعَۃِ۔

العَاشِرَۃُ اَنَّہٗ لَا اَضَلَّ مِمَّنْ دَعَا غَیْرَ اللّٰہِ،

اَلحادیۃَ عشرۃَ اَنَّہٗ غَافِلٌ عَنْ دُعَاءِ الدَّاعِی لَا یَدْرِیْ عَنْہُ۔

الثانیۃَ عشرۃَ اَنَّ تِلْکَ الدَّعْوَۃَ سَبَبٌ لِبُغْضِ الْمَدْعُوِّ لِلدَّاعِیْ وَ

(۲) آیۃ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی تفسیر یعنی اس میں کسی چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر کہا کہ تو مت پکار

(۳) شرک اکبر یعنی اصلی اور بڑا شرک یہی ہے کہ انسان غیر اللہ کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے

(۴) تمام لوگوں میں بہترین و افضل شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ایسا فعل کریں جس میں کسی دوسرے کی خوشی ہو تو ظالموں میں شامل ہو جائینگے

(۵) اس آیت کی تفسیر جو اس کے بعد ہے، یعنی وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ الخ

(۶) یہ بات دنیا میں بھی فائدہ نہیں دیتی، حالانکہ یہ کفر ہے،

(۷) آیۃ فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ کی تفسیر۔

(۸) رزق صرف اللہ سے طلب کرنا چاہیئے جیسا کہ جنت بھی اس کے سوا کسی دوسرے سے نہیں طلب کیجاتی

(۹) چوتھی آیت وَمَنْ اَضَلُّ الخ کی تفسیر

(۱۰) اس سے بڑھکر کوئی گمراہ نہیں، جو غیر اللہ کو پکارے

(۱۱) جن کو پکارا جاتا ہے، وہ اس پکار سے بیخبر ہیں، مطلق اس سے واقف نہیں،

(۱۲) یہ پکارنا پکارنیوالے سے عداوت کا باعث ہوگا یعنی روز قیامت جس کو پکارا ہے پکارنیوالے کا

عَدَاوَتِهِ،

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ تَسْمِيَةُ تِلْكَ الدَّعْوَةِ عِبَادَةً لِلْمَدْعُوِّ.

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ كُفْرُ الْمَدْعُوِّ بِتِلْكَ الْعِبَادَةِ.

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ هِيَ سَبَبُ كَوْنِهِ أَضَلَّ النَّاسِ.

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ تَفْسِيرُ الْآيَةِ الْخَامِسَةِ.

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ الْأَمْرُ الْعَجِيبُ وَهُوَ إِقْرَارُ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ أَنَّهُ لَا يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِلَّا اللهُ، وَلِأَجْلِ هٰذَا يَدْعُونَهُ فِي الشَّدَائِدِ، مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ +

الثَّامِنَةَ حِمَايَةُ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَى التَّوْحِيدِ وَالتَّأَدُّبَ مَعَ اللهِ تَعَالَىٰ

دشمن ہوگا،

(۱۳) پکارنا شرعاً عبادت شمار کیا گیا، گویا پکارنے والے نے اس شخص کی عبادت کی،

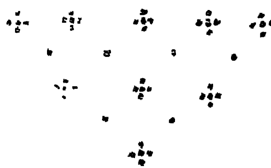
(۱۴) جس کی عبادت کی گئی وہ روز قیامت اس کا انکار کرے گا

(۱۵) اس دعاء کی وجہ سے یہ شخص تمام لوگوں سے زیادہ گمراہ ہوا۔

(۱۶) پانچویں آیت "أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ" کی تفسیر

(۱۷) یہ عجیب بات کہ بت پرست بھی اس کا اقرار کرتے ہیں کہ مجبور و ناچار کا صرف اللہ ہی مددگار ہے؛ اور اسی لئے تمام سختیوں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے، اور اسی کے واسطے دین کو خالص کرتے ہیں۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی چاردیواری کی حفاظت فرمانا اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں ادب واحترام کا برتاؤ کرنا، جب آپ سے فریادی چاہی گئی تو فرمایا مجھ سے نہیں، صرف اللہ تعالیٰ سے فریادی کیجیا کرتے ہیں ۔



باب قول الله تعالیٰ أيشركون ما لا يخلق

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ کیا شریک کرتے ہیں ایسوں کو کہ کچھ بنا نہیں سکتے

شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ ۱۹۱ بلکہ وہ خود بنائے ہوئے ہیں"

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَا اَنْفُسَهُمْ اور نہ ان کی وہ کچھ مدد کر سکتے ہیں نہ ہی اپنی جانوں

يَنْصُرُوْنَ ۔ ۱۹۲ کی مدد کر سکتے ہیں،

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ اور اگر تم انہیں سیدھی راہ پر بلاؤ گے تو وہ تمہاری

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ پیروی نہ کریں گے، برابر ہے، کہ.... بلاؤ تم

صَامِتُوْنَ ۔ ۱۹۳ ان کو یا چپ ہو رہو،

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ ۱۹۴ - ۸

یقیناً جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ سب تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں، پس پکارو تم انہیں اگر ان میں کچھ طاقت ہو تو وہ تمہاری پکار سنیں، اگر تم سچے ہو،

وقوله تعالیٰ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۔ ۱۳

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ ذرہ برابر قدرت نہیں رکھتے

*

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۔ ۱۴ - ۳۵

اگر تم انہیں پکارو، وہ تمہاری پکار نہیں سنتے، اور اگر بفرض محال سن بھی لیں تو قبولیت کی قدرت نہیں رکھتے، اور روز قیامت تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے، اور تجھے اللہ جیسا کوئی باخبر اطلاع نہیں دے سکتا۔

وَفِی الصَّحِیْحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ شُجَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ وَکُسِرَتْ رَبَاعِیَتُہٗ فَقَالَ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِیَّھُمْ، فَنَزَلَتْ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ

صحیح بخاری و مسلم، میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کی جنگ میں زخم پہونچے، اور آپ کے اگلے دانت توڑ دیئے گئے اسپر آپ نے فرمایا، ایسی قوم کیونکر کامیاب ہوگی جو اپنے نبی کو زخمی کرے، اسپر یہ آیت نازل ہوئی "تمہیں ان امور سے کوئی واسطہ نہیں" یعنی یہ مشیت الٰہی سے متعلق ہے، جو کچھ وہ چاہے وہی ہو سکتا ہے

وَفِیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِیْرَۃِ مِنَ الْفَجْرِ۔ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ۔

اور صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، نماز فجر کی دوسری رکعت میں جب رکوع سے کھڑے ہوتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، فرماتے "اے اللہ فلاں اور فلاں شخص پر لعنت فرما"

※ ※ ※

※

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ الْاٰیَۃَ. وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَدْعُوْا عَلٰی صَفْوَانَ بْنِ اُمَیَّۃَ وَسُھَیْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ ھِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ الخ

پس اللہ تعالیٰ نے آیۃ لیس لک من الامر شیئ الخ نازل فرمائی، اور آپ کو بد دعا کرنے سے روکدیا ایک روایت میں ہے کہ آپ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بد دعا کرتے تھے، تب یہ آیت "لیس لک من الامر شیئ" اتری۔

وَفِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُنْزِلَ عَلَیْہِ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ +

اور صحیح بخاری وغیرہ میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" اتری جس کے معنی یہ ہیں "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا" تو آپ کھڑے

قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اِشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

ہوئے اور فرمایا، اے قریش کی جماعت دیا ایسا ہی کلمہ فرمایا) اپنی جانوں کو خرید و، میں اللہ سے تمہارے لئے کچھ کام نہ آؤں گا، اے عباس! (چچا) میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا" اے صفیہ (رسول اللہ کی پھوپھی) میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا اور اے بیٹی فاطمہ! مجھ سے جو میرے پاس مال ہے مانگ لے، میں اللہ کے یہاں تیرے کچھ کام نہ آؤں گا"

※

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۳) مطالب ہیں

اَلْأُوْلٰى تَفْسِيْرُ الْآيَتَيْنِ۔

(۱) دونوں آیتوں کی تفسیر (جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے کام نہیں آسکتے تو اور کون کام آسکتا ہے۔

اَلثَّانِيَةُ قِصَّةُ أُحُدٍ

(۲) اُحُد کا واقعہ جس میں آپ زخمی ہوئے

اَلثَّالِثَةُ قُنُوْتُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَلْفَهُ سَادَاتُ الْأَوْلِيَاءِ يُؤَمِّنُوْنَ فِي الصَّلٰوةِ

(۳) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں قنوت پڑھنا اور تمام اولیاء کے سرداروں (صحابہ رضوان اللہ علیہم) کا آپ کے پیچھے آمین کہنا۔

اَلرَّابِعَةُ أَنَّ الْمَدْعُوَّ عَلَيْهِمْ كُفَّارٌ

(۴) جن پر بددعا کی وہ کھلے کافر تھے۔

اَلْخَامِسَةُ أَنَّهُمْ فَعَلُوْا أَشْيَاءَ مَا فَعَلَهَا غَالِبُ الْكُفَّارِ مِنْهَا شَجُّهُمْ نَبِيَّهُمْ، وَحِرْصُهُمْ عَلٰى قَتْلِهِ وَمِنْهَا التَّمْثِيْلُ بِالْقَتْلٰى

(۵) ان کفار نے ایسے کام کئے تھے کہ دوسرے کافروں نے نہیں کئے۔ منجملہ ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کرنا، اور آپ کے قتل کی فکر کرنا اور انہیں سے ایک یہ کہ مسلمان شہیدوں کے

بِالْقَتْلٰی مَعَ اَنَّهُمْ بَنُوْ عَمِّهِمْ

اَلسَّادِسَةُ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِیْ ذٰلِكَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

اَلسَّابِعَةُ قَوْلُهٗ " اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ " فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَاٰمَنُوْا

اَلثَّامِنَةُ اَلْقُنُوْتُ فِی النَّوَازِلِ

اَلتَّاسِعَةُ تَسْمِيَةُ الْمَدْعُوِّ عَلَيْهِمْ فِی الصَّلٰوةِ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ

اَلْعَاشِرَةُ لَعْنُ الْمُعَيَّنِ فِی الْقُنُوْتِ

اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ قِصَّتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ٥

اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ جِدُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ فَعَلَ مَا نُسِبَ بِسَبَبِهٖ اِلَى الْجُنُوْنِ، وَكَذٰلِكَ لَوْ يَفْعَلُهٗ مُسْلِمٌ الْاٰنَ

اَلثَّالِثَةَ عَشْرَةَ قَوْلُهٗ لِلْاَبْعَدِ وَ الْاَقْرَبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا حَتّٰى قَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، فَاِذَا صَرَّحَ وَهُوَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ بِاَنَّهٗ لَا يُغْنِیْ شَيْئًا عَنْ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ، وَاٰمَنَ

ناک، کان کاٹنا۔ حالانکہ وہ انکے چچازاد بھائی تھے

(۶) اللہ عزوجل کا آیۂ لیس لک من الامر شیٔ اُتار کر آنحضرت کو روکنا۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا اُس آیت میں یہ فرمانا یا توبہ کرے (معافی دیدے) اللہ انہیں یا عذاب دے (اسکا اختیار اُسے ہی ہے) سو اللہ نے معافی دی۔ اور وہ کفار مسلمان ہوگئے

(۸) عام مصیبتوں کے وقت قنوت پڑھنا۔

(۹) جن پر بددعا کی گئی اُن کے اور اُن کے باپ داداؤں کے نام نماز میں لئے

(۱۰) دعائے قنوت میں معین شخص پر لعنت کرنا

(۱۱) آپ کا وہ قصہ جب آپ پر آیہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اُتری۔

(۱۲) آپ کا توحید و شریعت کے شائع کرنے میں بیحد کوشش کرنا جس کی بدولت آپ کو کفار نے مجنون بتایا۔ اسی طرح اگر آج کوئی مسلمان ایسی کوشش کرے تو وہ بھی مجنون کہا جائیگا۔

(۱۳) آپ کا تمام لوگوں سے خواہ دور کے ہوں یا قرابدار یہ فرمانا "میں تمھارے کچھ کام نہ آؤنگا" یہانتک کہ بی بی فاطمہ سے بھی فرمایا کہ "میں تمھارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ پس جب آپنے سید المرسلین ہوتے ہوئے سیدۃ النساء سے یہ فرمایا کہ" میں تمھارے کچھ کام نہ آؤں گا" اور انسان کو

اَلْاِنْسَانُ اَنَّهٗ لَا یَقُوْلُ اِلَّا الْحَقَّ ثُمَّ نَظَرَ فِیْمَا وَقَعَ فِیْ قُلُوْبِ خَوَاصِّ النَّاسِ الْیَوْمَ تَبَیَّنَ لَهُ التَّوْحِیْدُ وَ غُرْبَةُ الدِّیْنِ

اس کا یقین بھی ہو جائے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہے پھر اس کا مقابلہ اس سے کرے جس میں آج کل خاص لوگ مبتلا ہیں تو اسے صحیح توحید صاف طور پر معلوم ہوگی اور دین کی غربت بھی معلوم ہوگی

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں "یہانتک جبکہ ان کے دلوں سے ڈر دور ہوتا ہے"

قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ؟ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝ ۲۳ - ۳۴ +

بولتے ہیں تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ بولتے ہیں کہ حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ اور بڑا ہے۔

فِی الصَّحِیْحِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَی اللّٰهُ الْاَمْرَ فِی السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰی صَفْوَانٍ یَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ، حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ، وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝

صحیح بخاری وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم دیتا ہے تو فرشتے اُسے سُنتے ہی اپنے پر عاجزی سے مارتے ہیں، وہ فرمان ایسا ہوتا ہے جیسے زنجیر کسی چٹان پر یہ انہیں پہونچ جاتا ہے .... یہانتک جب اُن کے دلوں سے ڈر دور ہوتا ہے تو وہ آپس میں دریافت کرتے ہیں کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ دوسرے فرشتے جواب دیتے ہیں حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ بڑا ہے

فَیَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَصَفَهٗ سُفْیَانُ بِكَفِّهٖ

پس اسے وہ (جن) جو باتیں چرانے والے ہیں سنتے ہیں۔ اور باتیں چرانے والے ایک پر ایک ہوتے ہیں سفیان (راوی) نے اسے اپنے ہاتھ سے بتایا

فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَهُ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كِذْبَةٍ، فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ

اپنے ہاتھ کو ٹیڑھا کیا اور کچھ انگلیوں میں فاصلہ کیا بس وہ کوئی بات سُنتا ہے پھر اُسے اپنے نیچے والے کو بتاتا ہے۔ وہ اپنے سے نیچے والے کو بتاتا ہے یہانتک کہ وہ ساحر یا کاہن کو بتاتا ہے۔ پس کبھی اُسے شہابہ جلا دیتا ہے اس سے پہلے کہ وہ بات بتائے، اور کبھی بات بتا چکنے کے بعد شہابہ اُسپر گرتا ہے۔ پس وہ اس ایک بات کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اگر کچھ ہو جائے تو کہا جاتا ہے فلاں فلاں روز ہم سے ساحر یا کاہن نے یہ نہیں کہا تھا، صرف اس ایک بات کی وجہ سے جو آسمان سے سُنی گئی اُسکی تصدیق کی جاتی ہے

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يُوحِيَ بِالْأَمْرِ تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ أَخَذَتِ السَّمٰوٰتُ مِنْهُ رَجْفَةٌ أَوْ قَالَ رِعْدَةٌ شَدِيدَةٌ خَوْفًا مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ أَهْلُ السَّمٰوٰتِ صَعِقُوا وَخَرُّوا لِلّٰهِ سُجَّدًا، فَيَكُونُ أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ جِبْرَئِيلَ فَيُكَلِّمُهُ اللهُ مِنْ وَحْيِهِ بِمَا أَرَادَ، ثُمَّ يَمُرُّ جِبْرَئِيلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ كُلَّمَا مَرَّ بِسَمَاءٍ سَأَلَهُ مَلَائِكَتُهَا

نواس بن سمعان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ کسی بات کی وحی فرماتا ہے تو کلام کرتا ہے جسکی وجہ سے رعب و ہیبت کے مارے آسمانوں میں بھونچال یا کپکپی سی پیدا ہوتی ہے .... پھر جب اُسے آسمان والے سُنتے ہیں تو بیہوش ہوکر سجدے میں گر پڑتے ہیں، پس سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام سر اُٹھاتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اپنی وحی سے جو کچھ چاہتا ہے گفتگو فرماتا ہے۔ پھر جبرئیل تمام فرشتوں پر سے گذرتے ہیں، جب کسی آسمان سے گذرتے ہیں وہاں کے فرشتے دریافت کرتے ہیں:-

مَاذَا قَالَ رَبُّنَا يَا جِبْرَئِيلُ؟ فَيَقُولُ جِبْرَئِيلُ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَقُولُونَ كُلُّهُمْ مِثْلَ مَا قَالَ جِبْرَئِيلُ فَيَنْتَهِي جِبْرَئِيلُ بِالْوَحْيِ إِلَى حَيْثُ أَمَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں حق فرمایا اور وہی بلند مرتبہ اور بڑا ہے، وہ سب اسی طرح بولتے ہیں۔ پھر جبرئیل اُس وحی کو جہاں اللہ عزوجل کا حکم ہوتا ہے پہونچاتے ہیں۔

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۲۲) مسائل ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ الْآيَةِ

(۱) آیت کی تفسیر

الثَّانِيَةُ مَا فِيهَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَى إِبْطَالِ الشِّرْكِ خُصُوصًا مَا تَعَلَّقَ عَلَى الصَّالِحِينَ وَهِيَ الْآيَةُ الَّتِي قِيلَ إِنَّهَا تَقْطَعُ عُرُوقَ شَجَرَةِ الشِّرْكِ مِنَ الْقَلْبِ

(۲) جو کچھ دلیل اس میں شرک کے باطل ہونے پر ہے خاصکر وہ چیز کہ صالحین سے تعلق ہے اور یہ وہی آیت ہے کہ جسکی بابت کہا گیا کہ شرک کے درخت کی جڑ دل سے کاٹ دیتی ہے۔

الثَّالِثَةُ تَفْسِيرُ قَوْلِهِ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

(۳) آیۃ قَالُوا الْحَقَّ الخ کی تفسیر

الرَّابِعَةُ سَبَبُ سُؤَالِهِمْ عَنْ ذٰلِكَ

(۴) اُن کے سوال کا سبب

الْخَامِسَةُ أَنَّ جِبْرَئِيلَ يُجِيبُهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ قَالَ كَذَا وَكَذَا۔

(۵) جبرئیل علیہ السلام اُنھیں بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ایسا فرمایا۔

السَّادِسَةُ ذِكْرُ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ جِبْرَئِيلُ۔

(۶) سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام سر اُٹھاتے ہیں۔

السَّابِعَةُ أَنَّهُ يَقُولُ لِأَهْلِ السَّمٰوٰتِ كُلِّهِمْ لِأَنَّهُمْ يَسْأَلُونَهُ

(۷) وہ تمام آسمان والوں کو جواب دیتے ہیں کیونکہ وہ سب اُن سے دریافت کرتے ہیں۔

الثَّامِنَةُ أَنَّ الْغَشْيَ يَعُمُّ أَهْلَ السَّمٰوٰتِ كُلَّهُمْ۔

(۸) غشی تمام آسمان والوں کو عام ہوتی ہے۔

اَلتَّاسِعَةُ ارْتِجَافُ السَّمٰوَاتِ بِكَلَامِ اللّٰهِ

(۹) آسمانوں میں اللہ کے کلام سے بھونچال آنا۔

اَلْعَاشِرَةُ اَنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ الَّذِيْ يَنْتَهِيْ بِالْوَحْيِ اِلٰى حَيْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ

(۱۰) جبریل علیہ السلام ہی وحی پہونچاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے

اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ ذِكْرُ اسْتِرَاقِ الشَّيَاطِيْنِ

(۱۱) شیطانوں کا آسمانی باتوں کو چرانا۔

اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ صِفَةُ رُكُوْبِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا۔

(۱۲) بعض جنوں کا بعض جنوں پر سوار ہونا، وحی سننے کے لئے۔

اَلثَّالِثَةَ عَشْرَةَ اِرْسَالُ الشِّهَابِ

(۱۳) شہاب کا گرنا۔

اَلرَّابِعَةَ عَشْرَةَ اَنَّهٗ تَارَةً يُدْرِكُهُ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُّلْقِيَهَا، وَتَارَةً يُلْقِيْهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ مِنَ الْاِنْسِ قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَهٗ۔

(۱۴) شہابہ بعض وقت بات پہونچانے سے پہلے آلگتا ہے، بعض وقت وہ جن اپنے انسانی دوست کے کان میں بات پہونچا دیتا ہے، اس کے بعد

اَلْخَامِسَةَ عَشْرَةَ كَوْنُ الْكَاهِنِ يَصْدُقُ بَعْضَ الْاَحْيَانِ

(۱۵) کاہن وغیرہ دروغ گو بھی کبھی سچ بول جاتے ہیں۔

اَلسَّادِسَةَ عَشْرَةَ كَوْنُهٗ يَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ۔

(۱۶) کاہن وغیرہ ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔

اَلسَّابِعَةَ عَشْرَةَ اَنَّهٗ لَمْ يُصَدَّقْ كَذِبُهٗ اِلَّا بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ

(۱۷) اس کے جھوٹ کی تصدیق صرف اس کلمہ کی بدولت کیجاتی ہے جو آسمان سے سنا گیا

اَلثَّامِنَةَ عَشْرَةَ قَبُوْلُ النَّفْسِ لِلْبَاطِلِ كَيْفَ يَتَعَلَّقُوْنَ بِوَاحِدَةٍ وَلَا يَعْتَبِرُوْنَ بِمِائَةٍ

(۱۸) نفس کا باطل کو قبول کر لینا۔ غور کا مقام ہے کہ ایک سچ اور سو جھوٹ میں سو کا خیال نہیں کیا جاتا، اور ایک سچ کا خیال کیا جاتا ہے جس کی بدولت سارا جھوٹ قابل اعتبار ہو گیا۔

اَلتَّاسِعَةَ عَشْرَةَ كَوْنُهُمْ يَتَلَقَّى بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ تِلْكَ الْكَلِمَةَ وَيَحْفَظُوْنَهَا وَيَسْتَدِلُّوْنَ بِهَا۔

(۱۹) وہ شیاطین اس ایک کلمہ کو ایک دوسرے سے حاصل کر کے یاد کر لیتے ہیں۔ اور اس سے استدلال کرتے ہیں۔

اَلْعِشْرُوْنَ اِثْبَاتُ الصِّفَاتِ خِلَافًا لِلْاَشْعَرِيَّةِ الْمُعَطِّلَةِ

(۲۰) اس سے صفات باری تعالیٰ کا ثبوت ہوا بخلاف فرقہ اَشعریہ کے جو اللہ کی صفتوں کا منکر ہے

اَلْحَادِيَةُ وَالْعِشْرُوْنَ اَنَّ تِلْكَ الرَّجْفَةَ وَالْغَشْيَ خَوْفًا مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

(۲۱) یہ بھونچال اور غشی اللہ کے خوف سے ہوتی ہے۔

اَلثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُوْنَ اَنَّهُمْ يَخِرُّوْنَ لِلّٰهِ سُجَّدًا۔

(۲۲) وہ فرشتے اللہ کی عظمت سے اسکے حضور میں گر پڑتے ہیں۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا باب

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:۔ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ۔ (لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ)

۶ - ۵۱

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اور ڈرا تو اس قرآن سے اُن لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں اس بات سے کہ وہ اپنے رب کے روبرو جمع کئے جاوینگے نہ وہاں بجز اس کے ان کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی شاید کہ وہ پرہیز گار ہو جائیں۔

وَقَوْلُهٗ: قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا، (لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ)

۳۹ - ۴۴

اور فرمایا:۔ ہر قسم کی شفاعت صرف اللہ کے لئے ہے۔ اُسی کے واسطے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت ہے۔ پھر تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَقَوْلُهٗ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۝ ۲-۲۵۵

وَقَوْلُهٗ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی ۝

۵۳-۲۶

وَقَوْلُهٗ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ۲۲

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ، حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ ، قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ؟ قَالُوا الْحَقَّ ، وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝

۳۴-۲۳

وَقَالَ اَبُو الْعَبَّاسِ نَفَی اللّٰهُ عَمَّا سِوَاهُ كُلَّ مَا یَتَعَلَّقُ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَنَفٰی اَنْ یَكُوْنَ لِغَیْرِهٖ مِلْكٌ اَوْ قِسْطٌ مِّنْهُ ، اَوْ یَكُوْنَ عَوْنًا لِلّٰهِ

وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا الشَّفَاعَةُ

※

اور فرمایا:- کون ہے کہ شفاعت کرے جسکے پاس بلا اجازت

اور فرمایا:- اور کتنے ایک فرشتے آسمانوں میں ہیں کہ اُن کی شفاعت کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کے واسطے اجازت دے اور پسند کرے۔

اور فرمایا:- کہدے پکارو اُن لوگوں کو کہ گمان کیا ہے تم نے اللہ کے سوا نہیں قدرت رکھتے وہ ذرہ برابر آسمان و زمین میں، اور نہ اُن کا ان میں کچھ حصہ ہے۔ اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا معاون ہے۔

اور اُس کے پاس شفاعت کچھ نفع نہ دیگی۔ مگر جس کے واسطے وہ اجازت دے یہاں تک کہ جب اُن کے دلوں سے خوف دور ہوتا ہے کہتے ہیں کیا فرمایا تمھارے رب نے؟ کہتے ہیں کہ حق فرمایا۔ اور وہی بلند مرتبہ بڑا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابوالعباس (احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ) نے کہا:- اللہ نے اپنے علاوہ تمام مخلوق سے اُن باتوں کی نفی کردی جس سے مشرکین سند پکڑتے ہیں، پس اس کا انکار فرمایا کہ کسی کو آسمان و زمین میں کسی قسم کی قدرت ہو، یا کچھ حصہ قدرت کا۔ یا وہ خدا کی کچھ مدد کرتے ہوں۔ اب صرف سفارش باقی رہی۔

فَبَيَّنَ اَنَّهَا لَا تَنْفَعُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ
لَهُ الرَّبُّ كَمَا قَالَ " وَلَا يَشْفَعُوْنَ
اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى " فَهٰذِهِ الشَّفَاعَةُ
الَّتِيْ يَظُنُّهَا الْمُشْرِكُوْنَ هِيَ مُنْتَفِيَةٌ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا نَفَاهَا الْقُرْاٰنُ۔
وَاَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ يَأْتِيْ فَيَسْجُدُ لِرَبِّهٖ وَيَحْمَدُهٗ
لَا يَبْدَأُ بِالشَّفَاعَةِ اَوَّلًا، ثُمَّ يُقَالُ
لَهٗ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ
تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ
وَقَالَ لَهٗ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَسْعَدُ
النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ؟ قَالَ مَنْ قَالَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ
فَتِلْكَ الشَّفَاعَةُ لِاَهْلِ الْاِخْلَاصِ بِاِذْنِ
اللّٰهِ وَلَا تَكُوْنُ لِمَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ
وَحَقِيْقَتُهٗ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ هُوَ
الَّذِيْ يَتَفَضَّلُ عَلٰى اَهْلِ الْاِخْلَاصِ
فَيَغْفِرُ لَهُمْ بِوَاسِطَةِ دُعَاءِ مَنْ اَذِنَ
لَهٗ اَنْ يَّشْفَعَ لِيُكْرِمَهٗ وَيَنَالَ الْمَقَامَ
الْمَحْمُوْدَ، فَالشَّفَاعَةُ الَّتِيْ نَفَاهَا
الْقُرْاٰنُ مَا كَانَ فِيْهَا شِرْكٌ، وَلِهٰذَا
اَثْبَتَ الشَّفَاعَةَ بِاِذْنِهٖ فِيْ مَوَاضِعَ

پس بیان کیا کہ یہ شفاعت بھی اُسی کو نفع دیگی
جسکی بابت اللہ تعالیٰ اجازت دے جیساکہ فرمایا:۔
"اور وہ سفارش نہ کرینگے مگر جسکے واسطے اللہ
راضی ہو" پس یہ شفاعت جسکو مشرکین سمجھتے ہیں
قیامت کے دن نفی ہوگی جیساکہ قرآن مجید نے انکار کیا ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ
آپ روز قیامت خدا کے حضور میں سجدہ کرکے تسبیح
اور حمد کرینگے نہ کہ پہلے سے شفاعت کرینگے۔ پھر
آپ کہا جائیگا اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو سُنی جائیگی اور
سوال کرو دیا جائیگا اور شفاعت کرو شفاعت قبول کیجائیگی
ابوہریرہ نے آپ سے عرض کیا۔ آپکی شفاعت
سے زیادہ نصیبہ ور کون ہوگا؟ فرمایا جس نے
لا الہ الا اللہ خالص دل سے کہا ہو۔ پس یہ
شفاعت خالص مُوحّدوں کے لئے اللہ کے
حکم سے ہوگی، نہ مشرکوں کے واسطے۔
اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود خالص
موحدوں پر رحم کرکے اُن کے گناہ معاف
فرمائیگا ان لوگوں کی دعا کے وساطت سے جنھیں وہ
شفاعت کی اجازت دیگا، تاکہ اُن کا اعزاز
فرمائے اور وہ قابل تعریف مرتبہ پائیں۔ پس
قرآن مجید نے جس شفاعت کا انکار کیا ہے
وہ ایسی شفاعت ہے جسمیں شرک ہے اسی واسطے
شفاعت بالاذن کو کئی جگہ ثابت کیا۔

وَقَدْ بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا لَا تَكُونُ إِلَّا لِأَهْلِ التَّوْحِيدِ وَالْإِخْلَاصِ إِنْتَهَى كَلَامُهُ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا کہ صرف مُوحّدین اور سچی توحید والوں کے لئے ہوگی۔ شیخ الاسلام کا کلام ختم ہوا۔

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۸) مطالب ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ الْآيَاتِ

(۱) آیتوں کی تفسیر

الثَّانِيَةُ صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمَنْفِيَّةِ

(۲) وہ شفاعت جس کا قرآن نے انکار کیا ہے

الثَّالِثَةُ صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمُثْبَتَةِ

(۳) وہ شفاعت جس کا اثبات کیا ہے

الرَّابِعَةُ ذِكْرُ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى وَهِيَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ۔

(۴) شفاعتِ کبریٰ یعنی مقام محمود کا بیان۔

الْخَامِسَةُ صِفَةُ مَا يَفْعَلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَبْدَأُ بِالشَّفَاعَةِ بَلْ يَسْجُدُ، فَإِذَا أُذِنَ لَهُ شَفَعَ

(۵) آپ کس طرح شفاعت فرمائیں گے اسکی تفصیل بایں طور کہ سب سے قبل آپ شفاعت نہیں کرینگے بلکہ سجدہ میں گر جائینگے جب اجازت ملیگی تب سفارش کرینگے

السَّادِسَةُ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِهَا

(۶) اس شفاعت سے کون سب سے زیادہ خوش نصیب ہوگا

السَّابِعَةُ أَنَّهَا لَا تَكُونُ لِمَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ

(۷) یہ شفاعت کسی مشرک کے حق میں نہ ہوگی۔

الثَّامِنَةُ بَيَانُ حَقِيقَتِهَا

(۸) شفاعت کی حقیقت۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّكَ لَا تَهْدِي

باب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بیان میں بیشک تو نہیں ہدایت کرتا

مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ ٢٨-٥٦

جسے چاہے، ولیکن اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت (پانے) والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَفِي الصَّحِيحِ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ وَأَبُو جَهْلٍ فَقَالَ لَهُ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَقَالَا لَهُ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَأَعَادَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعَادَا فَكَانَ آخِرَ مَا قَالَ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اور صحیح (بخاری و مسلم) میں سعید بن المسیب سے مروی ہے وہ اپنے باپ مسیب سے روایت کرتے ہیں:- جب ابو طالب پر وفات طاری ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس آئے، وہاں ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، آپنے ابو طالب سے کہا اے چچا! لاالٰہ الا اللہ کہدو- میں اس کلمہ پر تمھارے واسطے اللہ سے حجت کرلونگا- وہ دونو بولے کہ کیا عبدالمطلب کے مذہب کو چھوڑتے ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوہرایا تو اُن دونوں نے اپنی بات دوہرائی- ابو طالب نے آخری وقت یہ کہا- میں عبدالمطلب کے مذہب پر ہوں اور لاالٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا-

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:- مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- میں تیرے واسطے دعاء مغفرت کرونگا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ ہو، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی" نبی اور ایمان والوں کو سزاوار نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دُعاء مغفرت کریں-

وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ

اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے لئے یہ آیت نازل فرمائی:-

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۝

بیشک تو جسے چاہے ہدایت نہیں کرسکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الْاٰیَة

اَلثَّانِیَةُ تَفْسِیْرُ قَوْلِهٖ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ الْاٰیَة

اَلثَّالِثَةُ وَهِیَ الْمَسْئَلَةُ الْكَبِیْرَةُ تَفْسِیْرُ قَوْلِهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِخِلَافِ مَا عَلَیْهِ مَنْ یَّدَّعِی الْعِلْمَ

اَلرَّابِعَةُ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ وَمَنْ مَّعَهٗ یَعْرِفُوْنَ مُرَادَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ لِلرَّجُلِ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَبَّحَ اللّٰهُ مَنْ اَبُوْ جَهْلٍ اَعْلَمُ مِنْهُ بِاَصْلِ الْاِسْلَامِ

اَلْخَامِسَةُ جِدُّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمُبَالَغَتُهٗ فِیْ اِسْلَامِ عَمِّهٖ

اَلسَّادِسَةُ الرَّدُّ عَلٰی مَنْ زَعَمَ اِسْلَامَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَسْلَافِهٖ

اَلسَّابِعَةُ كَوْنُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَغْفَرَ لَهٗ فَلَمْ یُغْفَرْ لَهٗ بَلْ نُهِیَ عَنْ ذٰلِكَ

اس میں (۱۲) مطالب ہیں

(۱) آیۃ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ کی تفسیر

(۲) مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ الخ کی تفسیر

(۳) اور یہ بہت بڑی بات ہے آپ کا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" فرمانا اور اسکی تفسیر بخلاف اُس کے کہ علم کے مُدعی اُسے سمجھے بیٹھے ہیں (یعنی فقط زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنا فائدہ نہیں دیتا، جبتک کہ اخلاص توحید نہ ہو)

(۴) ابوجہل اور اُس کے ساتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد "لا الٰہ الا اللہ" سے جانتے تھے۔ پس اللہ برا کرے اُن لوگوں کا جن سے ابوجہل دین کی اصل زیادہ سمجھتا تھا۔

(۵) آپ کی کوشش اور حد سے زیادہ محنت اپنے چچا کے مسلمان کرنے میں۔

(۶) اسمیں رد ہے اُس شخص کا جو عبدالمطلب اور اُسکے آبا اجداد کو مسلمان سمجھتا ہے۔

(۷) آپ کا اپنے چچا کے واسطے مغفرت کی دُعا کرنا، پھر مغفرت نہ ہونا، بلکہ آپ کو دعا کرنے سے اللہ عزوجل کا منع فرمانا

الثَّامِنَةُ مَضَرَّةُ أَصْحَابِ السُّوءِ عَلَى الْإِنْسَانِ

التَّاسِعَةُ مَضَرَّةُ تَعْظِيمِ الْأَسْلَافِ وَالْأَكَابِرِ

الْعَاشِرَةُ اسْتِدْلَالُ الْجَاهِلِيَّةِ بِذٰلِكَ

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ الشَّاهِدُ لِكَوْنِ الْأَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيمِ، لِأَنَّهُ لَوْ قَالَهَا لَنَفَعَتْهُ

※

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ التَّأَمُّلُ فِي كِبَرِ هٰذِهِ الشُّبْهَةِ فِي قُلُوبِ الضَّالِّينَ، لِأَنَّ فِي الْقِصَّةِ أَنَّهُمْ لَمْ يُجَادِلُوهُ إِلَّا بِهَا مَعَ مُبَالَغَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكْرِيرِهِ فَلِأَجْلِ عَظَمَتِهَا وَوُضُوحِهَا عِنْدَهُمْ اقْتَصَرُوا عَلَيْهَا

※

(۸) برے ساتھیوں اور دوستوں کی برائی اور شر۔

(۹) اپنے باپ دادا اور بڑوں کی تعظیم کا نقصان۔

(۱۰) اہل جاہلیہ کا اپنے بڑوں سے استدلال

(۱۱) اس بات پر دلیل کہ عمل کا دارومدار خاتمہ پر ہے کیونکہ اگر ابو طالب کلمہ پڑھتے تو یقیناً انہیں نفع دیتا،

(۱۲) غور کرنا چاہیئے کہ گمراہوں کے دلوں میں یہ شبہہ کتنا بڑا ہے؟ اس لئے کہ اس قصہ میں مذکور ہے کہ وہ لوگ صرف اسی سے جھگڑتے رہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ میں پوری سعی فرمائی، اور مکرر اپنا پیغام پہنچایا۔ چونکہ یہ حجت ان کے نزدیک واضح اور بڑی تھی، اسپر انہوں نے کفایت کی

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ سَبَبَ كُفْرِ بَنِي آدَمَ وَتَرْكِهِمْ دِينَهُمْ هُوَ الْغُلُوُّ فِي الصَّالِحِينَ

باب اس بات کے بیان میں کہ بنی آدم کے کفر کرنے اور دین کے چھوڑنیکا اصلی سبب نیک لوگوں میں غلو ہے

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ. یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (۱۷۱-۴)

اور اللہ تعالٰی کا فرمان۔ اے کتاب والو۔ اپنے دین میں غلو مت کرو۔[1]

فِی الصَّحِیْحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا (۲۳-۷۱) قَالَ ھٰذِہٖ اَسْمَآءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ، فَلَمَّا ھَلَکُوْا اَوْحَی الشَّیْطَانُ اِلٰی قَوْمِہِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰی مَجَالِسِہِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ فِیْہَا اَنْصَابًا وَسَمُّوْھَا بِاَسْمَائِہِمْ فَفَعَلُوْا وَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی اِذَا ھَلَکَ اُولٰئِکَ وَنُسِیَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالٰی کے اس فرمان کی کہ "وہ بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو، اور ہرگز نہ چھوڑنا ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو" یوں تفسیر کی ہے

یہ (یعنی ود سواع وغیرہ) سب قوم نوح کے نیک لوگ ہیں، جب وہ مرگئے، شیطان نے ان کے خاندان کو یہ بات سجھائی کہ یہ نیک لوگ جس جگہ بیٹھتے تھے، وہاں بطور یادگار ۔۔۔ پتھر نصب کرو۔ اور اسے ان کے نام سے پکارو۔ سو انہوں نے ایسا کیا۔ جب وہ اگلے مر گئے، اور علم ان سے جاتا رہا، تب ان کی اولاد نے ان یادگاروں کی پرستش کی۔

قَالَ ابْنُ الْقَیِّمِ قَالَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ السَّلَفِ لَمَّا مَاتُوْا عَکَفُوْا عَلٰی قُبُوْرِھِمْ ثُمَّ صَوَّرُوْا تَمَاثِیْلَہُمْ، ثُمَّ طَالَ عَلَیْہِمُ الْاَمَدُ فَعَبَدُوْھُمْ

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا اکثر سلف صالحین نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مرگئے پہلے یہ لوگ ان کی قبروں کے مجاور بنے، پھر ان کی مورتیں بطور یادگار بنائیں، پھر زمانہ دراز گذرنے پر ان کی عبادت کرنے لگے

وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

(۱) غلو کے معنے ہیں حد سے بڑھنا، تمام شرک اور بے دینی۔ بت پرستی اور جہالت و تقلید کی اصل یہی غلو فی المحبت ہے عیسائیوں کا حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا کہنا یہی اسی محبت کا نتیجہ ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللہ ورسولہ اخرجاہ۔

وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے حد سے نہ بڑھانا، جیسا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا، میں صرف بندہ ہوں اس لئے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو، بخاری مسلم۔

※

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والغلو فانما اھلک من کان قبلکم الغلو

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم غلو سے بچو۔ اس لئے کہ پہلی امتوں کو اسی غلو نے تباہ کیا (احمد ترمذی ابن ماجہ)

ولمسلم عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھلک المتنطعون

قالھا ثلاثا

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تکلف اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہو گئے اسے تین بار فرمایا۔

فیہ مسائل

اس میں (۲۰) مطالب ہیں

الاولی ان من فہم ھذا الباب و بابین بعدہ تبین لہ غربۃ الاسلام ورای من قدرۃ اللہ وتقلیبہ للقلوب العجب

(۱) جو شخص اس باب کو اور اس کے بعد دو بابوں کو اچھی طرح سمجھ لے گا، اسے اسلام کی غربت معلوم ہو جائے گی، اور وہ اللہ کی قدرت اور دلوں کے بدلنے میں عجیب بات پائے گا (کہاں وہ پکے دیندار مسلمان، کہاں آج کل کے مسلمان!)

الثانیۃ معرفۃ اول شرک حدث فی الارض انہ بشبہۃ الصالحین۔

(۲) سب سے پہلا شرک جو روئے زمین پر پیدا ہوا، وہ نیک لوگوں کے بارے میں ہوا۔

الثالثة: أول شيء غُيِّرَ به دين الإسلام وما سبب ذلك؟ مع معرفة أن الله تعالى أرسلهم

الرابعة: قبول البدع مع كون الشرائع والفطر تردها

الخامسة: أن سبب ذلك كله مزج الحق بالباطل فالأول محبة الصالحين - و الثاني فعل أناس من أهل العلم شيئاً أرادوا به خيراً فظن من بعدهم أنهم أرادوا به غيره

السادسة: تفسير الآية التي في سورة نوح

السابعة: جبلة الآدمي في كون الحق ينقص في قلبه والباطل يزيد

(۳) سب سے پہلے نبیوں کا دین کیسے بدلا گیا؟ اور کس چیز سے؟ حالانکہ یہ جانتے تھے، کہ اللہ نے انہیں بھیجا ہے۔

(۴) لوگوں کا بدعت کو قبول کر لینا، حالانکہ وہ شریعت اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہوتی ہے

(۵) تمام شرک و بدعت کی علت حق کو باطل سے ملا دینا ہے، غلو میں نیک لوگوں کی محبت ہے اور قبر و بت پرستی کی اصل چند علم والوں کا کسی چیز کو نیک نیتی سے کرنا، اور ان کے بعد والوں کا اسے غلط سمجھنا، اور دھوکہ کھانا،[1]

(۶) سورہ نوح کی تفسیر

(۷) انسانی عام سرشت ہے کہ دل میں حق کم ہوتا جاتا، اور باطل ترقی کرتا رہتا ہے۔[2]

(۱) حق کچھ ہوتا ہے باطل کو اس کے ساتھ ملا کر کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا ہے "غلو" میں محبت اور اسے حد سے بڑھانا دو چیزیں ہیں، نیک لوگوں کی محبت یقیناً اچھی چیز ہے۔ بلکہ انبیا کی محبت تو ضروری اور یقیناً۔ ایمان کا جزو ہے لیکن نبی نبی ہے خدا نہیں نبی کے ساتھ وہ باتیں کرنا جو خدا کے ساتھ مخصوص ہیں یا نبی کو خدا کا بیٹا سمجھ لینا، یا اور اسی قسم کی ناجائز نسبت دینا ہی غلو ہے۔ اسی طرح نیک لوگوں کی محبت عالموں کی عزت و عظمت و اطاعت اچھی چیز ہے، مگر کسی عالم و زاہد کی ایسی محبت و عظمت کرنی جو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دے یا اس کی بات یا فتوی کو آپ کے فرمان و سنت پر ترجیح دیجائے یہ غلو ہے۔ اور یہی شرعاً حرام ہے یادگار کی بھی یہی صورت ہے، نیک اور بڑے لوگوں کی یادگار اس لئے قائم کی جاتے کہ لوگ اس سے اپنے واسطے نمونہ سمجھکر ترقی کی راہ اختیار کریں، یہ بہتر چیز ہے۔ مگر اس کی عبادت کرنا یا اس سے دین میں اضافہ کرنا ہی ناجائز ہے

(۲) حق کا کم ہونا، اور باطل کا بڑھنا اس طرح سمجھنا چاہیے کہ حق اکثر خواہش اور عام رواج کے خلاف ہوتا ہے، دنیا کے اکثر لوگوں کا عمل یعنی رواج باطل کے موافق ہوا کرتا ہے انسان کو جس سے روزمرہ ہر وقت سابقہ پڑتا ہے، اس کا اثر ضروری ہے

(باقی حاشیہ صفحہ ۶۹ پر دیکھیں)

الثامنة فيه شاهد لما نقل عن السلف أن البدع سبب الكفر.

(۸) اس میں سلف صالحین کے اس قول کی تصدیق ہے کہ "کفر کا اصلی سبب بدعت ہے"(۱)

التاسعة معرفة الشيطان بما تؤول إليه البدعة ولو حسن قصد الفاعل.

(۹) شیطان بدعت کے انجام کو اچھی طرح جانتا ہے اگرچہ بدعت کرنے والے کی نیت اچھی کیوں نہ ہو۔

العاشرة معرفة القاعدة الكلية وهي النهي عن الغلو ومعرفة ما يؤول إليه

(۱۰) یہ عام قاعدہ معلوم کرنا چاہئے۔ کہ "غلو حرام ہے" اور اس کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے۔

الحادية عشرة مضرة العكوف على القبر لأجل عمل صالح

(۱۱) قبر کے مجاور بننے کا نقصان، اگرچہ وہاں نیک کام کیوں نہ کیا جائے(۲)

الثانية عشرة معرفة النهي عن التماثيل والحكمة في إزالتها

(۱۲) تصویر کی حرمت کس وجہ سے ہوئی، اور اس کے مٹانے میں کیا حکمت ہے۔

الثالثة عشرة معرفة شأن هذه القصة وشدة الحاجة إليها مع الغفلة عنها.

(۱۳) اس قصہ کو اچھی طرح سمجھنا، اور اس کا ضروری ہونا۔ حالانکہ سب لوگ اس سے غافل ہیں۔

الرابعة عشرة وهي أعجب وأعجب قراءتهم

(۱۴) یہ سب سے عجیب تر بات ہے کہ یہ سب لوگ اس

پھر حکومت بھی جس کے ساتھ ہو اس کا اثر المضاعف ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ دینداری ایمانداری روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ باطل بظاہر آسان اور خوش منظر بھی ہے اسی واسطے زیادہ تر لوگ اس کے شیدا ہوتے ہیں، دیکھ لو عام طور پر مسلمان اپنی وضع قطع میں سنت نبوی چھوڑ کر کفار کی وضع اختیار کرتے جاتے ہیں۔ یہ محبت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟ محبوب کی ہر ادا محب کو پسند آتی ہے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور سچی محبت ہو وہ کافر کی عادت واطوار کیونکر پسند کر سکتا ہے

(۱) اس کی وجہ صاف ہے، اصل میں لوگ مسلمان تھے، بدعات میں پڑ کر رفتہ رفتہ گمراہ ہوتے گئے، پیر پرستی، قبر پرستی وغیرہ سے اللہ کے حق راستہ کو چھوڑ بیٹھے، اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ ہم نیکی کرتے ہیں، خدا کے نزدیک یہی اصلی برائی اور شرک ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے کسی قبر وغیرہ کو مقرر کرنا، یا وہاں ثواب زیادہ سمجھنا اس لئے حرام ہے کہ اس میں غیر اللہ کی عظمت ملحوظ ہوتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہے، سب جگہیں اسی کی بنائی ہوئی ہیں، پھر اس قبر کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے؟ بجز اس کے کہ قبر والے کو اس میں شریک کیا جائے، اس کی طرف سے کسی فیض کی امید کیجائے، اس کے معنی یہ ہوئے کہ خدا کچھ نہیں کرتا، یا اس قسم کے واسطے ووسیلہ کے بغیر خدا عزوجل کچھ نہیں دیتا یہی شرک ہے، اسی واسطے

إيّاها في كتب التفسير والحديث، وفهمهم بمعنى الكلام، وكون الله حال بينهم وبين قلوبهم حتى اعتقدوا أن فعل قوم نوح أفضل العبادات، فاعتقدوا ما نهى الله ورسوله عنه، وهو الكفر المبيح للدم والمال.

قصہ کو تفسیر و حدیث کی کتابوں میں پڑھتے اور اس کے معنی بھی سمجھتے ہیں، پھر اللہ نے ان کی سمجھ اس طرح پھیر دی کہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نوح کی قوم نے جو کام (قبر پرستی) کیا، وہ بہترین عبادت ہے" پس جس چیز کو اللہ و رسول نے حرام فرمایا، اس کا اعتقاد رکھا، حالانکہ یہ ایسا صریح کفر ہے جس سے مال اور خون حلال ہو جاتا ہے۔

الخامسة عشرة: التصريح بأنهم لم يريدوا إلا الشفاعة.

(۱۵) ان پہلے مشرکوں کی یہ تصریح کہ وہ اپنے بزرگوں سے صرف شفاعت و سفارش چاہتے ہیں، نہ اور کچھ۔

السادسة عشرة: ظنهم أن العلماء الذين صوّروا الصور أرادوا ذلك.

(۱۶) ان کا یہ خیال کہ جن علماء نے یہ مورتیں بنائی تھیں ان کا مقصود بھی یہی عبادت تھا۔

السابعة عشرة: البيان العظيم في قوله عليه السلام: لا تطروني كما أطرت النصارى ابن مريم. فصلوات الله وسلامه على من بلّغ البلاغ المبين.

(۱۷) وہ کھلا عظیم الشان بیان جو آپ نے حدیث "لا تطرونی" سے دیا، یعنی مجھے میری حد سے نہ بڑھانا، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو بڑھا دیا، پس اللہ کی رحمتیں اور سلام اس ذات بابرکات پر ہو جس نے یہ کھلا اعلان کیا۔

الثامنة عشرة: نصيحته إيانا بهلاك

(۱۸) آپ کا ہمیں یہ سمجھانا کہ تکلف اور حد سے زیادہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کا نام لیکر فرمایا" خدا ان پر لعنت کرے، یہ اپنے نیک لوگوں کی قبروں پر مسجدیں بنایا کرتے ہیں۔ یہ بدترین مخلوق ہیں" آپ نے صاف طور پر اعلان فرمایا کہ خانہ کعبہ (مسجد حرام) مسجد نبوی، اور مسجد اقصیٰ کے سوا زمین کے کسی قطعہ کو کسی دوسرے پر کوئی فضل و بزرگی نہیں کہ وہاں بطور زیارت سفر درست ہے۔ افسوس مسلمانوں نے اس آخری وصیت کا بھی لحاظ نہ رکھا۔ اور ہر کچے قبر و قبہ کو عبادت گاہ بنا دیا، سفر کا تو ٹھکانہ ہی نہیں، دنیا میں کون سی کچی قبر ایسی...... نہیں ہے جہاں کا سفر حج کے قائم مقام نہ مانتے ہوں، کیا اسی بنا پر یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم مسلمان، ہم موحد ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الْمُتَنَطِّعِيْنَ۔

اَلتَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: اَلتَّصْرِيْحُ بِاَنَّهَا لَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى نُسِيَ الْعِلْمُ فَفِيْهَا بَيَانُ مَعْرِفَةِ قَدْرِ وُجُوْدِهٖ وَمَضَرَّةِ فَقْدِهٖ۔

اَلْعِشْرُوْنَ: اَنَّ سَبَبَ فَقْدِ الْعِلْمِ مَوْتُ الْعُلَمَاءِ۔

بات کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

(۱۹) اس قصہ میں بصراحت مذکور ہے کہ "جب علم نہ رہا تو لوگوں نے مورتوں کی عبادت کی، اس میں علم کی خوبی اور اس کے وجود کی برکت اور جہالت کی برائی

(۲۰) علم کے فنا ہونے کا صرف یہی راز ہے کہ علماء نہ رہیں

بَابُ مَا جَاءَ مِنَ التَّغْلِيْظِ فِيْمَنْ عَبَدَ اللّٰهَ عِنْدَ قَبْرِ رَجُلٍ صَالِحٍ فَكَيْفَ اِذَا عَبَدَهٗ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ جو کسی نیک آدمی کی قبر پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کا کیا گناہ ہے۔ پس جو اس نیک کو پوجے اس کا کیا حشر ہوگا؟"

فِي الصَّحِيْحِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ وَمَا فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ اُولٰئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

صحیح بخاری و مسلم میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ کے ایک گرجا کا ذکر کیا جو نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا، اور اس میں تصویریں بھی تھیں: آپ نے فرمایا، یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے۔ اس کی قبر پر عبادت گاہ بناتے ہیں، اور اس میں یہ تصویریں بناتے ہیں یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

فَهٰؤُلَاءِ جَمَعُوْا بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ، فِتْنَةُ الْقُبُوْرِ وَفِتْنَةُ التَّمَاثِيْلِ

ان لوگوں نے دونوں فتنے جمع کئے، قبروں پر عبادت گاہ بنائی، یہ فتنہ قبر ہے، اور تصویریں بھی بنائیں۔

※

وَلَهُمَا عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاۤئِهِمْ مَسَاجِدَ، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا، وَلَوْلَا ذٰلِكَ اُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ خُشِيَ اَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا

بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب آپ پر جاں کنی کا عالم ہوا تو آپ نے اپنے چہرہ پر ایک چادر اوڑھی، جب دم گھٹتا، چادر کو ہٹا دیتے، اسی حال میں آپ نے فرمایا، "یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیاء کے قبروں کو عبادت گاہ بنایا، اس سے آپ امت کو ڈرا رہے تھے، اگر یہ بات نہ ہوتی، تو آپ کی قبر بھی کھلی ہوتی لیکن اس خوف سے کہ اس کا سجدہ نہ کیا جائے بند رکھا گھا،

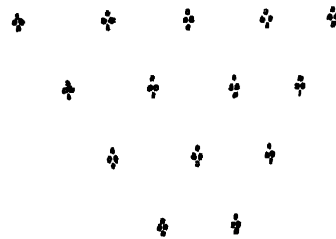
※

وَلِمُسْلِمٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنِّيْ اَبْرَاُ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ مِنْكُمْ خَلِيْلٌ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدِ اتَّخَذَنِيْ خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا، اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَاۤئِهِمْ مَسَاجِدَ، اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، فَاِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ

صحیح مسلم میں حضرت جندب بن عبداللہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اپنی وفات سے پانچ روز پہلے فرماتے تھے "میں اللہ کے روبرو ہر ایک کی خلت سے برارت ظاہر کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ابراہیمؑ کو خلیل بنایا ویسا ہی مجھے بھی خلیل بنایا، اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلت کا منصب دیتا تو ابوبکر کو یہ منصب دیتا، خبردار تم سے پہلے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بناتے تھے خبردار تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا، میں تم کو اس کی ممانعت کرتا ہوں۔

※

فقد نهى عنه في آخر حياته، ثم إنه لعن
وهو في السياق من فعله والصلوة عندها
من ذلك وإن لم يبن مسجد وهو
معنى قولها خشي أن يتخذ مسجدا، فإن الصحابة
لم يكونوا ليبنوا حول قبره مسجدا وكل موضع
قصدت الصلوة فيه فقد اتخذ مسجدا، بل
كل موضع يصلى فيه يسمى مسجدا كما قال
صلى الله عليه وسلم "جعلت لي الأرض
مسجدا وطهورا"، ولأحمد بسند جيد
عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعا. إن
من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم
أحياء، والذين يتخذون القبور مساجد
ورواه أبو حاتم في صحيحه۔



فيه مسائل

الأولى ما ذكر الرسول صلى الله عليه
وسلم فيمن بنى مسجدا يعبد الله فيه
عند قبر رجل صالح ولو صحت نية الفاعل

※

پس آپ نے اس سے آخری عمر میں ممانعت فرمائی۔
پھر جانکنی کے وقت ایسا کرنیوالوں پر
لعنت فرمائی، قبروں پر نماز پڑھنا بھی اس ممانعت
میں داخل ہے، اگرچہ مسجد نہ ہو، یہی مطلب ہے
اس حدیث کا جس میں یہ ہے "کہ اس خوف سے
کہ اس کا سجدہ نہ ہو، قبر بند رکھی گئی" کیونکہ صحابہؓ آپکی
قبر پر مسجد نہیں بنا سکتے تھے، جس جگہ کو نماز کے
واسطے معین کیا جائے، وہ مسجد ہو جاتی ہے۔
یہی نہیں بلکہ جہاں نماز ادا ہو وہ مسجد ہے، چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے واسطے
تمام روئے زمین مسجد اور پاک بنائی گئی" مسند
احمد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بسند حسن مروی
ہے آپ نے فرمایا " وہ لوگ سب سے بدتر ہیں جو زندہ
ہوں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔ اور وہ
لوگ (بھی سب سے بدتر ہیں)، جو قبروں کو مسجد بنائیں گے
اسے ابو حاتم (ابن حبان) نے بھی اپنی صحیح میں
روایت کیا ہے۔

اس میں (۱) مطالب ہیں

(۱) آپ کا سخت منع فرمانا، اور ایسے شخص پر لعنت
کرنا، جو کسی نیک شخص کی قبر پر مسجد بنائے، جس
میں اللہ کی عبادت کی جائے، اگرچہ بنانے
والے کی نیت بخیر ہو۔

اَلثَّانِیَةُ النَّھْیُ عَنِ التَّمَاثِیْلِ وَغِلَظُ الْاَمْرِ فِیْ ذٰلِكَ

اَلثَّالِثَةُ الْعِبْرَةُ فِیْ مُبَالَغَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ کَیْفَ بَیَّنَ لَھُمْ ھٰذَا اَوَّلًا، ثُمَّ قَبْلَ مَوْتِہٖ بِخَمْسٍ قَالَ مَا قَالَ، ثُمَّ لَمَّا کَانَ فِی السِّیَاقِ لَمْ یَکْتَفِ بِمَا تَقَدَّمَ۔

※

اَلرَّابِعَةُ نَھْیُہٗ عَنْ فِعْلِہٖ عِنْدَ قَبْرِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّوْجَدَ الْقَبْرُ

اَلْخَامِسَةُ اَنَّہٗ مِنْ سُنَنِ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی فِیْ قُبُوْرِ اَنْبِیَائِھِمْ

اَلسَّادِسَةُ لَعْنُہٗ اِیَّاھُمْ عَلٰی ذٰلِكَ۔

※

اَلسَّابِعَةُ اَنَّ مُرَادَہٗ تَحْذِیْرُہٗ اِیَّانَا عَنْ قَبْرِہٖ

اَلثَّامِنَةُ الْعِلَّةُ فِیْ عَدَمِ اِبْرَازِ قَبْرِہٖ

اَلتَّاسِعَةُ فِیْ مَعْنٰی اِتِّخَاذِھَا مَسْجِدًا

اَلْعَاشِرَةُ اَنَّہٗ قَرَنَ بَیْنَ مَنِ اتَّخَذَھَا وَبَیْنَ مَنْ تَقُوْمُ عَلَیْہِ السَّاعَةُ، فَذَکَرَ الذَّرِیْعَةَ اِلَی الشِّرْكِ قَبْلَ وُقُوْعِہٖ عَلٰی خَاتِمَتِہٖ

اَلْحَادِیَةَ عَشْرَةَ ذِکْرُہٗ فِیْ خُطْبَتِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ بِخَمْسٍ الرَّدَّ عَلَی الطَّائِفَتَیْنِ اللَّتَیْنِ ھُمَا اَشَرُّ

(۲) تصاویر کی حرمت، اور ان کے بنانے میں سخت سزا۔

(۳) غور کا مقام ہے کہ آپ نے کس طرح اسکو بیان فرمایا، پہلے ممانعت فرمائی، پھر اپنی وفات سے پانچ روز پہلے خاص طور پر ممانعت کی۔ پھر عین موت کے عالم میں بھی سختی سے ممانعت کی، اور پہلی ممانعت پر اکتفا نہ فرمائی،

(۴) آپ نے اپنے واسطے خاص طور پر ممانعت فرمائی، حالانکہ ابھی وفات ہوئی تھی، نہ قبر بنی تھی۔

(۵) یہ یہود و نصاری کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے انبیاء کی قبروں کے ساتھ ایسا کرتے آئے ہیں۔

(۶) آپ کا اس بارہ میں یہود و نصاری پر لعنت کرنا۔

(۷) ان تمام باتوں سے آپ کا ہمیں نصیحت کرنا اور ڈرانا تھا کہ آپ کی قبر کیساتھ ایسا نہ کیا جائے

(۸) آپ کی قبر کیوں کھلی نہ رکھی گئی؟

(۹) قبروں کو مسجد بنانے کے کیا معنی ہیں۔؟

(۱۰) آپ کا جن پر قیامت قائم ہوگی اور قبروں پر مسجد بنانے والوں کو برابر بتانا، گویا آپ نے شرک کے ذریعہ کو پہلے واقع ہونے کے بیان فرمایا، اور یہ بھی بتایا کہ قرب قیامت ایسا ہوگا

(۱۱) آپ کا وفات سے پانچ روز قبل اپنے خطبہ میں ذکر کرنا۔ اس میں ان دو گروہوں کا رد ہے

أَهْلِ الْبِدَعِ، بَلْ أَخْرَجَهُمْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الثِّنْتَيْنِ وَالسَّبْعِيْنَ فِرْقَةً وَهُمُ الرَّافِضَةُ وَالْجَهْمِيَّةُ، وَبِسَبَبِ الرَّافِضَةِ حَدَثَ الشِّرْكُ وَعِبَادَةُ الْقُبُوْرِ، وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ بَنَى عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ

جو بدعتیوں کی جماعت میں بدترین ہیں۔ بلکہ بعض اہل علم نے انہیں بہتر فرقوں سے خارج کر دیا، یہ دونوں فرقے رافضی اور جہمیہ ہیں۔ رافضیوں کی وجہ سے شرک اور قبر پرستی کا اسلام میں رواج ہوا، اور انہوں نے ہی سب سے پہلے قبروں پر مسجدیں بنائیں۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: مَا بُلِيَ بِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شِدَّةِ النَّزْعِ۔

(۱۲) آپ پر جانکنی کی سختی کا ہونا،

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: مَا أُكْرِمَ بِهِ مِنَ الْخُلَّةِ۔

(۱۳) آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنا کر اعزاز فرمایا

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: التَّصْرِيْحُ بِأَنَّهَا أَعْلٰى مِنَ الْمَحَبَّةِ

(۱۴) خلت کا درجہ محبت سے اعلیٰ ہے۔

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ: التَّصْرِيْحُ بِأَنَّ الصِّدِّيْقَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ۔

(۱۵) حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ سے افضل ہیں

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: الْإِشَارَةُ إِلٰى خِلَافَتِهِ

(۱۶) ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کی طرف اشارہ

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْغُلُوَّ فِي قُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ يُصَيِّرُهَا أَوْثَانًا تُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

باب ہے اس بارہ میں کہ نیک لوگوں کی قبروں میں غلو کرنا ان قبروں کو بت بنا دیتا ہے جن کی پرستش اللہ کے سوا ہوتی ہے۔

رَوٰى مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

امام مالکؒ نے اپنی موطا میں یہ حدیث بیان کی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ (۱)

※

وَلِابْنِ جَرِیْرٍ بِسَنَدِہٖ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاھِدٍ "اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی" قَالَ کَانَ یَلُتُّ لَھُمُ السَّوِیْقَ فَمَاتَ فَعَکَفُوْا عَلٰی قَبْرِہٖ، وَکَذَا قَالَ اَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ یَلُتُّ السَّوِیْقَ لِلْحَاجِّ

❖ ❖ ❖

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ

❖ ❖ ❖ ❖

فِیْہِ مَسَائِلُ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہو، اس قوم پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا،

ابن جریر نے سفیان ثوری کے ذریعہ منصور سے روایت کی۔ وہ مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ "افرأیتم اللات (سو بتاؤ کہ لات اور عزیٰ ہیں) لات ایک شخص تھا، جو مسافروں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا، جب مرگیا تو اس کی قبر پر لوگ مجاور بن بیٹھے۔ اسی طرح ابو الجوزاء نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ یہ مسافر حاجیوں کے واسطے ستو گھولا کرتا تھا،

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں پر لعنت کی اور انپر بھی جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں، اور چراغ جلاتے ہیں۔ اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی نے روایت کیا،

اس میں (۱۰) مطالب ہیں

(۱) امام مالک نے اس روایت کو بواسطہ عطاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جو باصطلاح محدثین مرسل ہے، مرسل وہ حدیث کہلاتی ہے جس میں صحابی نہ ہو تابعی کہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا یا کہا۔ چونکہ واسطہ گر گیا اس لئے ایسی روایت قابل اعتبار نہیں ہوتی، مگر اس روایت کو بزار نے عطاء کیواسطے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے، جو مرسل نہ رہی، نیز مسند احمد میں بھی ابوہریرہ سے بعینہ یہ حدیث مذکور ہے اس لیے یہ روایت مجموعی طور سے حسن ہو گئی۔

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ الْاَوْثَانِ

(۱) وثن کی تفسیر (کہ وہ ہر وہ چیز کہ اللہ کے سوا پوجی جائے۔)

اَلثَّانِیَۃُ تَفْسِیْرُ الْعِبَادَۃِ

(۲) عبادت کی تفسیر (کہ وہ ہر قسم کی عظمت انکساری غیر اللہ کے لئے۔)

اَلثَّالِثَۃُ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْتَعِذْ اِلَّا مِمَّا یَخَافُ وُقُوْعَہٗ

(۳) آپ نے اپنی قبر کو بت بننے سے اس لئے پناہ مانگی کہ ایسا ہونا ممکن تھا۔

اَلرَّابِعَۃُ قَرْنُہٗ بِھٰذَا اتِّخَاذَ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ مَسَاجِدَ۔

(۴) آپ کا اس پناہ کے ساتھ انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانے کا ذکر فرمانا۔

اَلْخَامِسَۃُ ذِکْرُ شِدَّۃِ الْغَضَبِ مِنَ اللّٰہِ

(۵) ایسے کام کرنے والوں پر اللہ کا غضب ہونا۔

اَلسَّادِسَۃُ وَھِیَ مِنْ اَھَمِّھَا صِفَۃُ مَعْرِفَۃِ عِبَادَۃِ اللَّاتِ الَّتِیْ ھِیَ اَکْبَرُ الْاَوْثَانِ

(۶) یہ سب باتوں میں زیادہ اہم اور قابل غور ہے۔ کہ وہ لات کی عبادت کس طرح کرتے تھے، جو ان کا بہت بڑا بت تھا

اَلسَّابِعَۃُ مَعْرِفَۃُ اَنَّہٗ قَبْرُ رَجُلٍ صَالِحٍ

(۷) یہ نیک شخص کی قبر تھی۔

اَلثَّامِنَۃُ اَنَّہٗ اِسْمُ صَاحِبِ الْقَبْرِ وَذِکْرُ مَعْنَی التَّسْمِیَۃِ

(۸) لات قبر والے کا نام تھا، اور یہ نام اسلئے مشہور ہوا کہ وہ حاجیوں کے واسطے ستو گھولا کرتا تھا۔

اَلتَّاسِعَۃُ لَعْنَۃُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

(۹) آپ کا قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمانا۔

اَلْعَاشِرَۃُ لَعْنَۃُ مَنْ اَسْرَجَھَا

(۱۰) آپ کا قبروں پر چراغ جلانے والے پر لعنت کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ حِمَایَةِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَنَابَ التَّوْحِیْدِ وَسَدِّہٖ کُلَّ طَرِیْقٍ یُوْصِلُ اِلَی الشِّرْكِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی چار دیواری کس طرح محفوظ کی۔ اور شرک کا ہر ذریعہ و سلسلہ کس طرح بند کیا

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

۹-۱۲۸

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایسا رسول آیا ہے کہ اسپر تمہاری تکلیف شاق ہے، وہ تمہاری اصلاح پر حریص اور ایمان والوں پر بڑا ہی مہربان رحم والا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا۔ وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ كُنْتُمْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ[1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، مجھ پر درود پڑھو۔ یقیناً تم جہاں کہیں سے درود پڑھو گے مجھے پہونچ جائے گا" ابوداؤد نے بسند حسن روایت کیا، اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

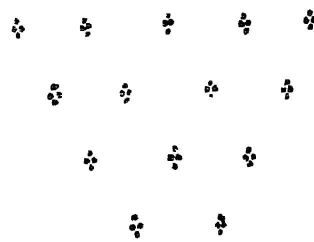
وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلًا

علی بن حسین (زین العابدینؒ) سے مروی ہے کہ

(۱) اپنے گھروں کو قبرستان یا قبریں نہ بناؤ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان زندگی میں اللہ کا ذکر کرتا ہے، مرنے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے پس جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا وہ مردوں کا گھر یعنی قبر ہے، اور وہ شخص میت ہے لہذا گھروں میں نماز و تلاوت کا سلسلہ قائم کرو۔ اس سے ایک تو برکت ہوگی، دوسرے بچوں پر نیک اثر ہوگا، آپ کی قبر کو عید گاہ بنانے کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح عید کا مخصوص دن ہوتا ہے اسی طرح قبر کی زیارت کے واسطے مخصوص حیثیت نہ کرو۔ نہ اس کے واسطے سفر کرو کیونکہ جو مقصود زیارت سے ہے یعنی سلام و درود، وہ ہر جگہ سے پہونچ جاتا ہے پھر اس تکلف سے کیا فائدہ؟ بلکہ بسا اوقات اس قسم کا تکلف شرک کی طرف لے جاتا ہے

يَجِيءُ إِلَى فُرْجَةٍ كَانَتْ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فِيهَا فَيَدْعُو فَنَهَاهُ وَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا۔ وَلَا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا۔ فَإِنَّ تَسْلِيمَكُمْ لَيَبْلُغُنِي أَيْنَ كُنْتُمْ۔ رَوَاهُ فِي الْمُخْتَارَةِ۔

ایک شخص کو دیکھا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آتا، اور ایک سوراخ میں سے اندر جاکر دعا کرتا، انہوں نے اس کو منع کیا اور بولے کیا تمہیں وہ حدیث نہ بتاؤں، جو مجھے میرے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی، وہ کہتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا، اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنانا اس لیے کہ تم جہاں سے سلام و درود پڑھو گے مجھے پہونچ جائے گا، اسے ضیاء نے مختارہ میں روایت کیا،



فيه مسائل

اس میں (۹) مسائل ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ آيَةِ بَرَاءَةَ

الثَّانِيَةُ إِبْعَادُهُ أُمَّتَهُ عَنْ هَذَا الْحِمَى غَايَةَ الْبُعْدِ

الثَّالِثَةُ ذِكْرُ حِرْصِهِ عَلَيْنَا وَرَأْفَتِهِ وَرَحْمَتِهِ

الرَّابِعَةُ نَهْيُهُ عَنْ زِيَارَةِ قَبْرِهِ عَلَى وَجْهٍ مَخْصُوصٍ مَعَ أَنَّ زِيَارَتَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ

(۱) سورہ براءۃ کی آیۃ کی تفسیر۔

(۲) آپ کا اپنی امت کو شرک کی چاردیواری سے بعید دور رکھنا۔

(۳) آپ کا ہماری اصلاح وہدایت پر حریص ہونا، اور حد سے زیادہ مہربان ورحیم ہونا،

(۴) آپ کا اپنی قبر کی مخصوص طور پر زیارت سے منع فرمانا، حالانکہ آپکے قبر کی زیارت بہترین عمل ہے (۱)

(۱) مولف نے نہ معلوم کس سند کی بنا پر ایسا لکھا ہے کہ آپکے قبر کی زیارت بہترین اعمال میں سے ہے، یقیناً زندگی میں آپ کی ملاقات بہترین اعمال سے تھی۔ اسلئے کہ اس سے تصدیق وایمان کا کمال حاصل ہوتا تھا، بعد از وفات زیارت قبر سے درود و سلام کے علاوہ کوئی خاص مقصد نہیں، اور جبکہ یہ حضور وغیبت میں یکساں پہونچتا ہے، تو پھر زیارت کا بہترین اعمال سے ہونا کیونکر ثابت ہوا؟ اور حقیقت بہترین اعمال ایمان وتوحید اور اللہ و رسول کی سچی محبت ہے نہ کہ اس قسم کے خیالات واہواء" اس سے معلوم ہوا کہ کبھی مولف بھی عامیانہ خیالات سے متاثر ہوجاتا تھا،

اَلْخَامِسَۃُ نَهْيُهُ عَنِ الْاِكْثَارِ مِنَ الزِّيَارَةِ

(۵) بکثرت زیارۃ کرنے سے منع فرمانا،

اَلسَّادِسَۃُ حَثُّهُ عَلَى النَّافِلَةِ فِي الْبَيْتِ

(۶) نفل نماز کے گھر میں ادا کرنے کی رغبت دینا

اَلسَّابِعَۃُ اَنَّهُ مُتَقَرِّرٌ عِنْدَهُمْ اَنَّهُ لَا يُصَلّٰى فِي الْمَقْبَرَةِ.

(۷) یہ معاملہ گویا سب صحابہ جانتے تھے کہ قبرستان میں نماز نہیں ہوتی۔

اَلثَّامِنَۃُ تَعْلِيلُهُ ذٰلِكَ بِاَنَّ صَلٰوةَ الرَّجُلِ وَسَلَامَهُ عَلَيْهِ يَبْلُغُهُ وَاِنْ بَعُدَ فَلَا حَاجَةَ اِلٰى مَا يَتَوَهَّمُهُ مَنْ اَرَادَ الْقُرْبَ

(۸) آپ کا قبر پر آنے سے روکدینا، اس طرح کہ جہاں سے انسان مجھپر سلام و درود بھیجے وہ پہونچتا ہے، اگرچہ بہت فاصلہ سے ہو، پس اس قسم کے وہم کی ضرورت نہیں جسے پاس آنے والے کرتے ہیں یعنی پاس پہنچکر سلام سے زیادہ فائدہ ہوگا

اَلتَّاسِعَۃُ كَوْنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَرْزَخِ تُعْرَضُ اَعْمَالُ اُمَّتِهِ فِي الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ.

(۹) آپ پر برزخ میں درود وسلام کی بابت امت کے عمل پیش ہوتے ہیں

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَعْبُدُ الْاَوْثَانَ

اس بات کا باب کہ امتہ محمدیہ میں بھی بت پوجنے والے ہونگے

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى. اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰؤُلَاءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ تعٰ کا فرمان ہے کیا تونے اہل کتاب کو نہیں دیکھا کہ بت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کو ایمان والوں سے بہتر اور سیدھی راہ پر بتاتے ہیں۔

وقولہ تعالیٰ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۔ ۵-۶۰

*

وقولہ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۔ ۱۸-۲۱۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ؟ قَالَ فَمَنْ؟ أَخْرَجَاهُ

ولمسلم عن ثوبان رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ

اور فرمایا "کہدے، کیا میں وہ لوگ نہ بتاؤں؟ جن کا انجام اللہ کے نزدیک بد ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے لعنت کی اور ان پر غصہ ہوا، اور ان میں سے بندر و سور بنا دیئے، اور انہوں نے بت پرستی کی۔

اور فرمایا جن لوگوں نے ان پر (اصحاب کہف پر) غلبہ پایا، وہ یہ بولے کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے[1]

ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بالضرور تم پہلی امتوں کی پیروی میں ایسے برابر ہو جاؤ گے جیسے تیر تیر سے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے تو تم بھی گھسو گے، صحابہ نے عرض کی کہ یہود و نصاریٰ کی پیروی ہم کریں گے۔؟ فرمایا تو پھر کون؟ بخاری مسلم

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان سے ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام زمین سمیٹ دی، میں نے مشرق و مغرب دیکھے، میری امت کی حکومت وہاں تک پہونچے گی جہاں تک میرے لئے زمین سمیٹی گئی ہے۔

مجھے دونوں خزانے سرخ (قیصر کا خزانہ) اور سفید

(۱) اس آیت سے بعض علماء کا یہ استدلال ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنا سکتے ہیں، مگر یہ بچند وجوہ ناقابل اعتبار اور غلط ہے، اول یہ کہ پہلی امت کا عمل ہمارے واسطے حجت نہیں ہو سکتا، دوم کسی نبی و صالح کا عمل نہیں، سوم اللہ نے اس کی تعریف نہیں کی، چہارم یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرما کر ان لوگوں کا ذکر کیا تو ایسی حالت میں یہ عمل بجائے جائز ہونے کے سخت ترین حرام و ممنوع ہوا، کیونکہ آپ کا لعنت فرما کر ذکر کرنا کسی طرح جواز پر دلیل نہیں ہو سکتا، پھر لعنت آخری وقت مرض الموت میں وارد ہوئی، جس کے یہ معنی ہوئے کہ یہی آخری فیصلہ ہے اس کے بعد دوسرا فیصلہ نہیں ہو

عَامَّۃٍ وَاَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْہِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِہِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَہُمْ، وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِذَا قَضَیْتُ قَضَاءً فَاِنَّہٗ لَا یُرَدُّ وَاِنِّیْ اَعْطَیْتُکَ لِاُمَّتِکَ اَنْ لَّا اُھْلِکَہُمْ بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ، وَاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَیْہِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِہِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَہُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَیْہِمْ مَنْ بِاَقْطَارِھَا حَتّٰی یَکُوْنَ بَعْضُہُمْ یُہْلِکُ بَعْضًا وَیَسْبِیْ بَعْضُہُمْ بَعْضًا۔ وَرَوَاہُ الْبُرْقَانِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَزَادَ وَاِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ۔ وَاِذَا وَقَعَ عَلَیْہِمُ السَّیْفُ لَمْ یُرْفَعْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَلْحَقَ حَیٌّ مِّنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ فِئَامٌ مِّنْ اُمَّتِی الْاَوْثَانَ

کسریٰ کا خزانہ ملے ہیں نے اپنی امت کے لئے اپنے رب سے یہ دعا کی، کہ عام قحط سالی سے اسے فنا نہ کرے، نہ ان پر کوئی دوسرا دشمن اس طرح مسلط کرے کہ وہ ان کی جماعت کو تباہ کر دے، میرے رب نے فرمایا کہ اے محمد میں جب کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو وہ ٹل نہیں سکتا، میں نے تیری یہ بات قبول کی کہ عام قحط سالی سے تیری امت کو نہ ماروں گا، اور نہ کوئی دوسرا دشمن ان پر ایسا مسلط کروں گا جو انہیں تباہ کر دے۔ اگرچہ ساری دنیا اکٹھا ہو کر ایسا کرنا چاہے، یہاں تک کہ یہ خود آپس میں ایک دوسرے کو فنا کریں۔ اور ایک دوسرے کو قید کریں، حافظ برقانی نے اسے اپنی صحیح میں روایت کر کے یہ زیادہ کیا: "میں اپنی امت پر گمراہ کن سرداروں سے ڈرتا ہوں، اور جب ان میں تلوار چلے گی تو قیامت تک بند نہ ہو گی، اور قیامت نہیں قائم ہو گی، جب تک کہ میری امت کی ایک جماعت مشرکوں سے نہ ملے۔ اور جب تک کہ میری امت کے بہت سے لوگ بت پرستی نہ کریں۔

وَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّہُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ مَنْصُوْرَۃً لَا یَضُرُّہُمْ مَنْ خَذَلَہُمْ

اور یقیناً میری امت میں تیس جھوٹے (دجال) ہوں گے، جو کہ سب نبوت کا دعویٰ کرینگے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا، اور میری امت میں سے ایک گروہ

حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

حق پر قائم و فتحیاب رہے گا، انہیں وہ کچھ نقصان نہ پہونچا ئینگے، جو بے مدد چھوڑ دیں یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۴) مطالب ہیں۔

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ النِّسَاءِ۔

(۱) سورہ نساء کی آیت "اَلَمْ تَرَ" کی تفسیر۔

اَلثَّانِیَۃُ تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ الْمَائِدَۃِ۔

(۲) سورہ مائدہ کی آیت "قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ" کی تفسیر

اَلثَّالِثَۃُ تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ الْکَھْفِ

(۳) سورہ کہف کی آیت "قَالَ الَّذِیْنَ" کی تفسیر

اَلرَّابِعَۃُ وَھِیَ اَھَمُّھَا مَا مَعْنَی الْاِیْمَانِ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ھَلْ ھُوَ اعْتِقَادُ قَلْبٍ اَوْ ھُوَ مُوَافَقَۃُ اَصْحَابِھَا مَعَ بُغْضِھَا وَمَعْرِفَۃِ بُطْلَانِھَا

(۴) یہ سب سے زیادہ ضروری کہ جبت اور طاغوت پر ایمان لانے کے کیا معنی ہیں؟ کیا دل سے ان پر یقین کرنا ہے، یا بظاہر بت پرستوں کی موافقت کرنا اگرچہ دل میں بغض ہو، اور باطل سمجھے[1]۔

اَلْخَامِسَۃُ قَوْلُھُمْ اِنَّ الْکُفَّارَ الَّذِیْنَ یَعْرِفُوْنَ کُفْرَھُمْ اَھْدٰی سَبِیْلًا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

(۵) اہل کتاب کی یہ بات کہ کھلم کھلا جو لوگ کافر ہیں وہ مسلمانوں سے اچھے اور سیدھی راہ پر ہیں[2]

اَلسَّادِسَۃُ وَھِیَ الْمَقْصُوْدُ بِالتَّرْجَمَۃِ اَنَّ ھٰذَا لَا بُدَّ اَنْ یُّوْجَدَ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ سَعِیْدٍ۔

(۶) یہی اس باب کا لب لباب ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے، جیسا کہ ابو سعید خدری کی حدیث سے ثابت ہوا

(۱) جبت لغت میں گندگی، پلیدی اور راہنہ پیر کے دہودن کو کہتے ہیں، ماسوی اللہ جس کی عبادت کیجائے، حق کے خلاف جس کی بات قبول کی جائے، ساحر کاہن جادوگر رمال جفّار وغیرہ سب جبت ہیں، طاغوت طغیان سے لیا گیا ہے سرکش حد سے بڑھ جانیوالا، ہر وہ لیڈر یا سردار یا حاکم جو باطل پرست ہو شیطان ماسوی اللہ جس کی عبادت کی جائے غیر اللہ کی عبادت یہود و نصاریٰ یا مسلمان کھلم کھلا تو نہیں کرتے، بظاہر ایسے کام کرتے ہیں جو بت پرستوں کے ہیں۔

(۲) بظاہر کافروں کے ساتھ دوستی نہ رکھتے تھے، مگر مسلمانوں کی دشمنی سے کافروں کو مسلمان پر ترجیح دیتے تھے، جیسا کہ آج کل کے بدعتی قبر پرست اور مقلد ضدی موحدین و اہل حدیث کو کہتے ہیں کہ ان سے کافر اچھے ہیں، یا یہ کافروں سے بدتر ہیں یہی نہیں بلکہ جو حنفی مشرب ان کی بدعتوں میں شریک نہ ہو اسے بھی ایسا ہی کہتے ہیں،

اَلسَّابِعَۃُ التَّصْرِیْحُ بِوُقُوْعِھَا اَعْنِیْ عِبَادَۃَ الْاَوْثَانِ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فِیْ جُمُوْعٍ کَثِیْرَۃٍ

(۷) اس بات کی صراحت کہ اس امت کے بہت سے لوگ بت پرستی کریں گے

اَلثَّامِنَۃُ اَلْعَجَبُ الْعُجَابُ خُرُوْجُ مَنْ یَّدَّعِی النُّبُوَّۃَ مِثْلُ الْمُخْتَارِ مَعَ تَکَلُّمِہٖ بِالشَّھَادَتَیْنِ وَتَصْرِیْحِہٖ بِاَنَّہٗ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ، وَاَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ، وَفِیْہِ اَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَمَعَ ھٰذَا یُصَدِّقُ فِیْ ھٰذَا کُلِّہٖ مَعَ التَّضَادِّ الْوَاضِحِ، وَقَدْ خَرَجَ الْمُخْتَارُ فِیْ اٰخِرِ عَصْرِ الصَّحَابَۃِ وَتَبِعَہٗ فِئَامٌ کَثِیْرَۃٌ

(۸) عجیب ترین بات کہ اس امت میں ہی نبوت کے مدعی ہوں گے جیسا کہ مختار تھا[1]، حالانکہ وہ کلمہ شہادت کا اقرار کرتا تھا، اور اپنے آپ کو امت محمدیہ سے سمجھتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو حق مانتا تھا جس میں آپ کا خاتم النبیین ہونا مذکور ہے باوجود تمام باتوں کے جو اکٹھی نہیں ہوسکتیں سب کو مانتا تھا، یہ صحابہ کے آخری زمانہ میں نکلا، اور بہت سی جماعتوں نے اس کی پیروی کی

اَلتَّاسِعَۃُ الْبِشَارَۃُ بِاَنَّ الْحَقَّ لَا یَزُوْلُ بِالْکُلِّیَّۃِ کَمَا زَالَ فِیْمَا مَضٰی بَلْ لَا تَزَالُ عَلَیْہِ طَائِفَۃٌ

(۹) یہ خوشخبری کہ حق امت محمدیہ سے بالکل زائل نہ ہوگا جیسا کہ پہلی امتوں میں ہوا۔ بلکہ ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا،

اَلْعَاشِرَۃُ الْاٰیَۃُ الْعُظْمٰی اَنَّھُمْ مَعَ قِلَّتِھِمْ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ

(۱۰) بڑی نشانی اور پیشین گوئی کہ یہ لوگ باوجود تعداد میں کم ہونے کے غالب رہیں گے، انہیں دوسروں کی مخالفت اور اکیلا چھوڑنا ضرر نہ دے گا۔

اَلْحَادِیَۃَ عَشْرَۃَ اَنَّ ذٰلِکَ الشَّرْطُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ

(۱۱) یہ حالت قیامت تک رہے گی،

---

(۱) مختار بن ابی عبید ثقفی ۶۶ھ ہجری کے بعد کوفہ میں پہلے پہل حضرت حسین کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے نام سے اٹھا، اس کے ساتھ اکثر شیعہ شریک ہو گئے، بہت سی جنگیں کیں، اور کوفہ پر تسلط ہوگیا، پھر آہستہ آہستہ یہ دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی والہام ہوتا ہے، لوگ اس کو بھی تسلیم کرنے لگے، ابن الزبیر نے اپنے بھائی مصعب کو جنگ کے واسطے بھیجا، جنہوں نے اسے قتل کیا، اسی طرح ہندوستان کا مسیح دجال قادیانی بھی جس نے پہلے اسلام کی خدمت کے نام سے عیسائیوں، ہندوؤں سے مناظرہ کیا، جب عام طور پر کچھ اثر ہوا تو وحی والہام کا دعویٰ کیا، اور اپنے آپ کو ظلی نبی بنادیا، کبھی مہدی بتایا، اس قسم کے بیسیوں دجال پہلے گذرے بعض نے مسیح دجال کی طرح اپنے آپ کو عیسیٰ بھی بتایا ہے، اللہ مسلمانوں کو ان کے مکر و دجل سے محفوظ رکھے، آمین!!

اَلثَّانِیَةَ عَشَرَةَ مَا فِیْهِنَّ مِنَ الْاٰیَاتِ الْعَظِیْمَةِ مِنْهَا اِخْبَارُہٗ بِاَنَّ اللّٰهَ زَوٰی لَهُ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِبَ وَاَخْبَرَ بِمَعْنٰی ذٰلِكَ فَوَقَعَ کَمَا اَخْبَرَ بِخِلَافِ الْجُنُوْبِ وَالشِّمَالِ، وَاَخْبَارُہٗ بِاَنَّهُ اُعْطِیَ الْکَنْزَیْنِ وَاِخْبَارُہٗ بِاِجَابَةِ دَعْوَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ فِی الْاِثْنَتَیْنِ وَاِخْبَارُہٗ بِاَنَّهُ مُنِعَ الثَّالِثَةَ وَاِخْبَارُہٗ بِوُقُوْعِ السَّیْفِ وَاَنَّهُ لَا یُرْفَعُ اِذَا وَقَعَ بِظُهُوْرِ الْمُتَنَبِّئِیْنَ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، وَاِخْبَارُہٗ بِبَقَاءِ الطَّائِفَةِ الْمَنْصُوْرَةِ، وَکُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا مِنْ اَبْعَدِ مَا یَکُوْنُ فِی الْعُقُوْلِ

(۱۲) ان باتوں میں جو بڑی نشانیاں ہیں ، جن میں سے ایک آپ کا یہ بتانا کہ اللہ نے میرے لئے مشرق و مغرب کو سمیٹ دیا جو بعینہ ایسا ہی ہوا بخلاف جنوب و شمال کے جس کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور ایک آپ کا یہ بتانا کہ دو خزانے مجھے دیئے گئے ۔ اور آپ کا یہ بتانا کہ امت کے بارہ میں میری دو دعائیں قبول ہوتیں ، اور ایک قبول نہیں ہوئی اور آپ کا یہ بتانا کہ امت میں تلوار چلے گی ، پھر بند نہ ہوگی ۔ اور آپ کا یہ بتانا کہ امت میں جھوٹے نبی ہوں گے ، اور آپ کا یہ بتانا کہ حق کی جماعت قیامت تک باقی رہیگی ۔ یہ سب باتیں جیسا کہ آپ نے بیان فرمایا ، ہوئیں ، حالانکہ ان میں سے ہر ایک بات بظاہر دور از عقل و قیاس نظر آتی ہے ،

اَلثَّالِثَةَ عَشَرَةَ حَصْرُ الْخَوْفِ عَلٰی اُمَّتِهٖ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّیْنَ

(۱۳) امت کو صرف گمراہ کن سرداروں ، علماء ، اور لیڈروں سے خوف ہے کہ یہ بے راہ چلا کر تباہ نہ کریں ،

اَلرَّابِعَةَ عَشَرَةَ التَّنْبِیْهُ عَلٰی مَعْنٰی عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ۔

(۱۴) بت پرستی کے کیا معنی ہیں ؟

بَابُ مَاجَاءَ فِی السِّحْرِ

جادو کے احکام کا باب

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰہُ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ، اور بلا شبہ یہ معلوم کر چکے

مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۲-۱۰۲

کہ جس نے اسے (جادو) حاصل کیا۔ اس کے واسطے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وَقَوْلُهُ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ قَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ، وَالطَّاغُوتُ الشَّيْطَانُ، وَقَالَ جَابِرٌ الطَّوَاغِيتُ كُهَّانٌ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ،

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں، حضرت عمر نے کہا جبت جادو اور طاغوت شیطان ہے، جابر نے کہا طواغیت (جمع طاغوت) کاہن ہیں جن پر شیطان اترتا تھا، اور ہر قبیلہ کا ایک کاہن ہوا کرتا تھا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبٰو، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

ابو ہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سات مہلک باتوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول یہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور کسی جان کو ناحق مارنا، اور سود کا لین دین کرنا، اور یتیم کا مال کھانا اور جنگ کے دن پیٹھ دینا، اور پاکدامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں کو بدنام کرنا،

وَعَنْ جُنْدُبٍ مَرْفُوعًا حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الصَّحِيحُ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ

جندب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جادوگر کی سزا تلوار سے مار دینا ہے، ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ اس کا موقوف ہونا (صحابی کا قول)[1] صحیح ہے۔

وَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدَةَ

صحیح بخاری میں بجالہ بن عبدہ سے بیان ہے

(۱) یعنی آنحضرت کا قول نہیں بلکہ صحابی کا قول ہے، مرفوع وہ حدیث جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو، موقوف وہ جس کی نسبت صحابہ کی طرف ہو۔

قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَسَاحِرَةٍ، قَالَ فَقَتَلْنَا ثَلٰثَ سَوَاحِرَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان لکھا کہ ہر جادوگر مرد و عورت کو قتل کر دو، بجالہ کہتے ہیں ہم نے تین جادوگرنیاں قتل کیں[1]،

وَصَحَّ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَمَرَتْ بِقَتْلِ جَارِيَةٍ لَهَا سَحَرَتْهَا، فَقُتِلَتْ. وَكَذٰلِكَ صَحَّ عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ اَحْمَدُ صَحَّ عَنْ ثَلٰثَةٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات صحت کو پہونچی کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کے قتل کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کیا تھا، پس وہ قتل کر دی گئی، اسی طرح جندب سے بھی جادوگر کا قتل صحیح طریق سے ثابت ہے، امام احمد حنبل نے کہا تین صحابیوں سے یہ مسئلہ صحیح ہوا ہے

※

فیہ مسائل

اس میں (۸) مطالب ہیں

الاولى تفسير اٰية البقرة-

(۱) سورہ بقرہ (وَلَقَدْ عَلِمُوْا) کی تفسیر،

الثانية تفسير اٰية النساء،

(۲) سورہ نساء کی آیت کی تفسیر،

الثالثة تفسير الجبت والطاغوت والفرق بينهما،

(۳) جبت اور طاغوت کی شرح، اور دونوں کا فرق[2]،

الرابعة ان الطاغوت قد يكون من الجن وقد يكون من الانس،

(۴) طاغوت جن و انسان دونوں میں سے ہوتا ہے

الخامسة معرفة السبع الموبقات المخصوصات بالنهي،

(۵) سات مہلک گناہوں کا بیان، جو خاص طور پر ممنوع ہیں،

السادسة ان الساحر يكفر،

(۶) جادوگر کافر ہے،

السابعة انه يقتل ولا يستتاب،

(۷) جادوگر کی سزا قتل ہے، اسکی توبہ قبول نہیں[3]

(۱) شارح کا بیان ہے کہ صحیح بخاری میں جادوگرنیوں کے قتل کا ذکر نہیں ہے، (۲) ان کی مزید شرح کے لئے حاشیہ (۱) صفحہ ۸۳ دیکھو، (۳) یعنی دنیا میں اس کی سزا قتل ہے لہذا قتل کیا جائیگا اگرچہ توبہ کرے، آخرت کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، وہ چاہے معاف کرے،

اَلثَّامِنَۃُ وُجُوْدُ ھٰذَا فِی الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ فَکَیْفَ بَعْدَہٗ؟

(۸) جب جادوگر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں موجود تھے، تو اس کے مابعد کا کیا ذکر؟

بَابُ بَیَانِ شَیْءٍ مِّنْ اَنْوَاعِ السِّحْرِ

جادو کے بعض اقسام کا بیان

قَالَ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ حَیَّانَ بْنِ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ قَبِیْصَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعِیَافَۃَ وَالطَّرْقَ وَالطِّیَرَۃَ مِنَ الْجِبْتِ۔ قَالَ عَوْفٌ اَلْعِیَافَۃُ زَجْرُ الطَّیْرِ وَالطَّرْقُ الْخَطُّ یُخَطُّ بِالْاَرْضِ وَالْجِبْتُ قَالَ الْحَسَنُ رَنَّۃُ الشَّیْطَانِ اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ

امام احمد نے محمد بن جعفر سے روایت کی، وہ عوف سے، وہ حیان بن علے سے وہ قطن بن قبیصہ سے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے، اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو اڑا کر فال لینا، اور خط کھینچنا سحر میں داخل ہے عوف نے کہا، عیافہ پرند کو اڑا کر فال لینا، اور طرق زمین میں لکیر کرنا اور جبت شیطان کی آواز ہے، یہ حسن بصری کا قول ہے، اس کی سند حسن ہے۔

✤

وَلِاَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ وَابْنِ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہِ الْمُسْنَدُ مِنْہُ

ابوداؤد ونسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں کلمہ صرف مرفوع حصہ روایت کیا، (یعنی عیافہ وغیرہ کی تفسیر حذف کر دی)

✤

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ شُعْبَۃً مِنَ النُّجُوْمِ فَقَدْ

ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے نجوم کا کوئی حصہ حاصل کیا، اس نے

اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ
رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ
إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

جادو کا ایک حصہ حاصل کیا جسقدر نجوم زیادہ حاصل کریگا، اسی قدر سحر زیادہ لیگا، ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا،

وَلِلنَّسَائِيِّ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيْهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ

نسائی میں ابوہریرہ سے مروی ہے جس نے کوئی گرہ لگائی، پھر اس پر پھونکا سو اسنے جادو کیا اور جو جادو کرے وہ مشرک ہوا اور جسنے کوئی چیز لٹکائی اس کے سپرد کیا جائے گا،

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا هَلْ أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ هِيَ النَّمِيْمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں عضہ نہ بتاؤں؟ یہ چغلی اور باتوں کو لوگوں میں پھیلانا ہے، مسلم نے روایت کیا،

وَلَهُمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

بخاری اور مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بعض بیان بھی جادو ہوتا ہے[1]

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۶) مطالب ہیں

الْأُوْلَى أَنَّ الْعِيَافَةَ وَالطَّرْقَ وَالطِّيَرَةَ مِنَ الْجِبْتِ

(۱) عیافہ طرق، اور طیرہ جبت میں داخل ہیں،

الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ الْعِيَافَةِ وَالطَّرْقِ

(۲) عیافہ اور طرق کی تشریح۔

الثَّالِثَةُ أَنَّ عِلْمَ النُّجُوْمِ مِنْ نَوْعِ السِّحْرِ

(۳) نجوم جادو میں داخل ہے۔

الرَّابِعَةُ الْعُقَدُ مَعَ النَّفْثِ مِنْ ذٰلِكَ

(۴) گرہ لگا کر پھونکنا اسی میں داخل ہے۔

(۱) فصاحت اور بیان یقیناً بہترین چیز ہے لیکن جو فصاحت حق کو باطل اور غلط کو صحیح کرنے کے لئے یا الحاد و کفر کی حمایت میں استعمال ہو، وہ سحر میں داخل ہے چنانچہ ان من البیان لسحراً کلام موجّہ کہلاتا ہے، اس لئے کہ اسمیں مدح و ذم دونوں پہلو پائے جاتے ہیں

اَلْخَامِسَةُ اَنَّ النَّمِیْمَةَ مِنْ ذٰلِكَ ،
اَلسَّادِسَةُ اَنَّ مِنْ ذٰلِكَ بَعْضَ الْفَصَاحَةِ

(۵) چغلی بھی اسی میں داخل ہے۔
(۶) بعض خوش گوئی اور فصاحت بھی اس میں داخل ہے،

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُهَّانِ وَنَحْوِهِمْ

کاہنوں کا بیان

رَوٰی مسلم فی صحیحہ عن بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهٗ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا

صحیح مسلم میں بعض ازواج مطہرات سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں آپ نے فرمایا، جو شخص کسی کاہن ونجومی کے پاس آکر اس سے کوئی بات دریافت کرے پھر اس کے بیان کی تصدیق کرے۔ تو اس کی چالیس روز کی نماز مقبول نہ ہوگی۔

وعن ابی هُرَیْرَةَ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد،

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی رمال جفار اور کاہن کے پاس آکر کچھ دریافت کرے، اور اس کی تصدیق کرے، تو اس نے قرآن سے کفر کیا، ابوداؤد نے اسے روایت کیا

وللاربعة والحاکم
وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِهِمَا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

ابوداؤد
ترمذی نسائی ابن ماجہ اور حاکم میں ابوہریرہ

مَنْ اَتٰى عَرَّافًا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱)

*

وَلِاَبِي يَعْلٰى بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْلُهٗ مَوْقُوْفًا

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ اَوْ تُطُيِّرَ لَهٗ اَوْ تَكَهَّنَ اَوْ تُكُهِّنَ لَهٗ اَوْ سَحَرَ اَوْ سُحِرَ لَهٗ وَمَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ دُوْنَ قَوْلِهٖ "وَمَنْ اَتٰى" اِلَى اٰخِرِهٖ

قَالَ الْبَغَوِيُّ اَلْعَرَّافُ الَّذِيْ يَدَّعِيْ مَعْرِفَةَ الْاُمُوْرِ بِمُقَدِّمَاتٍ يُسْتَدَلُّ بِهَا

سے مروی ہے (حاکم نے اسے صحیح کہا) آپ نے فرمایا، جو کسی نجومی اور کاہن کے پاس آئے، اور اس کی بات سچی بتائے، تو اسنے قرآن سے کفر کیا،

ابو یعلی نے بسند حسن ابن مسعود سے موقوف روایت کی ہے(۲)

عمران بن حصین سے مرفوعًا مروی ہے آپ نے فرمایا ہم سے وہ شخص نہیں جو فال لے یا اس کے واسطے فال لیجائے، یا کہانت کرے یا اس کے واسطے کہانت کیجائے، یا جادو کرے، یا اس کے واسطے جادو کیا جاوے۔ اور جو کسی کاہن کے پاس آکر اسکی تصدیق کرے۔ وہ قرآن سے کافر ہوگیا، اسے بزار نے بسند حسن روایت کیا، طبرانی نے اوسط میں بسند حسن ابن عباس سے اسے روایت کیا، مگر وَمَنْ اَتٰى سے آخر تک اس میں نہیں ہے۔

بغوی نے کہا، عراف وہ ہے کہ خفیہ باتوں کے علم کا چند قرائن سے دعوےٰ کرے، مثلاً

(۱) اس جگہ نقل میں کچھ غلطی ہوئی ہے، احمد وحاکم کے الفاظ اس طرح ہیں من اتی عرافا وکاھنا الخ، اور ابوداود کے الفاظ من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول اواتی امراۃ الخ فقد برئ بما انزل، منذری نے کہا اسے ترمذی نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا، غالبًا مولف نے کسی تفسیر یا رسالہ سے یہ روایتیں نقل کی ہیں،

(۲) موقوف صحابی کا قول فعل اور مرفوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل ہے۔

عَلَى الْمَسْرُوْقِ وَمَكَانِ الضَّالَّةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

چوری نکالے یا گمی چیز بتائے،

وَقِيْلَ هُوَ الْكَاهِنُ

اور بعض نے کہا کہ عراف کاہن ہے،

وَالْكَاهِنُ هُوَ الَّذِيْ يُخْبِرُ عَنِ الْمُغَيَّبَاتِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ، وَقِيْلَ الَّذِيْ يُخْبِرُ عَمَّا فِي الضَّمِيْرِ

کاہن وہ ہے جو آیندہ آنے والی خفیہ باتوں کو بتائے، اور بعض نے کہا کاہن وہ ہے، جو دل کی بات بتائے،

وَقَالَ أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَرَّافُ اسْمٌ لِلْكَاهِنِ وَالْمُنَجِّمِ وَالرَّمَّالِ وَنَحْوِهِمْ، مِمَّنْ يَتَكَلَّمُ فِي مَعْرِفَةِ الْأُمُوْرِ بِهٰذِهِ الطُّرُقِ (۱)

ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، عراف ایک جامع لفظ ہے جو کاہن نجومی رمال جفار وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے، جو خفیہ باتیں اور تقدیر ان علوم کے ذریعہ بتائے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْمٍ يَكْتُبُوْنَ أَبَا جَادٍ وَيَنْظُرُوْنَ فِي النُّجُوْمِ مَا أَرٰى مَنْ فَعَلَ مِنْ ذٰلِكَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ خَلَاقٍ

ابن عباس نے ان لوگوں کی بابت کہا جو ابجد کا حساب کرتے تھے، اور نجوم سیکھتے تھے کہا میرے نزدیک ایسے کام کرنے والوں کے لئے اللہ کے یہاں کوئی حصہ نہیں ہے،

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۷) مطالب ہیں

الْأُوْلٰى لَا يَجْتَمِعُ تَصْدِيْقُ الْكَاهِنِ مَعَ الْإِيْمَانِ بِالْقُرْآنِ،

(۱) قرآن پر ایمان اور کاہن کی تصدیق دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے،

الثَّانِيَةُ التَّصْرِيْحُ بِأَنَّهُ كُفْرٌ،

(۲) صاف تصریح کہ کاہن وغیرہ کی تصدیق کفر ہے

(۱) عرب میں عراف، کاہن منجم وغیرہ کا بڑا اثر تھا، ان سے اپنی تقدیر دریافت کرتے، معاملات میں رای و مشورہ لیتے نزاع وجدال کے وقت فیصلہ حاصل کرتے، بیماری میں علاج کراتے، یہ تمام شعبے شیطانی اثر کے ماتحت ایک خاص قسم کی طرز گفتگو میں ادا ہوتے تھے، اسلام نے آکر ان سب کو یک لخت باطل و زور ٹھہرایا، کاہن وہ جو خفیہ امور بتائے، منجم جو نجوم کے ذریعہ طالع وغیرہ ملا کر بھلائی برائی بتائے، عراف وہ جو بیماری وفال وغیرہ کے اسباب و عوارض بتائے، ان سب میں کاہن کا لفظ زیادہ عام ہے اسی واسطے کاہن کی برائی اور اس کے کفر کا اعلان کیا گیا،

الثالثۃ ذکر من تکھّن لہٗ

(۳) جس کے واسطے کہانت کی جائے وہ مسلمانوں سے خارج ہے،

الرابعۃ ذکر من تُطیّر لہٗ

(۴) جس کے واسطے فال لی جائے، وہ بھی مسلمانوں سے خارج ہے،

الخامسۃ ذکر من سُحِر لہٗ

(۵) جس کے واسطے جادو کیا جائے وہ بھی اسلام سے خارج ہے،

السادسۃ ذکر من تعلّم ابا جاد

(۶) جو ابجد کے حساب کو نجوم وغیرہ کے لئے استعمال کرے،

السابعۃ ذکر الفرق بین الکاھن و العراف

(۷) کاہن و عراف کے معنی اور اس میں فرق

باب ما جاء فی النشرۃ

جادو اتارنے کا بیان

عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِل عن النشرۃ فقال ھی من عمل الشیطان

جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشرہ (جادو اتارنے) کی بابت فرمایا، یہ شیطان کا کام ہے

رواہ احمد بسند جید و ابو داود سُئل احمد عنھا فقال ابن مسعود یکرہ ھذا کلّہ

احمد اور ابو داود نے بسند صحیح اسے روایت کیا، امام احمد سے اس کی بابت سوال کیا گیا تو وہ بولے ابن مسعود ان سب کو ناپسند کرتے تھے

وفی البخاری عن قتادۃ قلت لابن المسیّب رجل بہ طبّ او یؤخذ عن امرأتہ ایحلّ عنہ او ینشّر ؟

صحیح بخاری میں قتادہ سے ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا ایک شخص پر جادو ہو یا ایسا ٹوٹکا جس سے وہ اپنی عورت کے

قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ اِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ بِهِ الْاِصْلَاحَ، فَاَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ انتهى

وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ قَالَ لَا يَحُلُّ السِّحْرَ اِلَّا سَاحِرٌ

قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ النُّشْرَةُ حَلُّ السِّحْرِ عَنِ الْمَسْحُوْرِ وَهِيَ نَوْعَانِ حَلٌّ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ وَهُوَ الَّذِيْ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَعَلَيْهِ يُحْمَلُ قَوْلُ الْحَسَنِ فَيَتَقَرَّبُ النَّاشِرُ وَالْمُنْتَشِرُ اِلَى الشَّيْطَانِ بِمَا يُحِبُّ فَيُبْطِلُ عَمَلَهُ عَنِ الْمَسْحُوْرِ

وَالثَّانِيْ النُّشْرَةُ بِالرُّقْيَةِ وَالتَّعَوُّذَاتِ وَالْاَدْوِيَةِ وَالدَّعَوَاتِ الْمُبَاحَةِ فَهٰذَا جَائِزٌ

پاس نہیں آسکتا، کیا اس کا حل کیا جائے یا نشرہ کریں، بولے اس میں کوئی حرج نہیں اس سے اصلاح مقصود ہے، جو فائدہ دے اس کی ممانعت نہیں،

حسن بصری کہتے ہیں جادو کو جادوگر ہی اتارتا ہے،

ابن قیم کہتے ہیں نشرہ جادو کا اثر دور کرنا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، ایک جادو بذریعہ جادو اتارنا ہے یہی شیطانی عمل ہے۔ اور اسی پر حسن بصری کا قول محمول ہوگا، سو جادو اتارنے والا اور جادو اتروانے والا، دونوں شیطان کی پسند کے کام کرکے اس کی قربت حاصل کرتے ہیں، وہ اپنا اثر دور کردیتا ہے،

دوسری قسم جادو اتارنے کی منتر استعاذہ دوائیں اور مباح دعائیں ہیں، سو یہ جائز ہے

٭

(۱) سعید بن المسیب کے کلام سے یہ سمجھنا کہ جادو بذریعہ جادو اتار سکتے ہیں، نہایت غلط اور قریب بہ کفر ہے، اس لئے کہ اللہ عزوجل نے جادو اور جادو کے تمام اعمال کفر فرمائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عمل شیطانی فرمایا عمل شیطانی پر اعتقاد رکھنا، اور اس سے فائدہ اٹھانا بدترین کفر اور انتہا درجہ کی حماقت ہے حقیقت یہ ہے کہ سعید بن المسیب نے صرف جائز اور مباح ذرائع کی اجازت دی ہے اور اس کے سوا ان کے کلام کا کوئی اور محل ممکن نہیں بعض جاہلوں نے یہ سمجھ کر کہ سحر کی حالت میں اضطرار کی صورت ہے۔ یا اکراہ کی، یہ اجازت دیدی ہے کہ شرک وسحر کے ذریعہ اسے اتارنا درست ہے، ہم نے پہلے صلا پر اس کا بیان اچھی طرح کردیا ہے، کہ اسے اضطرار اور اکراہ سے کوئی تعلق نہیں، اور یہ شرع کا بیجا استعمال اور محض تلبیس ہے، مگر اس جگہ پھر مکرر توضیح کی جاتی ہے بغور سنیے اضطرار یہ ہے کہ انسان بھوکوں مرتا ہو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ملے تو وہ حرام چیز مردہ وغیرہ استعمال کرکے اپنی زندگی بچائے اس کی اجازت شرعاً ہے، اکراہ یہ ہے کہ انسان کو قتل کی دھمکی دیجائے، اور تلوار وآلہ قتل اس کے روبرو پیش ہو، اس طرح کہ یا کفر وفسق کا کام کر، ورنہ تجھے قتل کردیا جائیگا، ایسی صورت میں بظاہر کفر کرنا مباح ہے بشرطیکہ دل میں اس سے نہایت سخت کراہت ہو، مگر یہ صرف مباح ہے،

باقی صفحہ ۹۵

فیہ مسائل

الاولی النھی عن النشرۃ۔
الثانیۃ الفرق بین المنھی عنہ والمرخص فیہ مما یزیل الاشکال

اس میں (۲) مطالب ہیں

(۱) نشرہ کی ممانعت وحرمت،
(۲) کس قسم کا جادو اتارنا درست اور کس قسم کا حرام ہے، اس کی ایسی تفصیل کہ اشکال دور ہو جائے

بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّطَیُّرِ

بدشگون لینے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
۷-۱۳۱

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، خبردار بلاشبہ ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی، قَالُوْا طَآئِرُکُمْ مَّعَکُمْ اَئِنْ ذُکِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ
۱۹-۳۶

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بولے تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہے، کیا اگر تم نصیحت حاصل کرتے، بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴) اس سے زیادہ اعلیٰ و افضل یہ صورت ہے کہ اپنی جان دیدی اور کفر نہ کرے یہی معنی ہیں لا تشرک باللہ۔ وان قتلت او حرقت (اللہ کے ساتھ ہرگز شرک نہ کر، اگرچہ تجھے مار ڈالیں یا جلا ڈالیں)، نیز انبیاء علیہم السلام کے لئے اکراہ میں بھی حق کہنا عزیمت و فرض تھا، انکو کسی طرح اس کی رخصت نہ تھی، کیونکہ یہ لوگوں کے واسطے مقتدی بنائے گئے تھے، پس سحر کے ذریعہ یا شرکیہ وظائف کے ذریعہ علاج نہ تو اضطرار میں داخل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی"، اور فرمایا کہ حرام چیز شفا نہیں بلکہ اور بیماری ہے" پھر ایک بیماری کے ہزاروں علاج ہوتے ہیں، اس لئے اسمیں اضطرار کہاں؟ نیز خود علاج کوئی فرض و ضروری چیز نہیں، بلکہ محض مباح ہے اور ترک علاج کی فضیلت صحیح احادیث میں وارد ہے، اکراہ بھی نہیں اس لئے کہ یہاں کوئی قتل کی دھمکی بصراحت نہیں، اور سحر کو قابل سمجھنا صریح قرآن کے خلاف ہے جیسا کہ فرمایا فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ۔ سحر سے جب بعض کا عمل کیا جاتا ہے یا تخییل کی صورت پیدا ہوتی ہے، جو حقائق سے دور اور محض نظر بندی ہی نظر بندی ہے، یہ جو عام خیالات ہیں کہ جادو سے طبائع ملٹ دئے جاتے ہیں، انسان کو طوطا و مرغ وغیرہ بنا دیا جاتا ہے، یہ محض خرافات اور بے اصل ہے، پس سحر کے واسطے کفر و سحر کی اجازت کسی طرح نہیں ثابت ہے

(باقی صفحہ ۹۶)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

※

اَخْرَجَاهُ

زَادَ مُسْلِمٌ وَلَا نَوْءَ وَلَا غُوْلَ

وَلَهُمَا عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَیُعْجِبُنِی الْفَالُ، قَالُوْا وَمَا الْفَالُ، قَالَ الْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ

ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی، نہ بدفالی کوئی چیز ہے، نہ اُلّو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے، نہ صفر کچھ ہے

یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

مسلم میں یہ بھی ہے کہ نہ نچھتر، اور نہ بھوت۔

بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا ایک کی بیماری دوسرے کو متعدی نہیں ہوتی، نہ بدفالی کوئی چیز ہے، اور فال مجھے پسند ہے، عرض کیا گیا فال کیا چیز ہے؟ فرمایا عمدہ لفظ جو انسان دوسرے سے سنتا ہے۔[1]

وَلِاَبِی دَاوٗدَ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُکِرَتِ الطِّیَرَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنُهَا الْفَالُ، وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یَکْرَهُ، فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ،

ابوداؤد میں بسند صحیح عقبہ بن عامر سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگون کا ذکر ہوا، آپ نے فرمایا، اس میں بہتر فال ہے، اور یہ مسلمان کو کسی مقصد سے باز نہیں رکھتی، جب کوئی ناپسند بات دیکھے تو کہے اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی

(۱) مثلاً کوئی کام کر رہا ہے۔ اس اثناء میں سہل یا نجح سنا، اور اپنے معاملہ کے آسان ہونے کا خیال کیا، یا کسی معاملہ میں کسی بات پر غور کر رہا ہے، راشد یا ہادی سنا، اور اس سے خیال کیا کہ میرا معاملہ رشد و ہدایت پر انجام پائیگا، یہ محض اتفاقی بات ہے۔ نہ اکراہ ہے، نہ اضطرار، بلکہ

(بقیہ حاشیہ ص۹۵) اس کے ذریعہ شرک و شرکیات کا اخراج و اعزاز ہوتا ہے، اور یہ اعتقاد قائم کیا جاتا ہے کہ شرک سے شرک دور ہوتا ہے، حالانکہ گندگی سے گندگی کیا دور ہوگی، بلکہ توحید سے شرک دور ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنا خاص رحم فرمائے، اور اپنی سیدھی راہ سے کسی کو گمراہ نہ کرے۔ آمین۔

وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ

نہیں لاتا، اور تیرے سوا کوئی برائی دور نہیں کرتا، اور تیری مدد کے بغیر ہمیں نہ بھلائی کی قوت نہ برائی سے باز رہنے کی ہمت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَجَعَلَ اٰخِرَهٗ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

ابن مسعود کہتے ہیں آپ نے فرمایا بدفالی شرک ہے، بدفالی شرک ہے، اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے بشریت سے ایسا وہم نہ گذرتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ توکل سے اس کو دفع کرتا ہے، اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کرکے صحیح کہا، اور آخری جملہ "ومامنا" الخ ابن مسعود کا قول بتایا۔(1)

*

وَلِاَحْمَدَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَمَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهٖ فَقَدْ اَشْرَكَ قَالُوْا فَمَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عمر سے یہ روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جسے بدفالی اپنے کام سے روک دے تو اس نے شرک کیا، بولے اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ فرمایا یہ کہے۔ اے اللہ تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے پرند کے سوا کوئی پرند نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں،

* * *

*

وَلَهٗ مِنْ حَدِيْثِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّمَا الطِّيَرَةُ مَا اَمْضَاكَ اَوْ رَدَّكَ

اور مسند احمد میں فضل بن عباس کی روایت سے یہ ہے کہ بدفالی وہ ہے جو تجھے کسی کام میں لیجائے (یعنی صرف وسوسہ نہیں بلکہ اسپر عمل کرنا اس کا اعتقاد رکھنا گناہ ہے)۔

*

(1) یعنی اتنا حصہ "ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے بشریت سے ایسا وہم نہ گذرتا ہو۔ مگر اللہ توکل سے اُسے رفع کرتا ہے" آپ کا فرمان نہیں، بلکہ ابن مسعود کا قول ہے۔ پس یہ موقوف ہوگا۔

فیہ مسائل	اس میں (۱۱) مطالب ہیں
اَلْاُوْلٰی اَلتَّنْبِیْہُ عَلٰی قَوْلِہٖ اَلَا اِنَّمَا طٰٓئِرُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ مَعَ قَوْلِہٖ طَائِرُکُمْ مَعَکُمْ۔	(۱) یہ بتانا کہ ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے اور یہ آیت بھی تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہی
اَلثَّانِیَۃُ نَفْیُ الْعَدْوٰی۔	(۲) مرض کے متعدی ہونے کا انکار۔
اَلثَّالِثَۃُ نَفْیُ الطِّیَرَۃِ۔	(۳) بدشگونی کا انکار۔
اَلرَّابِعَۃُ نَفْیُ الْھَامَۃِ	(۴) اُلّو سے بدفالی کا انکار۔
اَلْخَامِسَۃُ نَفْیُ الصَّفَرِ	(۵) صفر کا انکار (۱)
اَلسَّادِسَۃُ اَنَّ الْفَالَ لَیْسَ مِنْ ذٰلِکَ بَلْ مُسْتَحَبٌّ	(۶) نیک فال ممنوع نہیں، بلکہ مستحب ہے۔
اَلسَّابِعَۃُ تَفْسِیْرُ الْفَالِ	(۷) فال کی تشریح۔
اَلثَّامِنَۃُ اَنَّ الْوَاقِعَ فِی الْقُلُوْبِ مِنْ ذٰلِکَ مَعَ کَرَاھَتِہٖ لَا یَضُرُّ بَلْ یُذْھِبُہُ اللّٰہُ بِالتَّوَکُّلِ	(۸) دل میں اگر یہ باتیں اتفاقاً بطور وسوسہ آجائیں اور انسان انہیں ناپسند کرے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ توکل سے اسے دفع کرتا ہے۔
اَلتَّاسِعَۃُ ذِکْرُ مَا یَقُوْلُ مَنْ وَّجَدَہٗ	(۹) جس کے دل میں ایسا وسوسہ آئے وہ کیا کہے۔
اَلْعَاشِرَۃُ التَّصْرِیْحُ بِاَنَّ الطِّیَرَۃَ شِرْکٌ	(۱۰) صاف بیان فرمانا کہ بدشگونی شرک ہے۔
اَلْحَادِیَۃَ عَشْرَۃَ تَفْسِیْرُ الطِّیَرَۃِ الْمَذْمُوْمَۃِ	(۱۱) بدشگونی کی تشریح۔

(۱) مولف رحمہ اللہ نے حسب دستور اس باب میں جو قابل تشریح الفاظ آئے ہیں ان کی تشریح نہیں کی۔ اس لئے ہم پہلے تمام باب کا خلاصہ لکھکر پھر مشکل الفاظ کی تشریح کریں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام سے قبل جاہلوں اور بعض فلسفہ وطب کے مدعیوں میں یہ خیال قائم ہوچکا تھا، جو آج تک ملاحدہ و بے دین لوگوں میں رائج ہے کہ بہت سی بیماریاں متعدی ہیں۔ اگر کسی بیمار کے پاس دوسرا بیٹھے، یا اس کے ساتھ کھائے پیئے، یا اس کا جھوٹا پانی پی لے تو وہ بیماری اسے بھی بالضرور لگ جاتی ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی خیال تھا کہ ہر ایک بیماری کا ایک دیوتا، بھوت، پری وغیرہ ہے، اور وہ فلاں فلاں چیز سے ناراض ہوکر مریض کو ہلاک کر دیتا اور فلاں فلاں چیز سے

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْجِيمِ

نجوم کا بیان

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ قَالَ قَتَادَةُ خَلَقَ اللّٰهُ هٰذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ

صحیح بخاری میں قتادہ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تارے تین باتوں کے لئے بنائے ہیں (۱) آسمان کی زینت (۲) شیطانوں کی مار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸) خوش ہوتا ہے۔ اس اعتقاد میں شرک کی بہت سی باتیں ہیں۔ الف۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری کا کوئی دیوتا ہے۔ صریح شرک اور عین وہم پرستی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں (ب) ضرر و نفع میں خدا کے سوا دوسروں کو شریک کرنا، اور بلا کسی معقول حجت و دلیل یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں فلاں بیماری متعدی ہے۔ (ج) یقیناً دنیا عالم اسباب ہے، کھانے سے ہمارا پیٹ بھرتا ہے اور پانی سے پیاس بجھتی ہے، آگ سے بدن جلتا اور برف سے سردی حاصل ہوتی ہے۔ کھلے میدان میں دھوپ لگتی، اور سایہ میں ٹھنڈک پہونچتی ہے۔ شرع نے ظاہری اسباب کی کبھی مخالفت نہیں کی مگر باطنی اعتقاد میں وہ اعتقادات جو صریح توحید کے منافی ہیں، رد کر دیئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ظاہری امور نہیں۔ بہرحال یہ اعتقاد رکھنا توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ توحید یہ ہے کہ باطنی امور میں صرف اللہ تعالیٰ کو مسبب الاسباب سمجھا جائے، نہ کسی اور چیز کو خواہ انسان ہو یا فرشتہ، جن ہو یا کچھ اور، مثلاً پانی سے پیاس بجھتی اور آگ جلاتی ہے مگر کیا یہ طبیعت خود آگ و پانی میں بذات خود حاصل ہے۔ یا اس طبیعت پر کسی کا تصرف ہے جس کے حکم کے بغیر نہ پانی پیاس بجھائے نہ آگ جلائے اس جگہ ملاحدہ و فلاسفہ جو ظاہری امور کے معتقد اور ذات باری تعالیٰ کے منکر ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ طبیعت خود بخود اس چیز میں ہے۔ اس کی کوئی اور علت نہیں، یہ ان کی حماقت اور ظاہر پرستی ہے، واقعہ و حقیقت سراسر اس کے خلاف ہے۔ ہم ہزاروں مرتبہ دیکھتے ہیں کہ آگ نہیں جلاتی، اور پانی سے پیاس نہیں بجھتی، بلکہ اور ترقی کر جاتی ہے۔ اگر اس کی کوئی اور علت نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ طبیعت اپنا اثر نہ کرے، یہ تجربے ہزاروں مرتبہ ہو چکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ پس ظاہری اسباب کا ہم انکار نہیں کرتے مگر ان اسباب کی کوئی باطنی علت بھی ہے یعنی امر الٰہی جس کے ہوتے ہوئے وہ طبیعت اپنا اثر کر سکتی ہے، ورنہ وہ طبیعت اپنے اثر سے محروم رہے گی، یا یوں کہو کہ وہ کیفیت ذاتی نہیں لہٰذا اس سے سلب ہو سکتی ہے ہم طبیعت کے اسی حد تک معتقد ہیں جو ظاہر سے متعلق ہے، باقی حصہ پر شرع کا تصرف قبول کر کے اسے باطنی علت کے متعلق کرتے ہیں۔

انسانی علم کی بنا اولیات، مشاہدات اور استقرار، تجربہ و توہمات پر ہے، ان میں کوئی بھی ہر حیثیت سے قابل اعتماد و لائق اعتقاد نہیں، شرع درحقیقت اصل اصیل اور تمام علوم و فنون کی صحیح کسوٹی ہے اس کے بغیر ایک لمحہ ادھر ادھر ہو جانا کھلی ضلالت و بربادی ہے۔

پس بیماریوں کے متعلق جس قدر صحیح اسباب اطباء نے بیان کئے، اگر شرع کی کسوٹی کے خلاف نہیں ہیں، تو ان پر اعتماد

وَعَلَامَاتٍ یُّھْتَدَیٰ بِھَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِیْھَا غَیْرَ ذٰلِکَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِیْبَہٗ

(۳) سمت و راستہ معلوم کرنے کی علامتیں، سو جس نے ان باتوں کے علاوہ کچھ اور سمجھا خطا کی، اور اپنا آخرت کا حصہ ضائع کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) اور صحیح سمجھے جائیں گے، اگر خلاف شرع ہوں، غلط اور باطل ٹھہریں گے، اس لئے کہ یہ محض ظنیات وتوہمات یا تجربات وغیرہ پر مبنی ہیں، جن کا ہر حال میں صحیح ہونا کسی ذی عقل کے نزدیک معتبر نہیں، بہران بیماریوں کے متعلق جنہیں متعدی کہا جاتا ہے، زیادہ تر وہم وظن کا اثر ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عدویٰ (بیماری کا متعدی ہونا) کوئی چیز نہیں، ایک شخص نے کہا کہ ایک اونٹ کے کھجلی ہوجاتی ہے۔ پھر یہ کسی تندرست اونٹوں میں پہونچ جاتا ہے تو سب کو لگ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا آخر اس پہلے کے کھجلی کس نے لگا ئی؟ طاعون کی بابت اسی واسطے فرمایا کہ جس جگہ ہو وہاں نہ جاؤ، شرع نے جہاں برے اعتقاد کی مخالفت فرمائی وہاں ایسے ذرائع واسباب سے بھی روکدیا ہے جس کی بدولت ایسے اعتقاد پیدا ہونے کا شبہہ ہو، یہ بہترین حکمت اور اعلیٰ ترین اصول تحفظ ہے، اس کا مقصد یہ ہے، کہ آگ ہو یا اور کوئی چیز۔ بلاحکم الٰہی کچھ ایذا نہیں دے سکتی حقیقت یہی ہے، مگر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ایسے امتحان میں مت ڈالو۔ نہ خدا کی قدرت کا امتحان کرو کہ یہ تمہارے منصب سے خارج اور تمہارے فرائض سے الگ ہے۔ امراض کے متعدی ماننے میں شرک کے علاوہ بدترین بداخلاقی کا اظہار بھی ہے، اکثر اوقات اس سے انسان انسان کی ہمدردی سے دور چلا جاتا ہے، جو انسانیت کے خلاف ہے، مثلاً طاعون کے مریض کی تیمارداری نہیں کی جاتی، چیچک والوں سے دور بھاگتے ہیں، عموماً ایسے بیمار اکیلے پڑے پڑے مرجاتے ہیں، اور اپنے رشتہ داروں کی اعانت سے محروم ہوجاتے ہیں، ان تمام خرابیوں کے دیکھتے ہوئے شرع مطہر نے یہ اعلان فرمایا کہ یہ سب اوہام وخرافات ہیں کوئی بیماری کسی دوسرے کو ہرگز نہیں لگتی، نہ متعدی ہونا کوئی قابل اعتماد خیال ہے۔

رہا بدفالی لینا، بھوت سے ڈرنا، نجوم وغیرہ کے اعتقاد پر بارش کا انحصار سمجھنا، اُلو کے متعلق برے یا بھلے اعتقاد رکھنا یہ سب اوہام پرستی اور شرک وجاہلیت کے کام ہیں، واقعہ میں ظن کے سوا اس میں کوئی اصلیت نہیں، پھر شرع کے مقصد کے صریح خلاف ہیں، اس لئے کہ یہ اعتقاد سے متعلق ہیں، بالخصوص بھلائی برائی کے متعلق کسی باطنی چیز کو سبب سمجھنا صاف شرک ہے، خواہ وہ ولی ہو یا قبر نبی ہو یا فرشتہ، جن ہو یا اور کوئی آسمانی وزمین کی چیز، یہ اعتقاد صرف ذات باری تعالیٰ سے مخصوص ہے۔ اور بس، اب ہم مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔

عدویٰ مرض کا متعدی ہونا، ایک بیمار کا اثر دوسرے کو پہنچنا، طِیَرَہ، طیر، طائر کسی چیز سے نحوست لینا بدفالی لینا، بدشگون سمجھنا عموماً عرب لوگ پرندوں کو اڑا کر یا جانوروں کو اپنے مقام سے بھگا کر نیک وبدفال لینے کے عادی تھے اس لئے اس کا نام طیر وطائر وطیرہ رکھا گیا، ایک روایت میں وارد ہے کہ اگر کسی چیز میں نحوست ہے تو ان تین چیزوں میں ہے عورت، گھر، گھوڑا، اس کی بابت علماء میں بیحد اختلاف ہے، مولف کتاب علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے بھی اس کی تشریح طلب کی گئی تھی، انھوں نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ میری سمجھ میں اچھی طرح نہیں آیا، واقعہ یہ ہے کہ یہ مشکل مسئلہ ہے۔ آخری رائے یہ ہے کہ اگر ان چیزوں میں کسی قسم کا خیال کرے گا تو گرفت نہ ہوگی، گویا شرع نے عام خیال کی اس طرح تجدید کردی ہے۔ مگر کیا درحقیقت ان چیزوں میں کوئی شومی ہے، یہ الگ بات ہے۔

وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ انْتَهَى

اور اس چیز کا تکلف کیا جس کا اسے علم نہیں، بخاری کی عبارت ختم ہوئی،

وَكَرِهَ قَتَادَةُ تَعَلُّمَ مَنَازِلِ الْقَمَرِ وَلَمْ يُرَخِّصِ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ ذَكَرَهُ حَرْبٌ عَنْهُمَا، وَرَخَّصَ فِي تَعَلُّمِ الْمَنَازِلِ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ

قتادہ نے چاند کی منزلوں کا سیکھنا مکروہ بتایا، ابن عیینہ نے بھی اس کی اجازت نہ دی، حرب نے یہ دونوں روایتیں بیان کیں ہیں، امام احمد اور اسحٰق نے منازل کے سیکھنے کی اجازت دی (۱)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ، وَقَاطِعُ الرَّحِمِ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ،

ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص جنت میں نہ جائیں گے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا، (۲) جادو کی تصدیق کرنے والا (۳) رشتہ قطع کرنیوالا احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا،

(۱) فن نجوم جو غیب دانی اور نجوم کے اثرات بتاتا ہے وہ سراپا غلط اور اس کا سیکھنا حرام ہے مگر منازل قمر اور تاروں کے طلوع و غروب و مقامات کو جاننا جائز بلکہ بعض وقت ضروری ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸) هَامَةَ ـ الّو ـ اس کے دو معنی ہیں، ایک یہ جو عام لوگ رات کو الّو کے بولنے پر بُرے بُرے اعتقاد رکھتے، اور جس جگہ بولے اسے ویران ہونیوالا بتاتے ہیں، یا اور اسی قسم کے خیالات جو الّو کی بابت مشہور ہیں، دوم وہ جو عرب زمانہ جاہلیت میں خیال کرتے تھے کہ جب کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپری میں سے ایک الّو نکلکر پکارتا ہے ـ اسقونی اسقونی (مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ) جب بدلہ لے لیا جاتا وہ چپ ہو جاتا تھا، بدلہ لینے کا عقیدہ باطل ٹھہرایا گیا، جو حقیقی الفت و اخوت کے خلاف اور جس سے آئے دن اتحاد کو نقصان پہونچنے کا خوف و خطرہ تھا،

صَفَر کے بھی دو معنی ہیں، ایک پیٹ کا کیڑا جس کی بابت مشہور ہے کہ یہ جس کے پیٹ میں ہو۔ اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا، دوسرے جاہلیت میں بجائے محرم صفر کو مہینہ حرام مقرر کر کے محرم کو حلال کر لیا کرتے تھے تاکہ مسلسل تین مہینے تک ان پر حرام مہینے نہ رہیں، کیونکہ جنگ و غارت کے بغیر ان کی گذر مشکل تھی، اسلام نے اسے باطل قرار دیا، فال، کوئی عمدہ لفظ سنکر خوش ہونا یہ ایک انسانی فطرت ہے اس کو بھلائی میں مستحسن اور برائی کو حرام قرار دیا مگر عام جاہلوں اور بعض مدعیان علم میں عام طور پر جو دیوان حافظ قرآن مجید وغیرہ سے فال لینے کا چرچا ہے۔ وہ قطعاً حرام اور کہانت میں داخل ہے اسلام میں ایسا طریقہ کوئی نہیں ہے جس سے علم غیب حاصل ہو سکے یا آئندہ کے واقعات پر کوئی فیصلہ کیا جائے، بارش کے متعلق نچھتر سے فیصلہ کرنا یا یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں ستارہ نے بارش دی عرب جاہلیت اور کفار کا قدیم دستور تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید فرما کر اعلان کیا کہ یہ شرک ہے اس قسم کے جتنی امور اسلام کے سراسر خلاف اور کفریات ہیں

فِيهِ مَسَائِلُ

الاُولىٰ الحِكمَةُ فِي خَلقِ النُّجُومِ
الثَّانِيَةُ الرَّدُّ عَلَى مَن زَعَمَ غَيرَ ذٰلِكَ
الثَّالِثَةُ ذِكرُ الخِلَافِ فِي تَعَلُّمِ المَنَازِلِ
الرَّابِعَةُ الوَعِيدُ فِيمَن صَدَّقَ بِشَيءٍ مِنَ السِّحرِ وَلَو عَرَفَ اَنَّهُ بَاطِلٌ

اس میں (۴) مطالب ہیں،

(۱) تاروں کے بنانے میں کیا حکمت ہے؟
(۲) جو اس کے سوا سمجھے اور اس کا رد۔
(۳) چاند کے منازل سیکھنے کی بابت علماء کا اختلاف
(۴) اس کی بابت سخت سزا جو کسی قسم کے جادو کی تصدیق کرے۔ اگرچہ اسے باطل ہی

بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِستِسقَاءِ بِالاَنوَاءِ

تاروں کے اثر (نچھتر) سے بارش کا اعتقاد کرنا،

وَقَولُ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَتَجعَلُونَ رِزقَكُم اَنَّكُم تُكَذِّبُونَ۔ ۵۶-۸۲

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تم اپنا شکریہ کرتے ہو کہ جھٹلانے ہو۔

وَعَن اَبِي مَالِكٍ الاَشعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَربَعٌ فِي اُمَّتِي مِن اَمرِ الجَاهِلِيَّةِ لَا يَترُكُونَهُنَّ الفَخرُ بِالاَحسَابِ وَالطَّعنُ فِي الاَنسَابِ، وَالاِستِسقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ، وَقَالَ النَّائِحَةُ اِذَا لَم تَتُب قَبلَ مَوتِهَا تُقَامُ يَومَ القِيَامَةِ وَعَلَيهَا سِربَالٌ مِن قَطِرَانٍ وَدِرعٌ مِن جَرَبٍ رَوَاهُ مُسلِمٌ

ابو مالک اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں چار جاہلیت کی باتیں ایسی ہیں کہ انہیں نہ چھوڑیں گے (۱) اپنے حسب و نسب پر فخر کرنا (۲) دوسرے کے نسب پر طعنہ کرنا (۳) تاروں سے بارش کا اعتقاد رکھنا۔ (۴) مردوں پر نوحہ کرنا، پھر فرمایا جو عورت نوحہ کرے اور موت سے پہلے توبہ نہ کرے، تو اسے روز قیامت تارکول کا کرتہ اور خارش کی کرتی پہنائی

وَلَهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى أَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ،

جائے گی، (مسلم)

بخاری و مسلم میں زید بن خالد جہنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (صبح) کی نماز حدیبیہ میں ایسی رات پڑھائی جس میں بارش ہوئی تھی جب آپ نے سلام پھیرا، تو لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ بولے اللہ و رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج صبح میرے بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر، پس جو بولا، کہ ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی، وہ مجھ پر ایمان لایا۔ اور تاروں سے کافر ہوا، اور جس نے کہا ہمیں فلاں فلاں پچھتر سے بارش ہوئی، وہ مجھ سے کافر ہوا، اور تاروں پر ایمان لایا،

وَلَهُمَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَعْنَاهُ وَفِيهِ قَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَاتِ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ (۷۵) وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ (۷۶) إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ (۷۷) فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ (۷۸) لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (۷۹) تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۸۰) أَفَبِهٰذَا

بخاری و مسلم نے ابن عباس سے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور اس میں ہے بعض کہتے ہیں فلاں فلاں پچھتر سچ ہوا پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں، سو ہرگز نہیں، میں تاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں، بیشک یہ بڑی قسم ہے۔ اگر تم سمجھو، بلاشبہ یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ دفتر میں، جسے صرف پاک فرشتے

الْحَدِيثَ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ (۸۱) وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ (۸۲)

چھو سکتے ہیں، سارے جہان کے پروردگار نے اتارا، کیا اس بات سے تم سستی کرتے ہو، اور اپنا شکریہ کرتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

۵۶

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۰) مطالب ہیں۔

الْأُولَى تَفْسِيرُ آيَةِ الْوَاقِعَةِ،

(۱) سورہ واقعہ کی آیتوں کی تفسیر۔

الثَّانِيَةُ ذِكْرُ الْأَرْبَعِ الَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ۔

(۲) جاہلیت کی چار باتوں کا بیان۔

الثَّالِثَةُ ذِكْرُ الْكُفْرِ فِي بَعْضِهَا

(۳) کفر بھی ان باتوں میں ہے۔

الرَّابِعَةُ أَنَّ مِنَ الْكُفْرِ مَا لَا يُخْرِجُ عَنِ الْمِلَّةِ

(۴) بعض کفر (عملی)، اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے (۱)

الْخَامِسَةُ قَوْلُهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِسَبَبِ نُزُولِ الرَّحْمَةِ۔

(۵) یہ فرمانا کہ میرے بعض بندے آج صبح اس رحمت کے اترنے سے مجھ سے کافر ہو گئے، اور بعضے مومن،

السَّادِسَةُ التَّفَطُّنُ لِلْإِيمَانِ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ

(۶) اس جگہ جو ایمان فرمایا اسے اچھی طرح سمجھنا چاہیئے،

السَّابِعَةُ التَّفَطُّنُ لِلْكُفْرِ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ

(۷) اس جگہ جو کفر ہے، اسے بھی سمجھنا چاہیئے،

الثَّامِنَةُ التَّفَطُّنُ لِقَوْلِهِ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا

(۸) اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ "فلاں فلاں پچھتر سچ ہوا" اس کے کیا معنی ہیں،

التَّاسِعَةُ إِخْرَاجُ الْعَالِمِ لِلتَّعْلِيمِ

(۹) عالم کا کسی مسئلہ کو تعلیم کیلئے سوال وجواب

---

(۱) کفر اصلی جحود وعناد ہے یعنی اللہ ورسول کی باتوں کو نہ ماننا، ان میں دل کی تسلی نہ ہونا باقی آپس میں جنگ نماز نہ پڑھنا وغیرہ کفر کے اعمال ہیں، گویا کفر اعتقادی وعملی دو قسم کا ہوا، اعتقادی اصلی کفر ہے، عملی کفر کی وجہ سے انسان کافر نہیں ہو جاتا۔

المسألة: بِالاستفهام عنها لقوله: أتدرون ماذا قال ربكم؟
العاشرة: وعيد النائحة.

کی صورت میں پیش کرنا، کیونکہ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو، اللہ نے کیا فرمایا؟
(۱۰) نوحہ کرنیوالی کی سزا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالیٰ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ۔ ۱۶۵-۲

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے سوا ایسے شریک بناتے ہیں جن سے اللہ کی سی محبت کیا کرتے ہیں

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالیٰ: قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ ۲۴-۹

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، کہدے اگر تمہارے باپ دادا اور بیٹے بیٹیاں اور بھائی بہن اور خاوند بیوی، اور تمہارا کنبہ، اور تمہارا وہ مال جسے تم نے کمایا، اور تمہاری وہ سوداگری جس کے نقصان کا خوف کرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، یہ سب زیادہ محبوب ہوں اللہ و رسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے، سو انتظار کرو۔ یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے

اور اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں کرتا،

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اَخْرَجَاہُ

انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی اولاد اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے، بخاری وسلم نے اسے روایت کیا،

وَلَھُمَا عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ، وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَجِدُ اَحَدٌ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی اِلٰی اٰخِرِہٖ

اور بخاری وسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں ان کی بدولت وہ ایمان کا مزہ پائے گا، (۱) اللہ و رسول کو سب سے زیادہ اپنے دل میں محبوب سمجھے (۲) کسی شخص سے محض اللہ کے لئے محبت کرے (۳) کفر میں جانا اسقدر ناپسند کرے جس طرح کہ آگ میں گرنا ناپسند کرتا ہے، ایک روایت میں اس طرح ہے کہ کسی کو ایمان کا مزہ نہیں ملتا جب تک کہ یہ تینوں باتیں نہ ہوں، آخر تک۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مَنْ اَحَبَّ فِی اللّٰہِ وَوَالٰی فِی اللّٰہِ وَعَادٰی فِی اللّٰہِ فَاِنَّمَا تُنَالُ وِلَایَۃُ اللّٰہِ بِذٰلِکَ وَلَنْ یَّجِدَ عَبْدٌ طَعْمَ الْاِیْمَانِ وَاِنْ کَثُرَتْ صَلَاتُہٗ وَصَوْمُہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ کَذٰلِکَ وَقَدْ صَارَتْ عَامَّۃُ مُؤَاخَاۃِ النَّاسِ عَلٰی اَمْرِ الدُّنْیَا وَذٰلِکَ لَا یُجْدِیْ

ابن عباس نے کہا جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اور اسی کے لئے دوستی قائم کی، اسی کے بارہ میں عداوت کی، تو اللہ کی دوستی صرف اسی سے حاصل ہوتی ہے، ہرگز کوئی بندہ ایمان کا مزہ نہیں پاتا، اگرچہ بکثرت نماز پڑھے اور بہت سے روزے رکھے جب تک کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اس میں نہ ہو، آج

عَلٰی اَهْلِهٖ شَيْئًا۔ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۲-۱۶۶ قَالَ الْمَوَدَّةُ

⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂

⁂

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْبَقَرَةِ۔

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ بَرَاءَةَ۔

اَلثَّالِثَةُ وُجُوْبُ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّفْسِ وَالْاَهْلِ وَالْمَالِ

اَلرَّابِعَةُ نَفْيُ الْاِيْمَانِ لَا يَدُلُّ عَلَى الْخُرُوْجِ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

اَلْخَامِسَةُ اَنَّ لِلْاِيْمَانِ حَلَاوَةً قَدْ يَجِدُهَا الْاِنْسَانُ وَقَدْ لَا يَجِدُهَا

اَلسَّادِسَةُ اَعْمَالُ الْقَلْبِ الْاَرْبَعُ الَّتِيْ لَا تُنَالُ وِلَايَةُ اللّٰهِ اِلَّا بِهَا وَلَا يَجِدُ

عام لوگوں کی محبت صرف دنیاوی معاملات پر موقوف ہے، یہ اللہ کے یہاں کچھ بھی نفع نہیں دیگی، ابن جریر نے اسے روایت کیا، ابن عباس نے اس آیت "اور کٹ جائیں گے ان کے تمام سلسلے" کی یہ تفسیر کی ہے، کہ اسباب کے معنی دوستی اور تعلقات ہیں۔

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) سورہ بقرہ کی تفسیر۔

(۲) آیہ براءۃ کی تفسیر۔

(۳) آپ کی محبت کا فرض ہونا، اور اس کا اپنی جان اپنی اولاد اور مال سے بڑھکر ہونا

(۴) یہ فرمانا کہ ایمان نہیں لاتا، اس نفی کر انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا (۱)

(۵) ایمان کی حلاوت ہے، جسے کبھی انسان پاتا ہے اور کبھی نہیں پاتا۔

(۶) دل کے چاروں کام (حب فی اللہ، بغض فی اللہ، موالاۃ، معاداۃ) جن کے

(۱) اس جگہ مؤلف کا عام حکم صحیح نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ جب کسی شخص کے دل میں اللہ و رسول کی سچی محبت سب سے زیادہ نہ ہو تو اس کا ایمان ہی نہیں ہے، رہا ظاہرا اسلام میں رہنا یہ دوسری بات ہے، منافق بھی بظاہر مسلمان کہلاتے تھے، اور ان پر اسلام کے احکام جاری ہوا کرتے تھے، مگر درحقیقت مسلمان نہ تھے، پس جو شخص اللہ و رسول کی سچی محبت میں ڈوبا ہوا نہ ہو، وہ قطعاً مسلمان نہیں ہے یہ اسلام و ایمان سے خارج محض نام کا مسلمان ہے، حضرت عمر سے آپ کی گفتگو اسی بات کو ظاہر کرتی ہے۔ ہاں اسے شخص کو نصیحت دیجائے گی اور اسے چاہیئے کہ سوچ سمجھ کر جلد توبہ کرے، ورنہ یقین کہو کہ ایسا جھوٹا اسلام اللہ کے نزدیک بیکار ہے اور اس کے عمل برباد ہیں نعوذ باللہ من ذلک

اَحَدٌ طَعْمَ الْاِیْمَانِ اِلَّا بِهَا

اَلسَّابِعَةُ فَهْمُ الصَّحَابِیِّ لِلْوَاقِعِ اِنَّ عَامَّةَ الْمُؤَاخَاةِ عَلٰی اَمْرِ الدُّنْیَا

اَلثَّامِنَةُ تَفْسِیْرُ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ

اَلتَّاسِعَةُ اَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مَنْ یُّحِبُّ اللّٰهَ حُبًّا شَدِیْدًا۔

اَلْعَاشِرَةُ الْوَعِیْدُ عَلٰی مَنْ کَانَ الثَّمَانِیَةُ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ دِیْنِهٖ

اَلْحَادِیَةَ عَشْرَةَ اَنَّ مَنِ اتَّخَذَ نِدًّا تُسَاوِیْ مَحَبَّتُهٗ مَحَبَّةَ اللّٰهِ فَهُوَ الشِّرْکُ الْاَکْبَرُ۔

بغیر اللہ کی محبت و نصرت نہیں ملتی ، اور نہ کسی کو ایمان کا مزہ ان کے بغیر مل سکتا ہے۔

(۷) صحابی کا حقیقت حال کو سمجھنا کہ اب عموماً دنیاوی معاملات میں محبت ہوتی ہے۔

(۸) آیۃ وتقطعت بہم الاسباب کی تفسیر۔

(۹) بعض مشرکین بھی اللہ کی بہت محبت رکھتے ہیں۔

(۱۰) جس کے نزدیک یہ آٹھ چیزیں[1] اپنے دین سے زیادہ محبوب ہوں اسکی سزا۔

(۱۱) جس نے کسی غیر اللہ کی ایسی محبت کی جو اللہ کی محبت کے برابر ہو تو یہی شرک اکبر ہے[2]

(۱) باپ بیٹے وغیرہ۔

(۲) حب فی اللہ اور بغض فی اللہ، موالاۃ فی اللہ اور معاداۃ فی اللہ وہ اہم ترین اسلامی جز ہیں جن کے نہ ہونے سے اسلام و ایمان تو فنا ہوتا ہی ہے۔ مگر دنیاوی عزت وجاہ ملک و سلطنت بھی فنا ہو جاتی ہے، اللہ و رسول کی سچی محبت کے معنی ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت، رسم و رواج، خاندانی فیصلہ، اپنی خواہش کسی وقت بھی شرع کے فیصلہ پر مقدم نہ ہو۔ ہمیشہ شرع کو سب سے بالاتر اور سب پر فوق رکھا جائے، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری بات پر مطلق توجہ نہ کی جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہی چیز رب و الٰہ بن گئی، خواہ کوئی سلطنت ہو، یا امام و عالم، ولی و قطب ہو یا فقیر و جوگی باپ بیٹا ہو یا اور کچھ، محبت کی شناخت کیونکر ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ محبوب کی عادات اطوار، چال چلن، طرز و ادا، پیاری معلوم ہوں، اس کے طریقے کو بلا چون و چرا تسلیم کرے، اس کے فرمان میں حیلہ و حجت نہ کرے، اس کے حکم کے سامنے کسی غیر کے حکم کو نہ سنے، آج ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے گریبان میں نظر ڈال کر دیکھے کہ وہ اللہ و رسول کی کسقدر محبت رکھتا ہے۔ اور غیر اللہ کی محبت میں کسقدر غرق و فنا ہو رہا ہے اس محبت صادقہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رشتہ ناتہ چھوڑ کر اللہ والوں سے خالص محبت اور اللہ کے دشمنوں سے خالص عداوت ہوگی، یہ ایک اعلیٰ قسم کی کسوٹی ہے، آؤ ہم سب اس پر اپنے ایمان و اسلام کی جانچ کریں۔ اگر صحیح نہیں ہے تو آئندہ اصلاح کرکے صحیح کر لیں۔ ورنہ اسلام کے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ اللہ نیک توفیق دے۔ آمین

بَابُ قَوْلِ اللہِ تَعَالیٰ

باب ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان میں

إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

بلاشبہ یہ شیطان ہے جو اپنے ماننے والوں کو ڈراتا ہے، سو تم ان سے نہ ڈرو۔ اور مجھ ہی سے ڈرو، اگر ایمان رکھتے ہو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالیٰ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللہِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللہَ فَعَسٰى أُولٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ۔ ۱۸-۹

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلاشبہ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لائیں۔ اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں، اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں پس امید ہو کہ یہ لوگ ہدایت پائیں۔

❊

وَقَوْلُهُ تَعَالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللہِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللہِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللہِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللہُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ۔

۱۰-۲۹

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور لوگوں میں ایسے ہیں کہ کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لاتے، سو جب انہیں اللہ کے بارے میں ایذا پہونچی ہو تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی اللہ کی فتح ملے تو کہتے ہیں بیشک ہم تمہارے ساتھ تھے، کیا اللہ لوگوں کے دلوں کی باتیں نہیں جانتا؟

❊ ❊ ❊

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللہُ

ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ

عَنْهُ مَرْفُوْعًا إِنَّ مِنْ ضُعْفِ الْيَقِيْنِ أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَأَنْ تَحْمَدَهُمْ عَلٰى رِزْقِ اللّٰهِ وَأَنْ تَذُمَّهُمْ عَلٰى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ، إِنَّ رِزْقَ اللّٰهِ لَا يَجُرُّهُ حِرْصُ حَرِيْصٍ، وَلَا يَرُدُّهُ كَرَاهِيَةُ كَارِهٍ

علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی کمزوری یہ ہے کہ تو اللہ کو ناراض کرکے لوگوں کو خوش کرے، اور یہ کہ اللہ کے رزق پر لوگوں کی تعریف کرے، اور ان کی اس بات پر برائی کرے جو اللہ نے تجھے نہ دی، اللہ کے رزق کو حریص کا حرص نہیں لاتا، نہ ناپسند کرنیوالیکی ناپسندیدگی اسے پھیر دیتی ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضٰى عَنْهُ النَّاسَ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ، رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ۔

بی عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کو خوش کرنا چاہے۔ اگرچہ لوگ ناراض ہوں اللہ اس سے راضی ہوگا، اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کریگا، اور جو لوگوں کی خوشی چاہے اللہ کو ناراض کرکے تو اللہ اسپر ناراض ہوگا۔ اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کریگا، اسے ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۸) مطالب ہیں

الْأُوْلٰى تَفْسِيْرُ آيَةِ آلِ عِمْرَانَ

(۱) آیہ آل عمران کی تفسیر

الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ آيَةِ بَرَاءَةٍ

(۲) آیہ برارۃ کی تفسیر

الثَّالِثَةُ تَفْسِيْرُ آيَةِ الْعَنْكَبُوْتِ

(۳) آیۃ عنکبوت کی تفسیر

الرَّابِعَةُ أَنَّ الْيَقِيْنَ يَضْعُفُ وَيَقْوٰى

(۴) ایمان ویقین میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

الْخَامِسَةُ عَلَامَةُ ضُعْفِهٖ وَمِنْ ذٰلِكَ هٰذِهِ الثَّلٰثُ

(۵) ایمان کے ضعف کی نشانی، اور یہ تینوں باتیں اسی میں سے ہیں (۱)۔

اَلسَّادِسَۃُ اَنَّ اِخْلَاصَ الْخَوْفِ لِلّٰہِ مِنَ الْفَرَائِضِ

(۶) اللہ کا خالص خوف رکھنا فرض ہے۔

اَلسَّابِعَۃُ ذِکْرُ ثَوَابِ مَنْ فَعَلَہٗ

(۷) جو یہ کام کرے اس کی فضیلت کا بیان

اَلثَّامِنَۃُ ذِکْرُ عِقَابِ مَنْ تَرَکَہٗ

(۸) جو ایسا نہ کرے اس کی سزا کا بیان،

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان کہ

وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْآ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

صرف اللہ پر بھروسہ کرو۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو،

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی، وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ۳-۶۵

اور فرمایا، اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ بس ہے،

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ قَالَھَا اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَقَالَھَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالُوْا لَہٗ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا ۳-۱۷۳-
رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ

ابن عباس نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل، (ہمیں اللہ بس ہے اور وہی بہتر کارساز ہے) ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں آتے وقت کہا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہا جبکہ لوگوں نے (اُحد کے بعد) آپ سے کہا بیشک دشمن تمہارے لئے فوجیں جمع کر رہے ہیں، ان سے ڈرو، پس اس سے ان کا ایمان بڑھا، اسے بخاری اور نسائی نے روایت کیا۔

⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘

⁘ ⁘ ⁘

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۶) مطالب ہیں

الْأُولَى أَنَّ التَّوَكُّلَ مِنَ الْفَرَائِضِ

(۱) توکل فرض ہے۔

الثَّانِيَةُ أَنَّهُ مِنْ شُرُوطِ الْإِيمَانِ۔

(۲) توکل ایمان کے لئے ضروری ہے

الثَّالِثَةُ تَفْسِيرُ آيَةِ الْأَنْفَالِ

(۳) آیہ سورۂ انفال کی تفسیر۔

الرَّابِعَةُ تَفْسِيرُ الْآيَةِ فِي آخِرِهَا۔

(۴) سورۂ انفال کے آخر کی آیۃ کی تفسیر

الْخَامِسَةُ تَفْسِيرُ آيَةِ الطَّلَاقِ۔

(۵) آیۃ سورہ طلاق کی تفسیر۔

السَّادِسَةُ عِظَمُ شَأْنِ هَذِهِ الْكَلِمَةِ أَنَّهَا قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّدَائِدِ

(۶) حسبنا اللہ ونعم الوکیل کی فضیلت اور کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کے وقت کہا تھا

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ

پس کیا وہ اللہ کے مکر سے بےخوف ہو گئے؟ اللہ کے مکر سے بجز ٹوٹا پانے والوں کے کوئی بےخوف نہیں ہوتا۔ ۷-۹۹

وَقَوْلُهُ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ۔ ۱۵-۵۶

اور کون اپنے رب کی رحمت سے نا امید ہو سکتا ہے بجز گمراہوں کے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے گناہوں

سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، وَالْاَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ۔

(کبائر کی بابت سوال ہوا، آپ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا، اور اللہ کے مکر سے بےخوف ہونا،

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَالْاَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ، وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ابن مسعود کہتے ہیں کہ سب سے بڑا گناہ اللہ کیساتھ شرک کرنا ہے، اور اللہ کے مکر سے بےخوف ہونا، اور اللہ کی رحمت و کرم سے ناامید ہونا اسے عبدالرزاق نے روایت کیا،

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْاَعْرَافِ۔
اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْحِجْرِ۔
اَلثَّالِثَةُ شِدَّةُ الْوَعِيْدِ فِيْمَنْ اَمِنَ مَكْرَ اللّٰهِ۔
اَلرَّابِعَةُ شِدَّةُ الْوَعِيْدِ فِي الْقُنُوْطِ۔

(۱) آیہ سورہ اعراف کی تفسیر
(۲) آیہ سورہ حجر کی تفسیر
(۳) جو خدا کے عذاب و مکر سے بےخوف ہو اس کی سزا۔
(۵) خدا کی رحمت سے ناامید ہونے والے کی سزا

بَابٌ مِنَ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ الصَّبْرُ عَلٰى قَدَرِ اللّٰهِ

اس بات کا باب کہ اللہ پر سچے ایمان لانے میں سے اسکی تقدیر پر صبر کرنا بھی ہے

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى - وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ - ۱۱-۶۴

اور اللہ کا فرمان، اور جو اللہ پر ایمان لائیگا وہ اس کے دل کو ہدایت کریگا(۱)

(۱) یہ حاشیہ صفحہ ۱۱ پر دیکھو

قَالَ عَلْقَمَةُ هُوَ الرَّجُلُ تُصِيبُهُ الْمُصِيبَةُ فَيَعْلَمُ أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللهِ فَيَرْضَى وَيُسَلِّمُ

علقمہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جسے کوئی مصیبت پہونچے، پس وہ یہ سمجھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس لئے اسپر خوش ہو اور تسلیم کرے۔

⁂

وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ، الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں میں دو باتیں کفر کی ہیں، ایک حسب و نسب پر طعنہ زنی کرنا، دوسری میت پر نوحہ کرنا،

وَلَهُمَا عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

بخاری و مسلم میں ابن مسعود سے ہے کہ آپ نے فرمایا، ہم میں سے نہیں جو گال پہ مارے، اور گریبان پھاڑے۔ اور جاہلیت کی آواز پکارے[1]،

⁂

وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ بِالْعُقُوبَةِ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللهَ

انس کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ اپنے بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے واسطے دنیا ہی میں سزا کی جلدی کرتا ہے۔ اور جب کسی بندے سے برائی چاہتا ہے تو اسکے گناہ کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ روز قیامت اسکا بدلہ دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بڑا صلہ بڑی مصیبت کے عوض ہوتا ہے، اور بیشک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳)

(۱) پوری آیت اس طرح ہے مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ. وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کوئی مصیبت بھی بجز اللہ کے حکم کے نہیں پہونچتی اور جو اللہ پر ایمان لائیگا وہ اس کے دل کو ہدایت کریگا۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اس کے معنی صاف ہیں کہ بغیر حکم الہٰی کسی کو کوئی مصیبت نہیں پہونچتی۔

(۱) جاہلیت کی دو آوازیں ہیں، ایک میت پر نوحہ واویلا کرنا اور اس کے ناموں کو لیکر اس کے کاموں کا اظہار کرنا کہ یہ ایسا ویسا تھا۔ دوسری جاہلیت کی پکار جنگ و عصبیت کے وقت ہوا کرتی تھی کہ ہر قبیلہ اپنے باپ دادا کے نام پر لوگوں کو بلاتا تھا آج کل دونوں باتیں موجود ہیں، میت پر نوحہ بھی کرتے ہیں، اور نا نداتی عصبیت کو بھی از سر نو زندہ کر رہے ہیں۔ کوئی قریشی بنا ہوا ہے کوئی اپنی صنعت والوں کی حمایت پر کھڑا ہوا ہے جیسے مؤمنین کی جماعت، کوئی پنجابی قوم کے واسطے کام کرتا ہے کوئی کسی ملک کے نام سے تعصب پھیلا رہا ہے حالانکہ اسلام ان سب سے بالاتر ہے۔

تعالیٰ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِیُّ

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے ان کی جانچ بھی کرتا ہے، پس جو خوش ہو اس کے واسطے خوشی ہے، اور جو ناراض ہو اس کے واسطے ناراضگی، اسے ترمذی نے حسن کہا۔

❁ ❁ ❁
❁

فِیْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۹) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَةِ التَّغَابُنِ۔
(۱) آیہ سورہ تغابن کی تفسیر۔

اَلثَّانِیَةُ اَنَّ هٰذَا مِنَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ
(۲) ہر قسم کی تقدیر پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل ہے۔

اَلثَّالِثَةُ الطَّعْنُ فِی النَّسَبِ
(۳) حسب نسب پر طعنہ کرنا کفر کا کام ہے

اَلرَّابِعَةُ شِدَّةُ الْوَعِیْدِ فِیْمَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ
(۴) اس شخص کی سخت سزا جو گال پیٹے، گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کی پکار پکارے

اَلْخَامِسَةُ عَلَامَةُ اِرَادَةِ اللّٰهِ بِعَبْدِهِ الْخَیْرَ۔
(۵) اللہ کے اپنے بندے سے بھلائی کے ارادہ کی پہچان۔

اَلسَّادِسَةُ اِرَادَةُ اللّٰهِ بِهِ الشَّرَّ
(۶) اللہ کے اپنے بندے سے برائی کے ارادہ کی پہچان۔

اَلسَّابِعَةُ عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ لِلْعَبْدِ
(۷) اللہ کی اپنے بندوں سے محبت کی علامت

اَلثَّامِنَةُ تَحْرِیْمُ السَّخَطِ
(۸) اللہ کی تقدیر پر ناراض ہونا حرام ہے۔

اَلتَّاسِعَةُ ثَوَابُ الرِّضٰی بِالْبَلَاءِ
(۹) مصیبت پر راضی ہونے کا ثواب۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الرِّیَاءِ

ریار کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا

-۱۸-۱۱۰

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہدے کہ میں تم جیسا ہی ایک آدمی ہوں، میری طرف یہ وحی ہوتی ہو کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی سو جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ مَعِیَ فِیْہِ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ابوہریرہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شرکت والوں میں زیادہ بے پرواہ ہوں شرک سے، جو کوئی ایسا کام کرے جس میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کرے۔ تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں، مسلم نے روایت کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ مَرْفُوْعًا اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ قَالُوْا بَلٰی، قَالَ اَلشِّرْکُ الْخَفِیُّ یَقُوْمُ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلٰوتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ، رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھ تم پر مسیح دجال سے زیادہ ہو؟ بولے ہاں، فرمایا شرک خفی، اس طرح کہ ایک شخص نماز کے لئے کھڑا ہو پھر اپنی نماز کو محض کسی آدمی کے دیکھنے کے لیے عمدہ پڑھے۔ احمد نے روایت کیا۔

فیہ مسائل

الاولیٰ تفسیر آیۃ الکھف۔

الثانیۃ الامر العظیم فی رد العمل الصالح اذا دخلہ شیٔ لغیر اللہ

الثالثۃ ذکر السبب الموجب لذلک وھو کمال الغنیٰ

الرابعۃ ان من الاسباب انہ خیر الشرکاء

الخامسۃ خوف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحابہ من الریاء

السادسۃ انہ فسر ذلک ان المرء یصلی للہ لکن یزینھا لما یری من نظر رجل

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) آیۂ کہف کی تفسیر۔

(۲) یہ عظیم الشان فیصلہ کہ جس کام میں اللہ کے ساتھ دوسرا شریک کیا جائے وہ مردود ہے

(۳) اسکے مردود ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز سے بالکل مستغنی ہے،

(۴) ایک سبب یہ ہے کہ وہ تمام شریکوں میں بہتر و برتر ہے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ پر ریا سے خوف کرنا،

(۶) ریا کی تفسیر آپ نے اس طرح فرمائی کہ کوئی اللہ کے لئے نماز پڑھے مگر کسی کے دکھانے کے واسطے اسے خشوع سے ادا کرے۔

باب من الشرك ارادة الانسان بعمله الدنيا

اس بات کا بیان کہ شرک میں سے یہ ہے کہ کوئی اپنے عمل سے محض دنیا طلب کرے

وقولہ تعالیٰ من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون ۔۱۵۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان جو کوئی صرف دنیا کی زندگی اور اسی کی زیب و زینت چاہے ہم ایسوں کو ان کے عمل کا نتیجہ دنیا میں دیدیتے

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ١٦-١١

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ. تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيلَةِ. إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ

ہیں۔ ان کے سب اس میں کچھ کمی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے واسطے آخرت میں بجز آگ کے کچھ نہیں اور ان کے دنیا کے سب کام دنیا ہی میں برباد اور تلف کر دیئے جاتے ہیں۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اشرفی کا بندہ بدبخت ہو۔ روپیہ کا بندہ بھی بدبخت ہے۔ اور کمبل کا بندہ بھی بدبخت ہے اگر اسے دیا جائے تو خوش ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ یہ بدبخت ہوا اور ٹھوکر کھائے اور جب اسے کانٹا لگے تو نہ نکالا جائے، خوشخبری ہو اس بندہ کو کہ اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے پراگندہ سر خاک آلود قدم، اگر پہرہ پر ہے تو پہرے پر ہے اور اگر فوج کے پیچھے ہے تو پیچھے ہی ہے۔ اگر رخصت چاہے تو اسے رخصت نہ ملے اور اگر سفارش کرے تو قبول نہ ہو۔

فیہ مسائل

الأولى: إرادة الإنسان الدنيا بعمل الآخرة

الثانية: تفسير آية هود

اس باب میں مسائل ہیں

(۱) انسان کا آخرت کے کام سے دنیا کی نیت کرنا۔

(۲) آیہ ہود کی تفسیر

اَلثَّالِثَۃُ تَسْمِیَۃُ الْاِنْسَانِ الْمُسْلِمِ عَبْدَ الدِّیْنَارِ وَالدِّرْھَمِ وَالْخَمِیْصَۃِ۔

(۳) مسلمانوں کو اشرفی، روپیہ اور کپڑے کا بندہ بتانا

اَلرَّابِعَۃُ تَفْسِیْرُ ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطَ سَخِطَ

(۴) اس کی تشریح اس طرح کہ اگر اسے دیا جائے تو خوش ہو، ورنہ ناراض ہو جائے۔

اَلْخَامِسَۃُ قَوْلُہٗ تَعِسَ وَانْتَکَسَ

(۵) اس کے واسطے بددعا کرنا کہ بدبخت ہو اور ٹھوکر کھاتے،

اَلسَّادِسَۃُ قَوْلُہٗ وَاِذَا شِیْکَ فَلَا انْتُقِشَ

(۶) یہ فرمانا کہ جب اس کا نٹا لگے تو نہ نکالا جائے۔

اَلسَّابِعَۃُ الثَّنَاءُ عَلَی الْمُجَاھِدِ الْمَوْصُوْفِ بِتِلْکَ الصِّفَاتِ

(۷) مجاہد مذکور کی تعریف جس کا بیان آپنے فرمایا۔

بَابُ مَنْ اَطَاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْاُمَرَاءَ فِیْ تَحْرِیْمِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ اَوْ تَحْلِیْلِ مَا حَرَّمَ فَقَدِ اتَّخَذَھُمْ اَرْبَابًا

اس بات کا بیان کہ جس نے علماء اور حاکموں کی اطاعت حلال کے حرام کرنے یا حرام کے حلال کرنے میں کی سو اس نے انکو رب بنا دیا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یُوْشِکُ اَنْ تَنْزِلَ عَلَیْکُمْ حِجَارَۃٌ مِّنَ السَّمَاءِ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ

ابن عباس نے کہا قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں، میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور تم کہتے ہو ابوبکر و عمر نے کہا۔

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الْاِسْنَادَ وَصِحَّتَهٗ يَذْهَبُوْنَ اِلٰى رَأْيِ سُفْيَانَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

۲۴-۶۳

احمد حنبل نے کہا میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو حدیث کی سند اور صحت معلوم کرنے کے بعد سفیان ثوری کی رائے پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سو ڈریں وہ لوگ کہ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہونچے"

اَتَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ اَلْفِتْنَةُ الشِّرْكُ لَعَلَّهٗ اِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهٖ اَنْ يَّقَعَ فِيْ قَلْبِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الزَّيْغِ فَيَهْلِكَ

تجھے معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے، فتنہ شرک ہے، شاید امام احمد کا مقصد یہ ہو۔ کہ جب کوئی حضرت کی حدیث رد کرے اس کے دل میں کچھ کجی پڑ جائے، پس وہ ہلاک ہو جائے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔۳۱-۹۔ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ قَالَ اَلَيْسَ يُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهٗ وَيُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتُحِلُّوْنَهٗ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ، رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ

عدی بن حاتم کہتے ہیں میں آنحضرت کے پاس آیا، آپ سورہ برارۃ کی یہ آیت پڑھ رہے تھے "ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں اور پیروں کو رب بنایا، اللہ کے سوا اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں صرف ایک معبود کی عبادت کا حکم ہوا تھا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ان کے ہر قسم کے شرک سے پاک ہے" میں بولا "ہمنے ان کی عبادت نہیں کی" آپ نے فرمایا، کیا وہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام نہیں کرتے جسے تم بھی حرام سمجھتے ہو۔ اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال نہیں کرتے جسے تم حلال سمجھتے ہو؟ میں نے کہا

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

⁂

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِيْرُ اٰيَةِ النُّوْرِ۔

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ بَرَاءَةَ۔

اَلثَّالِثَةُ اَلتَّنْبِيْهُ عَلٰی مَعْنَی الْعِبَادَةِ الَّتِیْ اَنْكَرَهَا عَدِیٌّ

اَلرَّابِعَةُ تَمْثِيْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَمْثِيْلُ اَحْمَدَ بِسُفْيَانَ۔

اَلْخَامِسَةُ تَغَيُّرُ الْاَحْوَالِ اِلٰی هٰذِهِ الْغَايَةِ صَارَ عِبَادَةُ الرُّهْبَانِ هِیَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ وَتُسَمّٰی الْوِلَايَةَ، وَعِبَادَةُ الْاَحْبَارِ هِیَ الْعِلْمُ وَالْفِقْهُ، ثُمَّ تَغَيَّرَتِ الْاَحْوَالُ اِلٰی اَنْ عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَيْسَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ، وَعُبِدَ بِالْمَعْنَی الثَّانِیْ مَنْ هُوَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ

ہاں، فرمایا یہی ان کی عبادت ہے، احمد نے روایت کیا اور ترمذی نے بھی اسے روایت کیا اور حسن کہا

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) آیہ نور کی تفسیر۔

(۲) آیہ براءۃ کی تفسیر۔

(۳) عبادت کے معنی کا بیان جس کا عدی نے انکار کیا۔

(۴) ابن عباس کا ابو بکر و عمر کا نام لیکر کہنا، اور احمد بن حنبل کا سفیان ثوری کا نام لینا۔

(۵) دنیا کی حالت اس درجہ بدل گئی کہ پیروں کی عبادت تمام کاموں میں افضل شمار ہونے لگی، اور اسی کو "ولایت" کہتے ہیں، اور علماء کی عبادت کا نام علم و فقہ رکھا گیا، پھر حالت اس درجہ بدلی، کہ بدکاروں کی عبادت کیجاتی ہے جو پیر بنے ہوئے ہیں، اور جاہلوں کی عبادت کیجاتی ہے جو مولوی کہلاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں "کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں

أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى
الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ
وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا
بَعِيدًا (٦٠) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى
مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ
الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا
(٦١) فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ
بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ
يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا
وَتَوْفِيقًا (٦٢) أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ
مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ
وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا (٦٣)
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (٦٤)
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ
بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ ٦٥-٤

کہ وہ اس چیز پر ایمان لائے جو تجھ پر اور تجھ سے
پہلے اتاری گئی" چاہتے ہیں کہ طاغوت
کے پاس فیصلہ لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا
گیا کہ اس سے کفر کریں، اور شیطان یہ
چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال
دے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ
کی کتاب اور اس کے رسول کی طرف، تو تو دیکھتا
ہے ان منافقوں کو کہ تجھ سے دور بھاگتے
ہیں پس کیسا ہوگا جبکہ انہیں کوئی مصیبت ان
کے عمل کی بدولت پہونچے، پھر وہ تیرے پاس
پہونچیں، اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمنے
تو صرف بھلائی اور آشتی وصلح کا قصد کیا تھا،
یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی باتوں کو
خوب جانتا ہے پس ان سے درگزر کر، اور
نصیحت کر، اور انہیں دل میں اثر کرنیوالی بات
بتا، اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا، مگر صرف اس لئے
کہ اس کی اطاعت کیجائے اللہ کے حکم سے
اور اگر یہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے
پاس آکر اللہ سے معافی مانگتے، اور رسول بھی
ان کے واسطے معافی کی دعا کرتے تو بالضرور
اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پاتے پس ہرگز
نہیں تیرے رب کی قسم ہے ہرگز یہ ایمان نہ
لائیں گے، یہانتک کہ تجھے حاکم نہ مانیں اس بات میں

❊ ❊ ❊ ❊
❊ ❊
❊

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ ۲-۱۱

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا۔ ۷-۸۵

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ ۵-۵۰

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ، قَالَ النَّوَوِيُّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِىْ كِتَابِ الْحُجَّةِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَرَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ خُصُوْمَةٌ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ نَتَحَاكَمُ اِلٰى مُحَمَّدٍ عَرَفَ اَنَّهُ لَا يَاْخُذُ الرِّشْوَةَ، وَقَالَ الْمُنَافِقُ نَتَحَاكَمُ اِلَى الْيَهُوْدِ لِعِلْمِهٖ اَنَّهُمْ يَاْخُذُوْنَ الرِّشْوَةَ، فَاتَّفَقَا اَنْ يَّاْتِيَا كَاهِنًا فِىْ جُهَيْنَةَ

کہ آپس میں اختلاف کریں، پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کچھ خلش نہ پائیں، اور اچھی طرح سے اسے قبول کریں۔

اور فرمایا، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو۔ کہتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں،

اور فرمایا، اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔

اور فرمایا، کیا جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور اللہ سے بہتر کون فیصلہ دے سکتا ہو یقین والوں کے لئے،

عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کی خواہش میرے احکام کے تابع نہ ہو، نووی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ہم نے اسے کتاب الحجۃ میں بسند صحیح روایت کیا ہے،

شعبی کہتے ہیں ایک منافق اور ایک یہودی میں کچھ جھگڑا ہوا، یہودی بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلو وہ جانتا تھا کہ آپ رشوت نہیں لیتے، منافق نے کہا یہود کے پاس چلو کیونکہ یہ رشوت لیا کرتے تھے پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ جہینہ

فَبَيْنَمَا كَمَا إِنَّهُ غَزَلَتْ ، أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ الْآيَتَ الخ

وَقِيلَ نَزَلَتْ فِي رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا فَقَالَ أَحَدُهُمَا نَتَرَافَعُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ إِلَى كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ ، ثُمَّ تَرَافَعَا إِلَى عُمَرَ ، فَذَكَرَ لَهُ أَحَدُهُمَا الْقِصَّةَ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يَرْضَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَذَالِكَ ؟ قَالَ نَعَمْ ، فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ

کے کاہن سے اپنے مقدمہ کا فیصلہ لیں ، پس یہ آیۃ نازل ہوئی ، اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ الخ بعض نے کہا دو آدمیوں میں کچھ خصومت تھی ، ایک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو ، دوسرا بولا کعب بن اشرف یہودی کے پاس چلو پھر دونوں حضرت عمر کے پاس آئے ، ایک نے پورا قصہ بتا دیا ، حضرت نے اس شخص سے دریافت کیا جو آنحضرت کے پاس جانا نہ چاہتا تھا ، کہ کیا ایسا واقعہ ہے ؟ اُس نے اقرار کیا ، حضرت عمر نے ایک تلوار مار کر اسکی گردن اڑا دی ،

⁂ ⁂ ⁂

فِیْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَةِ النِّسَاءِ وَمَا فِیْهَا مِنَ الْاِعَانَةِ عَلٰی فَهْمِ الطَّاغُوْتِ

اَلثَّانِیَةُ تَفْسِیْرُ اٰیَةِ الْبَقَرَةِ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ الْاٰیَةَ

اَلثَّالِثَةُ تَفْسِیْرُ اٰیَةِ الْاَعْرَافِ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

اَلرَّابِعَةُ تَفْسِیْرُ اَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ۔

اَلْخَامِسَةُ مَا قَالَ الشَّعْبِیُّ فِی سَبَبِ

اس میں (۸) مطالب ہیں ،

(۱) آیہ سورہ نساء کی تفسیر اور طاغوت کے معنے سمجھنے میں اس کی جو مدد پہونچتی ہے ،

(۲) آیہ سورہ بقرہ کی تفسیر۔

(۳) آیہ سورہ اعراف کی تفسیر۔

(۴) آیہ سورہ مائدہ افحکم الجاہلیۃ کی تفسیر

(۵) عامر شعبی تابعی نے جو آیہ نساء کا شان

نُزُولِ الْاٰیَۃِ الْاُوْلٰی
اَلسَّادِسَۃُ تَفْسِیْرُ الْاِیْمَانِ الصَّادِقِ وَالْکَاذِبِ
اَلسَّابِعَۃُ قِصَّۃُ عُمَرَ مَعَ الْمُنَافِقِ
اَلثَّامِنَۃُ کَوْنُ الْاِیْمَانِ لَا یَحْصُلُ لِاَحَدٍ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا جَاءَ بِہِ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نزول بیان کیا،
(۶) سچے اور جھوٹے ایمان کی تشریح۔
(۷) حضرت عمر کا منافق سے جو واقعہ ہوا۔
(۸) کسی کو ایمان نہیں حاصل ہوتا، جب تک کہ اس کی خواہش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے تابع نہ ہو جائے،

بَابُ مَنْ جَحَدَ شَیْئًا مِنَ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ

اس شخص کا حکم جو اللہ کے نام یا صفات کا انکار کرے

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی. وَھُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ. ۱۳-۳۰

اور اللہ کا فرمان اور وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں، تو کہدے وہ میرا رب ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں، مگر وہی، اسی پر میں نے بھروسہ کیا، اور اسی سے میں توبہ کرتا ہوں۔

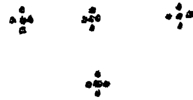
وَفِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ قَالَ عَلِیٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔

صحیح بخاری میں حضرت علی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں لوگوں کو وہ باتیں سناؤ جنہیں وہ پہچانیں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ و رسول کو جھٹلائیں؟

وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا انْتَفَضَ لَمَّا سَمِعَ حَدِیْثًا

عبد الرزاق نے بواسطہ معمر ابن طاؤس سے روایت کی کہ وہ اپنے باپ طاؤس کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کرتا ہے، انہوں نے

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصِّفَاتِ اِسْتِنْكَارًا لِذٰلِكَ فَقَالَ مَا فَرَقُ هٰؤُلَاءِ يَجِدُوْنَ رِقَّةً عِنْدَ مُحْكَمِهٖ وَيَهْلِكُوْنَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهٖ اِنْتَهٰى، وَلَمَّا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الرَّحْمٰنَ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ۔



اَلْاُوْلٰى عَدَمُ الْاِيْمَانِ بِجَحْدِ شَيْءٍ مِّنَ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ۔

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الرَّعْدِ۔

اَلثَّالِثَةُ تَرْكُ الْحَدِيْثِ بِمَا لَمْ يَفْهَمِ السَّامِعُ

اَلرَّابِعَةُ ذِكْرُ الْعِلَّةِ اَنَّهٗ يُفْضِيْ اِلٰى تَكْذِيْبِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَلَوْ لَمْ يَتَعَمَّدِ الْمُنْكِرُ

اَلْخَامِسَةُ كَلَامُ ابْنِ عَبَّاسٍ لِمَنِ اسْتَنْكَرَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَهٗ۔



ایک شخص کو دیکھا کہ اسے کپکپی آگئی جب اس نے صفات باری تعالیٰ میں آنحضرت کی کوئی حدیث سنی، گویا اس نے انکار کیا، ابن عباس بولے ان کا ڈر عجیب ہے محکم آیتوں پر رقت ہوتی ہے، اور متشابہ پر ہلاک ہوتے ہیں۔ عبدالرزاق کا کلام ختم ہوا، اور جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمان کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس کا انکار کیا، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت آیت نازل فرمائی، "وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں"

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) اللہ کے کسی نام وصفت کے انکار سے ایمان نہیں رہتا،

(۲) آیہ رعد کی تفسیر،

(۳) سننے والے کی عقل کے مطابق گفتگو کرنی چاہیے،

(۴) اس کی یہ وجہ بیان کرنی کہ اللہ و رسول کو جھٹلایا جاتا ہے، اگرچہ قصداً نہ ہو۔

(۵) ابن عباس کا قول اس شخص کی بابت جس نے بعض صفات کا انکار کیا، اور کہ یہ اس کی ہلاکت کا باعث ہوا،

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُوْنَ ۱۶-۸۲

وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہوئے انکار کرتے ہیں اور اکثر انہیں سے کافر ہیں

قَالَ مُجَاهِدٌ مَا مَعْنَاهُ هُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ هٰذَا مَالِيْ وَرِثْتُهٗ عَنْ اٰبَائِيْ، وَقَالَ عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُوْنَ لَوْلَا فُلَانٌ لَمْ يَكُنْ كَذَا، قَالَ ابْنُ قُتَيْبَةَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا بِشَفَاعَةِ اٰلِهَتِنَا۔

مجاہد نے کہا، یہ انسان کا یہ کہنا کہ میرا مال ہے اپنے باپ سے ورثہ میں پایا، عون بن عبد اللہ کہتے ہیں یہ اس طرح کہ کہتے ہیں اگر فلاں نہ ہوتا تو یہ کام نہ ہوتا، ابن قتیبہ نے کہا کہتے ہیں یہ ہمارے معبودوں کی سفارش کا نتیجہ ہے

*

وَقَالَ اَبُو الْعَبَّاسِ بَعْدَ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الَّذِيْ فِيْهِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ الْحَدِيْثَ

وَقَدْ تَقَدَّمَ وَهٰذَا كَثِيْرٌ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ يَذُمُّ سُبْحَانَهٗ مَنْ يُضِيْفُ اِنْعَامَهٗ اِلٰى غَيْرِهٖ وَيُشْرِكُ بِهٖ، قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ هُوَ كَقَوْلِهِمْ كَانَتِ الرِّيْحُ طَيِّبَةً وَالْمَلَّاحُ حَاذِقًا وَنَحْوُ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ جَارٍ عَلٰى اَلْسِنَةِ

ابو العباس ابن تیمیہ نے زید بن خالد جہنی کی اس حدیث کے بعد جس میں اللہ تعالے کا یہ فرمان ہے کہ آج صبح میرے بندوں میں سے بہت سے مؤمن اور کافر ہو گئے" یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے[1] اس طرح کہا "ایسا حکم کتاب وسنت میں بہت ہے، اللہ تعالے ان لوگوں کی برائی کرتا ہے جو اس کے انعام ورحمت کی کسی دوسرے کی طرف نسبت کرتے ہیں، اور اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، بعض سلف کا قول ہے اس کی مثال یہ ہے

(۱) اس حدیث کو صفحہ ۱۰۱ پر دیکھیے

كَثِيرٍ۔

٭٭٭ ٭٭٭ ٭٭٭
٭٭٭

که کوئی کہے ہوا خوب تھی، اور ملاح چالاک تھا اور مثل اس کے جو عام طور پر زبانوں پر رائج ہے

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيرُ مَعْرِفَةِ النِّعْمَةِ وَاِنْكَارِهَا

(۱) نعمت کے پہچاننے اور اس کے انکار کا بیان۔

اَلثَّانِيَةُ مَعْرِفَةُ اَنَّ هٰذَا جَارٍ عَلَى الْاَلْسِنَةِ كَثِيرٍ۔

(۲) یہ بھی جاننا چاہئے کہ اکثر لوگوں کی زبان پر ایسا جاری ہے،

اَلثَّالِثَةُ تَسْمِيَةُ الْكَلَامِ اِنْكَارًا لِلنِّعْمَةِ۔

(۳) اس قسم کے کلام کو نعمت کا انکار فرمایا

اَلرَّابِعَةُ اجْتِمَاعُ الضِّدَّيْنِ فِي الْقَلْبِ

(۴) دل میں ضدین کا جمع ہونا،[1]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان:۔

فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۲۲-۷

پس تم اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ، حالانکہ تم جانتے ہو،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْاٰيَةِ اَلْاَنْدَادُ هُوَ الشِّرْكُ اَخْفٰى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ عَلٰى صَفَاةٍ سَوْدَاءَ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ

ابن عباس نے کہا انداد کا شرک اسقدر پوشیدہ ہے جیسے کوئی سیاہ چیونٹی سیاہ پتھر پر اندھیری رات میں چلے،

(۱) اس طرح کہ ایمان بھی ہو اور کفر بھی، حالانکہ ان کا جمع ہونا محال ہو

وَهُوَ اَنْ تَقُوْلَ وَاللّٰهِ وَحَيَاتِكَ يَا فُلَانَةُ وَحَيَاتِيْ، وَتَقُوْلُ لَوْلَا كُلَيْبَةُ هٰذَا لَاَتَانَا اللُّصُوْصُ، وَلَوْلَا الْبَطُّ فِي الدَّارِ لَاَتَى اللُّصُوْصُ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ لَا تَجْعَلْ فِيْهَا فُلَانًا هٰذَا كُلُّهٗ بِهٖ شِرْكٌ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ۔

یہ اس طرح ہے کہ تو کہے اللہ کی قسم، تیری جان کی قسم اے فلانی میری جان کی قسم اور اس طرح کہ کہے اگر اس کی کتیا نہ ہوتی تو ہمارے یہاں چور آ جاتے، اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی، تو چور آ جاتے، اور اس طرح کہ آدمی کسی سے کہے جو اللہ چاہے اور تم چاہو، اور اس طرح کہ اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا، اس میں فلاں کو نہ ملا، یہ سب اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے، ابن ابی حاتم نے اسے روایت کیا،

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ

حضرت عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر یا شرک[1] کیا، اسے ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا، اور حاکم نے صحیح کہا،

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَاَنْ اَحْلِفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَحْلِفَ بِغَيْرِهٖ صَادِقًا۔

ابن مسعود نے کہا اگر میں اللہ کی جھوٹی قسم کھاؤں اس سے بہتر ہے کہ غیر اللہ کی سچی قسم کھاؤں[2]

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

حذیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے اس طرح نہ بولو۔ اگر بولنا ہو تو یہ بولو جو اللہ چاہے

(۱) یہ راوی کا شک ہے۔ (۲) اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کی جھوٹی قسم گناہ نہیں، صحابی یہ بتانا چاہتے ہیں، کہ ہر حال میں غیر اللہ کی قسم بہت بڑا گناہ ہے خواہ سچی بات پر ہی کھائی جائے،

ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رَوَاهُ اَبُو دَاوٗدَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ

پھر جو فلاں چاہے اسے ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا،

وَجَاءَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّهُ يَكْرَهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِكَ، وَيُجَوِّزُ اَنْ يَقُوْلَ بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ وَقَالَ وَيَقُوْلُ لَوْلَا اللّٰهُ ثُمَّ فُلَانٌ وَلَا تَقُوْلُوْا لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ

ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری" نہ کہو، یوں درست ہے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر تیری، اسی طرح وہ کہتے ہیں یہ کہو اگر اللہ نہ ہوتا، پھر فلاں شخص نہ ہوتا، (تو ایسا ہو جاتا) اور یہ نہ کہو کہ اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا"[1]

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں۔

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْبَقَرَةِ فِي الْاَنْدَادِ

(۱) انداد کی تفسیر جو آیہ بقرہ میں ہے،

اَلثَّانِيَةُ اَنَّ الصَّحَابَةَ يُفَسِّرُوْنَ الْاٰيَةَ فِي الشِّرْكِ الْاَكْبَرِ اَنَّهَا تَعُمُّ الْاَكْبَرَ

(۲) صحابہ شرک اکبر کی آیتوں کی اس طرح تفسیر کرتے تھے کہ وہ شرک اصغر کو بھی شامل ہوتی ہیں

اَلثَّالِثَةُ اَنَّ الْحَلِفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ شِرْكٌ

(۳) غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے،

اَلرَّابِعَةُ اَنَّهُ اِذَا حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ صَادِقًا فَهُوَ اَكْبَرُ مِنَ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ۔

(۴) غیر اللہ کی سچی قسم بھی اللہ کے نام کی جھوٹی قسم سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

اَلْخَامِسَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ الْوَاوِ وَثُمَّ فِي اللَّفْظِ۔

(۵) وَ (اور) اور ثُمَّ (پھر) کے فرق کا لحاظ

(۱) اس میں گفتگو کے آداب اور مراتب کے لحاظ کی تعلیم دی گئی ہے، نیز شرک کے راستوں کو بند کرنا بھی مقصود ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَّمْ يَقْنَعْ بِالْحَلِفِ بِاللّٰهِ

اس شخص کا حکم جو اللہ کی قسم پر کفایت نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ، وَمَنْ حُلِفَ لَهٗ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَّمْ يَرْضَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے باپ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ[1] جو اللہ کی قسم کھائے وہ سچ بولے، اور جس کے واسطے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے راضی ہونا چاہئے اور جو راضی نہ ہو تو وہ اللہ والوں سے نہیں، ابن ماجہ نے حسن سند سے روایت کیا

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۳) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى اَلنَّهْيُ عَنِ الْحَلِفِ بِالْاٰبَاءِ

اَلثَّانِيَةُ اَلْاَمْرُ لِلْمَحْلُوْفِ لَهٗ بِاللّٰهِ اَنْ يَّرْضٰى۔

اَلثَّالِثَةُ وَعِيْدُ مَنْ لَّمْ يَرْضَ۔

(۱) باپ دادا کی قسم حرام ہے،

(۲) جس کے واسطے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے راضی ہونا چاہئے،

(۳) جو اللہ کے نام کی قسم پر قناعت نہ کرے، اس کی سزا،

(۱) باپ دادا یا غیر اللہ کے نام کی خواہ ولی یا نبی ہو قسم کھانا شرعاً حرام ہے، صحیح بخاری وغیرہ میں ہے آپ نے حضرت عمر کو ایک مرتبہ اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا، تو بلند آواز سے فرمایا" اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کہا حضرت عمر نے اس روز سے کبھی خود ایسی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی ایسی قسم نقل کی، اللہ اکبر! احکام شرعیہ کی یہ عظمت تھی کہ ممنوع چیز کسی طریقہ سے زبان پر جاری نہ ہو کہاں آج کل کے مسلمان کہ وقت بیوقت ہر ایک جائز وناجائز عمل کرتے ہیں، اور مقولہ مشہور "نقل کفر کفر نباشد" کے لحاظ سے بیدھڑک دوسروں کے برے الفاظ نقل کر دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے عمل کا محاسبہ کرنے اور حساب سے ڈرتے

بَابُ قَوْلِ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ

اس کا بیان کہ "جو اللہ چاہے اور تو چاہے" کیسا ہے

عَنْ قُتَيْلَةَ اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، وَتَقُوْلُوْنَ وَالْكَعْبَةِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يَّحْلِفُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَاَنْ يَّقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهٗ

قتیلہ کہتی ہیں، ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بولا "تم لوگ شرک کرتے ہو اس طرح کہ کہتے ہو جو اللہ چاہے اور تو چاہے، اور کہتے ہو کعبہ کی قسم، پس آپ نے صحابہ کو حکم دیا، کہ جب قسم کھانا چاہو تو (کعبہ کی قسم کی جگہ) رب کعبہ کی قسم کھایا کرو، اور جو اللہ چاہے پھر تو چاہے کہا کرو، اسے نسائی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔

※

وَلَهٗ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ فَقَالَ اَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا؟ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

نسائی میں ابن عباس سے ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "جو اللہ چاہے اور تم چاہو" آپ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنایا؟ اس طرح کہا کرو جو اکیلا اللہ چاہے،

※

وَلِابْنِ مَاجَةَ عَنِ الطُّفَيْلِ اَخِيْ عَائِشَةَ لِاُمِّهَا قَالَ رَاَيْتُ كَاَنِّيْ اَتَيْتُ عَلٰى نَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ قُلْتُ اِنَّكُمْ لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ، قَالُوْا وَاَنْتُمْ

ابن ماجہ میں بی عائشہ کے ماں جائی بھائی طفیل سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں ایسا دیکھا کہ گویا میں یہودیوں کی ایک جماعت پر پہنچا، میں نے کہا تم اچھے لوگ

لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ

ہو اگر یہ نہ کہو کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے وہ لوگ بولے کہ تم بھی اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو، جو اللہ اور محمد چاہے۔

ثُمَّ مَرَرْتُ بِنَفَرٍ مِنَ النَّصَارٰى فَقُلْتُ اِنَّكُمْ لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ، قَالُوْا وَاِنَّكُمْ لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ۔

پھر میرا ایک عیسائی جماعت پر گذر ہوا میں نے کہا، تم اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے، وہ بولے تم بھی اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہا کرو، "جو اللہ چاہے اور محمد چاہے"،

فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَخْبَرْتُ بِهَا مَنْ اَخْبَرْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ، قَالَ هَلْ اَخْبَرْتَ بِهَا اَحَدًا؟ قُلْتُ نَعَمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ طُفَيْلًا رَاٰى رُؤْيَا اَخْبَرَ بِهَا مَنْ اَخْبَرَ مِنْكُمْ وَاِنَّكُمْ قُلْتُمْ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِيْ كَذَا وَكَذَا اَنْ اَنْهَاكُمْ عَنْهَا، فَلَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ۔

پس صبح میں نے چند آدمیوں کو بتایا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی، آپ نے فرمایا تم نے کسی کو بتا دیا؟ میں نے کہا ہاں، آپ (منبر پر کھڑے ہوئے) اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا، لیکن اس کے بعد پس طفیل نے ایک خواب دیکھا جس کی اطلاع تم میں سے بعض کو دی ہے اور تم ایک جملہ ایسا بولا کرتے تھے کہ میں شرم کے خیال سے اس سے منع نہ کرتا تھا، پس آئندہ جو اللہ چاہے اور محمد چاہے مت کہا کرو۔ جو اللہ وحدہ لاشریک چاہے کہو۔

فیہ مسائل

اس میں (۶) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى مَعْرِفَةُ الْيَهُوْدِ بِالشِّرْكِ الْاَصْغَرِ

(۱) یہود کا شرک اصغر سے واقف ہونا،

اَلثَّانِيَةُ فَهْمُ الْاِنْسَانِ اِذَا كَانَ لَهٗ

(۲) انسان کی سمجھ جبکہ اس کی کوئی خواہش

ہوئے

اَلثَّالِثَۃُ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا؟ فَکَیْفَ بِمَنْ قَالَ

*

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ وَالْبَیْتَیْنِ بَعْدَہٗ

*

اَلرَّابِعَۃُ اَنَّ ھٰذَا لَیْسَ مِنَ الشِّرْکِ الْاَکْبَرِ لِقَوْلِہٖ یَمْنَعُنِیْ کَذَا وَکَذَا۔

اَلْخَامِسَۃُ اَنَّ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃَ مِنْ اَقْسَامِ الْوَحْیِ

اَلسَّادِسَۃُ اَنَّھَا قَدْ تَکُوْنُ سَبَبًا لِشَرْعِ بَعْضِ الْاَحْکَامِ

ہو،

(۳) آپ کا غضب سے یہ فرمانا: کہ کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھرایا، پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جس نے یہ شعر کہا (یعنی صاحب بردہ)

(۴) اے معزز ترین مخلوق تیرے سوا کوئی ایسی ذات نہیں جس کی عام مصیبت کے وقت میں پناہ لے سکوں، اور دو بیت اس کے بعد کے۔

(۴) یہ شرک اکبر نہیں، کیونکہ آپ نے فرمایا، مجھے فلاں فلاں چیز روکتی تھی،

(۵) نیک خواب بھی وحی کی قسم میں سے ہے بشرطیکہ وحی سے تصدیق ہو جائے

(۶) بعض نیک خوابوں سے احکام شرعی کی بنیاد قائم ہوتی ہے، (مثلاً اذان وغیرہ)

بَابُ مَنْ سَبَّ الدَّھْرَ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ

اس بات کا بیان کہ جس نے زمانہ کو گالی دی اس نے اللہ کو تکلیف دی

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی: وَقَالُوْا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُھْلِکُنَا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور وہ بولے" یہ تو صرف ہماری اس دنیا کی زندگی ہے جس میں

إِلَّا الدَّهْرُ، وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ - ۲۴ - ۴۵

ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں، اور ہمیں تو صرف زمانہ فنا کرتا ہے۔" حالانکہ انہیں اس کا کچھ علم نہیں، وہ تو صرف قیاس دوڑاتے ہیں۔

* * *

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ تَعَالَى يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَفِي رِوَايَةٍ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے اس طرح کہ دہر کو گالی دیتا ہے اور دہر تو میں ہی ہوں، میں ہی رات و دن کو بدلتا رہتا ہوں، ایک روایت میں ہے، دہر کو گالی نہ دو، اس لئے کہ اللہ ہی دہر ہے

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں۔

الْأُولَى النَّهْيُ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ۔

الثَّانِيَةُ تَسْمِيَتُهُ أَذَى اللهِ

الثَّالِثَةُ التَّأَمُّلُ فِي قَوْلِهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ

الرَّابِعَةُ أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ سَابًّا وَلَوْ لَمْ يَقْصِدْهُ بِقَلْبِهِ۔

(۱) زمانہ کو گالی دینا حرام ہے

(۲) اس سے اللہ کو ایذا پہونچتی ہے،

(۳) یہ بتانا کہ اس جملہ میں غور کرو کہ "اللہ ہی دہر ہے"۔

(۴) گالی کے واسطے دل کی نیت ضروری نہیں، بلکہ بعض مرتبہ بلا نیت بھی گالی ہو جاتی ہے،

بَابُ التَّسَمِّي بِقَاضِي الْقُضَاةِ وَنَحْوِهِ

قاضی القضاۃ وغیرہ القاب کا حکم

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَالِكَ إِلَّا اللهُ، قَالَ سُفْيَانُ مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ وَفِي رِوَايَةٍ أَغْيَظُ رَجُلٍ عِنْدَ اللهِ وَأَخْبَثُهُ۔

صحیح (بخاری ومسلم) میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ حقیر وہ شخص ہے جو شاہان شاہ لقب رکھے درحقیقت اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں سفیان نے اس کا ترجمہ شاہان شاہ (بادشاہوں کا بادشاہ) کیا، ایک روایت میں زیادہ غضب کے قابل اور زیادہ ذلیل آیا ہے،

*

قَوْلُهُ أَخْنَعَ يَعْنِي أَوْضَعَ۔

اخنع کے معنے زیادہ ذلیل وخوار

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

الْأُولَى النَّهْيُ عَنِ التَّسَمِّي بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ

(۱) ملک الاملاک (شاہان شاہ) کے لقب کی حرمت،

الثَّانِيَةُ أَنَّ مَا فِي مَعْنَاهُ مِثْلُهُ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ

(۲) اسکے ہم معنے مثلاً قاضی القضاۃ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ سفیان نے کہا،

الثَّالِثَةُ التَّفَطُّنُ لِلتَّغْلِيظِ فِي هَذَا وَنَحْوِهِ مَعَ الْقَطْعِ بِأَنَّ الْقَلْبَ لَمْ يَقْصِدْ مَعْنَاهُ

(۳) غور کرو، اس میں کسقدر سختی وارد ہوئی حالانکہ قطعاً دل سے اس کے معنی مقصود نہیں ہوتے

الرَّابِعَةُ التَّفَطُّنُ أَنَّ هَذَا لِأَجْلِ

(۴) یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ یہ صرف اللہ

اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ

تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں،

بَابُ احْتِرَامِ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَتَغْیِیْرِ الْاِسْمِ لِاَجْلِ ذٰلِکَ

اللہ تعالیٰ کے نام کا احترام، اور کسی نام کو اس وجہ سے بدل دینا

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ اَنَّہٗ کَانَ یُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکَمُ، وَاِلَیْہِ الْحُکْمُ، فَقَالَ اِنَّ قَوْمِیْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَتَوْنِیْ فَحَکَمْتُ بَیْنَھُمْ فَرَضِیَ کِلَا الْفَرِیْقَیْنِ، فَقَالَ مَا اَحْسَنَ ھٰذَا! فَمَا لَکَ مِنَ الْوَلَدِ؟ قَالَ شُرَیْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ قَالَ فَمَنْ اَکْبَرُھُمْ؟ قُلْتُ شُرَیْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَیْحٍ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَیْرُہٗ

ابوشریح کہتے ہیں میری کنیت ابوالحکم تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ حکم ہے، اور حکم اسی کا ہے، وہ بولا میری قوم جب کسی چیز میں اختلاف کرتی ہے، تو میں انہیں فیصلہ کرتا ہوں .... دونوں فریق اس پر راضی ہو جاتے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ کیا خوب ہے! تیری کوئی اولاد ہے کہا شریح مسلم۔ عبداللہ، فرمایا ان میں بڑا کون ہے؟ میں نے کہا شریح، فرمایا تو ابو شریح ہے، اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا،

فِیْہِ مَسَائِلُ

اس میں [illegible]

اَلْاُوْلٰی احْتِرَامُ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَصِفَاتِہٖ وَلَوْلَمْ یُقْصَدْ مَعْنَاہُ

(۱) اللہ کے نام اور صفات کا احترام اگرچہ اس کے معنی مقصود نہ ہوں،

اَلثَّانِیَۃُ تَغْیِیْرُ الْاِسْمِ لِاَجْلِ ذٰلِکَ

(۲) کسی ایسے نام کا جو اللہ کے لیے مخصوص ہو، بدل دینا،

اَلثَّالِثَۃُ اخْتِیَارُ اَکْبَرِ الْاَبْنَاءِ لِلْکُنْیَۃِ۔

(۳) بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھنا۔

بَابُ مَنْ هَزَلَ بِشَیْءٍ فِیْهِ ذِکْرُ اللّٰہِ اَوِ الْقُرْاٰنِ اَوِ الرَّسُوْلِ

اس شخص کا حکم جو اللہ کی کسی بات یا قرآن یا رسول اللہ سے ٹھٹھا کرے

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ۹-۶۵-

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور البتہ اگر تم ان سے دریافت کرو گے، وہ بولیں گے بلا شک ہم مذاق کر رہے تھے اور کھیلتے تھے کہدے، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے تھے[1]

(۱) اس کے بعد کی آیت میں نتیجہ ظاہر فرمایا "لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" تم عذر مت کرو، کیونکہ ایمان کے بعد تم کفر کر چکے، یعنی جب اللہ کے رسول، اللہ کی باتوں، اللہ کے دین سے تم نے مذاق کیا، اس سے مسخرا پن کرنے میں کوئی جرم نہ سمجھا، تو تمہارا ایمان فنا ہو گیا، اور تم کھلم کھلا کافر اور اسلام کے بعد مرتد، واجب القتل ہو گئے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَزَيْدِ بْنِ
أَسْلَمَ وَقَتَادَةَ دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ
فِي بَعْضٍ أَنَّهُ قَالَ رَجُلٌ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ
مَا رَأَيْنَا مِثْلَ قُرَّائِنَا هَؤُلَاءِ أَرْغَبَ
بُطُونًا وَلَا أَكْذَبَ أَلْسُنًا وَلَا أَجْبَنَ عِنْدَ
اللِّقَاءِ يَعْنِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
أَصْحَابَهُ الْقُرَّاءَ، فَقَالَ لَهُ عَوْفُ بْنُ
مَالِكٍ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ مُنَافِقٌ لَأُخْبِرَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَهَبَ عَوْفٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِيُخْبِرَهُ فَوَجَدَ الْقُرْآنَ قَدْ سَبَقَهُ
فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ
ارْتَحَلَ وَرَكِبَ نَاقَتَهُ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ
وَنَتَحَدَّثُ حَدِيثَ الرَّكْبِ نَقْطَعُ
بِهِ عَنَّا الطَّرِيقَ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ كَأَنِّي
أَنْظُرُ إِلَيْهِ مُتَعَلِّقًا بِنِسْعَةِ نَاقَةِ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ
الْحِجَارَةَ تَنْكُبُ رِجْلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّمَا

ابن عمر اور محمد بن کعب قرظی اور زید بن
اسلم اور قتادہ سب سے مروی ہے آپس میں
ایک دوسرے کی حدیث مل جل گئی ہے
کہ ایک منافق شخص نے غزوہ تبوک میں
کہا ہم نے ان علم والوں کی طرح کوئی
نہیں دیکھا جو بڑے بڑے پیٹ رکھتے
ہیں اور سب سے زیادہ جھوٹ بولتے، اور جنگ
کے وقت زیادہ تر بزدلی کرتے ہیں۔ اس
کی مراد اس سے آنحضرت اور صحابہ کرام تھے
عوف بن مالک نے اس سے کہا تو جھوٹا اور
پکا منافق ہے میں یہ بات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بالضرور بیان کروں گا،
عوف آنحضرت کے حضور میں پہونچا، کہ آپ
کو اطلاع دے مگر وحی اس سے پہلے آپ پر آچکی
تھی، وہ منافق بھی عذرخواہی کے لئے آنحضرت
آنحضرت کے پاس آیا آپ سوار ہو چکے تھے
بولا یا رسول اللہ ہم لوگ آپس میں دل بہلانے
اور سواروں کی گپ لڑا رہے تھے جس سے
راستہ کاٹنا مقصود تھا، ابن عمر کہتے ہیں،
گویا میں اس وقت اسے دیکھ رہا ہوں کہ آپ
کی اونٹنی کا تسمہ پکڑے ہوئے ہے، اور
پتھر اس کے پیروں کو پھٹا رہے ہیں، وہ
کہتا تھا بلاشبہ ہم مذاق اور کھیل کرتے تھے

كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، فَيَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِاللهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ مَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَمَا يَزِيدُهُ عَلَيْهِ۔

آپ یہ کہتے کیا اللہ سے اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم مذاق کرتے تھے؟ آپ اس کی طرف نہ توجہ فرماتے تھے، نہ اس سے زیادہ کچھ بولتے تھے

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

الْأُولَى وَهِيَ الْعَظِيمَةُ أَنَّ مَنْ هَزَلَ بِهٰذَا أَنَّهُ كَافِرٌ

(۱) یہ سب سے اہم بات ہے کہ جو دینی امور سے مذاق و ٹھٹا کرے، وہ کھلا کافر ہے

الثَّانِيَةُ أَنَّ هٰذَا هُوَ تَفْسِيرُ الْآيَةِ فِيمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَائِنًا مَنْ كَانَ۔

(۲) آیۂ توبہ کے یہی معنی ہیں، جو ایسا کرے وہ کافر ہے خواہ کوئی بھی ہو

الثَّالِثَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ النَّمِيمَةِ وَبَيْنَ النَّصِيحَةِ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ

(۳) چغلی اور اللہ و رسول کی خیر خواہی میں فرق ہے،

الرَّابِعَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ الْعَفْوِ الَّذِي يُحِبُّهُ اللهُ وَبَيْنَ الْغِلْظَةِ عَلَى أَعْدَاءِ اللهِ

(۴) اس جگہ سے معافی اور سختی و غلظت میں فرق سمجھنا چاہیے جس معافی سے اللہ خوش ہوتا ہے، اور جو سختی اللہ کے دشمنوں سے کرنی چاہیے،

الْخَامِسَةُ أَنَّ مِنَ الْاِعْتِذَارِ مَا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُقْبَلَ۔

(۵) بعض عذر ایسے ہیں کہ قابل قبول نہیں

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا

اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں "اور البتہ اگر ہم اسے اپنی طرف سے رحمت پہونچائیں"

مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ
هٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً
وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ
لَلْحُسْنَى. فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا
عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ

-۴۱-۵۰-

تکلیف و دکھ کے بعد تو کہتا ہے کہ یہ میرے
لئے ہے، اور میرے خیال میں قیامت
نہیں آئے گی، اور اگر (بفرض محال) میں
اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو بیشک اس کے
پاس میرے لئے بہتری ہوگی، بالضرور
ہم کافروں کو ان کے عمل کی خبر دیں گے
اور یقیناً ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے

قَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا بِعَمَلِي وَأَنَا مَحْقُوقٌ
بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُرِيدُ مِنْ عِنْدِي
وَقَوْلُهُ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ
عِنْدِي -۲۸-۷۸-
قَالَ قَتَادَةُ عَلَى عِلْمٍ مِنِّي بِوُجُوهِ
الْمَكَاسِبِ، وَقَالَ آخَرُونَ عَلَى عِلْمٍ
مِنَ اللّٰهِ أَنِّي لَهُ أَهْلٌ وَهٰذَا مَعْنَى
قَوْلِ مُجَاهِدٍ أُوتِيتُهُ عَلَى شَرَفٍ

مجاہد کا قول ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ یہ مال میری محنت
سے ملا ہے، اور میں اس کا مستحق ہوں، ابن
عباس نے کہا کہ یہ مال میرے پاس سے ہے
اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، قارون بولا کہ یہ
مال مجھے میرے علم سے ملا ہے، قتادہ نے
کہا کہ میرے اس علم سے یہ حاصل ہوا ہے
جو کمائی کے متعلق مجھے ہے، بعضوں نے کہا
یہ اللہ کے علم سے مجھے ملا کہ میں اس کا اہل
ہوں، اور یہی مجاہد کے قول کا مطلب ہے
کہ مجھے میری بزرگی پر ملا،

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ
سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلٰثَةً مِنْ بَنِي
إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمٰى فَأَرَادَ اللّٰهُ
أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ
فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ

ابوہریرہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین قسم
کے شخص، کوڑھی، گنجا، اندھا تھے۔ اللہ نے
ان کی آزمائش فرمائی، ان کے پاس ایک
فرشتہ بھیجا، یہ کوڑھی کے پاس آیا، اور بولا
تجھے کیا پسند ہے، بولا اچھا رنگ اور اچھی

وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ
قَذِرَنِي النَّاسُ بِهٖ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ
قَذَرُهٗ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا،
قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ الْإِبِلُ
أَوِ الْبَقَرُ شَكَّ إِسْحٰقُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ
وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا، قَالَ فَأَتَى
الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ
شَعَرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ
قَذِرَنِي النَّاسُ بِهٖ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ
وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا فَقَالَ أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ
الْبَقَرُ أَوِ الْإِبِلُ، فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا
قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا، فَأَتَى الْأَعْمٰى
فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَنْ
يَرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ
فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهٗ، قَالَ فَأَيُّ
الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ الْغَنَمُ فَأُعْطِيَ
شَاةً وَالِدًا فَأَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا
فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ وَلِهٰذَا
وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ

چمڑی اور مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے
جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھنیاتے ہیں
اسپر فرشتے نے ہاتھ پھیرا وہ اچھا ہو گیا،
اور وہ برائی چلی گئی، اسے اچھا رنگ اور
اچھا چمڑا ملا، پھر بولا تجھے کون سا مال زیادہ
مرغوب ہے؟ بولا اونٹ یا گائے (راوی اسحٰق
کا شک ہے)، پس اسے حاملہ اونٹنی دی گئی،
اور بولا اللہ تیرے واسطے اس میں برکت دے
کہا پھر گنجے کے پاس آیا اور اس سے کہا،
تجھے کیا پسند ہے؟ بولا اچھے بال، اور مجھسے
یہ گنج دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ
مجھ سے گھنیاتے ہیں۔ اسکی بدن پہ ہاتھ پھیرا اسکا
گنج دور ہو گیا اور اچھے بال دیئے گئے اسوقت دریافت کیا،
کونسا مال تجھے پسند ہے، بولا گائے یا اونٹ اسے حاملہ گائے
دی گئی، اور بولا اللہ اس میں تجھے برکت دے
پھر اندھے کے پاس آیا اور بولا تجھے کیا پسند ہے
بولا یہ چاہتا ہوں کہ میری بینائی آ جائے،
میں لوگوں کو دیکھوں، اس کی آنکھوں پر
ہاتھ پھیرا اللہ نے اس کی بینائی واپس کر دی
بولا تجھے کون سا مال زیادہ مرغوب ہے؟
کہا بکری، اسے حاملہ بکری دی کچھ عرصہ میں ان
سب کے یہاں بچے اسقدر بڑھے کہ ایک کا ایک میدان اونٹوں کا
ہو گیا اور دوسرے کا گائے کا۔

قَالَ ثُمَّ اَتَى الْاَبْرَصَ فِىْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِىَ الْحِبَالُ فِىْ سَفَرِىْ فَلَا بَلَاغَ لِىَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْأَلُكَ بِالَّذِىْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِىْ سَفَرِىْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ، فَقَالَ لَهٗ كَاَنِّىْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمَالَ فَقَالَ اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ ـ قَالَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِىْ صُوْرَتِهٖ، فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ، قَالَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِىْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ ـ

اور تیسرے کا بکری کا۔

پھر وہی فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا اور کہا مسکین ولاچار ہوں، میرے تمام سامان سفر ختم ہو چکے اب آج میں اپنے وطن میں اللہ کی مدد پھر تیری مدد کے بغیر نہیں پہونچ سکتا، میں تجھ سے اس ذات کے وسیلے سے سوال ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ اور اچھی چمڑی اور مال دیا کہ مجھے ایک اونٹ دے جس پر میں اپنے وطن پہونچ سکوں اس نے کہا بہت سی ضرورتیں ہیں، وہ بولا غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا، تجھ سے لوگ گھنیاتے تھے فقیر نہ تھا؟ تجھے اللہ عزوجل نے مال دیا اس نے کہا یہ مال میرا موروثی ہے میں نے اسے اپنے باپ دادا سے پایا، وہ بولا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ پھر تجھے ویسا ہی کر دے۔ کہا پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اسی کی صورت میں اور اس سے بھی کوڑھی کی سی گفتگو کی، اور اس نے ویسا ہی جواب دیا جیسا کوڑھی نے دیا تھا، تو بولا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ پھر تجھے ویسا ہی کر دے۔ کہا پھر اندھے کے پاس بھی اس کی صورت میں آیا، اور فرمایا ایک مسکین اور مسافر ہوں

وَابْنُ سَبِيلٍ، قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ. فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ، أَخْرَجَاهُ۔

میرا تمام سامان و توشہ ختم ہو چکا، آج مجھے اپنی منزل پر بجز اللہ کی مدد اور پھر تمہاری مدد کے کوئی سہارا نہیں معلوم ہوتا، میں تم سے اس ذات کے واسطہ سے جس نے تمہاری بینائی لوٹا دی، ایک بکرا مانگتا ہوں وہ بولا میں واقعی اندھا تھا، اللہ نے مجھے بینائی عطا فرمائی تیرا جو جی چاہے لیجا اور جو جی چاہے چھوڑ جا، سو اللہ کی قسم آج میں تجھ سے جو تو اللہ کے نام پر لیگا کوئی جھگڑا نہ کروں گا، وہ بولا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو تمہاری آزمائش ہو لی، اللہ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

فیہ مسائل

اس میں (۴) مطالب ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ الْآيَةِ

(۱) آیہ ولئن اذقناہ کی تفسیر

الثَّانِيَةُ مَا مَعْنَى لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي

(۲) لیقولن ہذا لی کے کیا معنی ہیں؟

الثَّالِثَةُ مَا مَعْنَى قَوْلِهِ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي۔

(۳) انما اوتیتہ علی علم عندی کے کیا معنی ہیں؟

الرَّابِعَةُ مَا فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ الْعَجِيبَةِ مِنَ الْعِبَرِ الْعَظِيمَةِ

(۴) اس عجیب قصے میں جو عبرت آموز باتیں ہیں ان پر غور کرو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۱۹۰

جبکہ انہیں تندرست بچہ دیا، انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا، اس چیز میں کہ انہیں دیا، سو اللہ ان کے شرک سے برتر ہے

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (۱۹۱) وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (۷-۱۹۲)

کیا ایسوں کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتے، جو خود کچھ پیدا نہیں کرتے، بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں، اور وہ ان کی کچھ مدد نہیں کر سکتے، نہ ہی وہ اپنی جانوں کی کوئی مدد کر سکتے ہیں

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِتَّفَقُوْا عَلٰی تَحْرِيْمِ كُلِّ اسْمٍ مُّعَبَّدٍ لِغَيْرِ اللّٰهِ كَعَبْدِ عُمَرَ وَعَبْدِ الْكَعْبَةِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ حَاشَا عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ابن حزم کہتے ہیں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس نام پر غیر اللہ کی عبودیت ہو وہ حرام ہے جیسے عمر کا بندہ، کعبہ کا بندہ اور جو نام اس قسم کے ہوں، صرف عبد المطلب[1] اس سے مستثنیٰ ہے

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام شیبۃ تھا، یہ مدینہ میں اپنے والدہ کے پاس تھے، چچا مطلب انہیں مدت کے بعد جب واپس لائے تو لوگوں نے انہیں دیکھ کر کہا، مطلب غلام لایا مطلب غلام لایا، مطلب نے کہا یہ میرا غلام نہیں بھتیجا ہے، مگر عبد المطلب کی شہرت ہو گئی، اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے شرک کے نام بدل دیا کرتے تھے جس میں غیر اللہ کی عبودیت کا اظہار ہو مگر اسے آپ نے نہیں بدلا، غزوہ حنین میں فرمایا انا النبی لا کذب، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، گویا یہ نام بطور لقب مشہور ہو گیا،

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْآيَةِ: لَمَّا تَغَشَّاهَا آدَمُ حَمَلَتْ فَأَتَاهُمَا إِبْلِيسُ فَقَالَ: إِنِّي صَاحِبُكُمَا الَّذِي أَخْرَجْتُكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ لَتُطِيعُنَّنِي أَوْ لَأَجْعَلَنَّ لَهُ قَرْنَيْ أَيِّلٍ فَيَخْرُجُ مِنْ بَطْنِكِ فَيَشُقُّهُ، وَلَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ، يُخَوِّفُهُمَا، سَمِّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَتْ فَأَتَاهُمَا فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ، فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَتْ فَأَتَاهُمَا فَذَكَرَ لَهُمَا فَأَدْرَكَهُمَا حُبُّ الْوَلَدِ فَسَمَّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا، رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَلَهُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: شُرَكَاءَ فِي طَاعَتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ فِي عِبَادَتِهِ۔

وَلَهُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا، قَالَ: أَشْفَقَا أَنْ لَا يَكُونَ إِنْسَانًا، وَذَكَرَ مَعْنَاهُ عَنِ الْحَسَنِ وَسَعِيدٍ وَغَيْرِهِمَا۔

ابن عباس نے اعراف کی آیت مذکورہ کی یہ تفسیر کی ہے جب آدم حوا ملے تو یہ حاملہ ہوئیں، اسوقت ابلیس ان کے پاس آیا، اور کہا میں وہی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکالا، تم میری بات مانو، ورنہ اس کے سر پر بارہ سنگہ کی دو سینگ کردونگا جو تمہارا پیٹ چیر کر نکلیگا اور ایسا ایسا کردونگا اسطرح انہیں ڈرایا، ورنہ اسکا نام عبدالحرث رکھنا، ان دونوں نے اس کی اطاعت نہ کی، بچہ ہوا، مگر مردہ، پھر دوبارہ حمل رہا تب بھی شیطان نے آکر ایسی ہی گفتگو کی، انہوں نے اس کی بات نہ مانی، بچہ مردہ ہوا، پھر سہ بارہ حاملہ ہوئیں، تب آکر پھر کہا، انہیں بچے کی محبت آگئی، اور اس کا نام عبدالحارث رکھا یہی معنی ہیں جعلا له شركاء کے، اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے بسند صحیح قتادہ سے یہ روایت کی کہ اس کی بات ماننے میں شرک کیا، اس کی عبادت نہیں کی تھی،

نیز ابن ابی حاتم نے بسند صحیح مجاہد سے اس آیت لئن آتیتنا کی تفسیر میں یہ روایت کیا ہے وہ ڈرے کہ بادا بچہ بصورت انسانی نہ ہو اور اسی طرح حسن بصری اور سعید وغیرہ سے یہی مروی ہے،

فیہ مسائل

اَلْاُوْلٰی اِحْتِرَامُ کُلِّ اِسْمٍ مُعَبَّدٍ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔

اَلثَّانِیَۃُ تَفْسِیْرُ الْاٰیَۃِ

اَلثَّالِثَۃُ اَنَّ ھٰذَا الشِّرْکَ فِیْ مُجَرَّدِ تَسْمِیَۃٍ لَمْ تُقْصَدْ حَقِیْقَتُھَا

اَلرَّابِعَۃُ اَنَّ ھِبَۃَ اللّٰہِ لِلرَّجُلِ الْبِنْتَ السَّوِیَّۃَ مِنَ النِّعَمِ۔

اَلْخَامِسَۃُ ذِکْرُ السَّلَفِ الْفَرْقَ بَیْنَ الشِّرْکِ فِی الطَّاعَۃِ وَالشِّرْکِ فِی الْعِبَادَۃِ

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) ہر نام جس پر غیر اللہ کی بندگی و عبودیت ہو حرام ہے، (مثلاً غلام رسول عبدالنبی وغیرہ

(۲) آیہ اعراف کی تفسیر

(۳) یہ شرک محض نام رکھ لینے میں ہو جس میں اس کے معنے مقصود نہیں۔

(۴) اللہ کسی کو تندرست بیٹی دے تو یہ بھی اس کی نعمت ہے۔

(۵) سلف صالحین کا شرک فی الطاعۃ اور شرک فی العبادہ میں فرق بیان کرنا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ.

اور صرف اللہ کے لئے ہی اچھے نام ہیں، سو تم ان ناموں کے ساتھ اسی کو پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، جو اس کے ناموں میں کجرفتاری کرتے ہیں عنقریب انہیں ان کے کرتوت کی سزا دی جائے گی۔

ذَکَرَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَائِہٖ یُشْرِکُوْنَ

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں "یلحدون" کے معنی شرک کرنا،

وَعَنْہُ سَمَّوُا اللَّاتَ مِنَ الْاِلٰہِ وَالْعُزّٰی مِنَ الْعَزِیْزِ

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ الحاد یہ ہو کہ اللہ سے اللات اور عزیز سے عزّٰی[1] بنایا،

وَعَنِ الْاَعْمَشِ یُدْخِلُوْنَ فِیْھَا مَا لَیْسَ مِنْھَا۔

اعمش کا قول ہو کہ الحاد کے معنی یہ ہیں کہ اس میں وہ نام اضافہ کرتے ہیں جو اس کے نہیں ہیں۔

فِیْہِ مَسَائِل

اس میں (۶) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰی اِثْبَاتُ الْاَسْمَاءِ
(۱) اللہ کے لئے نام ہیں،

اَلثَّانِیَۃُ کَوْنُھَا حُسْنٰی
(۲) وہ سب نام اچھے ہیں،

اَلثَّالِثَۃُ الْاَمْرُ بِدُعَائِہٖ بِھَا
(۳) اللہ کو انہیں ناموں سے پکارا جائے

اَلرَّابِعَۃُ تَرْکُ مَنْ عَارَضَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ الْمُلْحِدِیْنَ
(۴) جاہلوں ملحدوں میں سے جو اس کا انکار کرے۔ اسے چھوڑ دو (یعنی اس کی بات نہ مانو)

اَلْخَامِسَۃُ تَفْسِیْرُ الْاِلْحَادِ فِیْھَا
(۵) اللہ کے ناموں میں کس قسم کا الحاد ہوتا تھا؟

اَلسَّادِسَۃُ وَعِیْدُ مَنْ اَلْحَدَ
(۶) ملحد کی کیا سزا ہے؟

بَابُ لَا یُقَالُ اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ

السلام علے اللہ کی ممانعت

فِی الصَّحِیْحِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ

صحیح بخاری و مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہے

(۱) یعنی مونث بت بنایا ہے

عَنْ كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ

کہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہا کرتے اللہ پر اس کے نیک بندوں کا سلام ہو، فلاں شخص پر سلام ہو آپ نے فرمایا، تم لوگ اس طرح نہ کہو کہ "اللہ پر سلام ہو" اس لئے کہ اللہ تو خود سلام ہے۔(۱)

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ السَّلَامِ
اَلثَّانِيَةُ اَنَّهُ تَحِيَّةٌ
اَلثَّالِثَةُ اَنَّهَا لَا تَصْلُحُ لِلّٰهِ۔
اَلرَّابِعَةُ الْعِلَّةُ فِي ذٰلِكَ
اَلْخَامِسَةُ تَعْلِيْمُهُمْ التَّحِيَّةَ الَّتِي تَصْلُحُ لِلّٰهِ

(۱) سلام کی تفسیر،
(۲) سلام ایک دعا، و تحفہ ہے،
(۳) یہ اللہ کے لئے درست نہیں،
(۴) اس کی وجہ کہ وہ خود اللہ کا نام ہے،
(۵) آپ نے صحابہ کو وہ دعا بتائی جو اللہ کی ذات کے شایان ہے،

بَابُ قَوْلِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي اِنْ شِئْتَ

اس بات کا بیان کہ یہ نہ کہنا چاہیئے "اے اللہ اگر تیری چاہی مجھے بخشدے"

فِي الصَّحِيْحِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلُ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي اِنْ

صحیح (بخاری و مسلم) میں ابوہریرہ سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی اس طرح دعا نہ کرے "اے اللہ مجھے بخشدے اگر تو چاہے، مجھ پر رحم کر، اگر

(۱) سلام کے معنی تندرستی، ہر برائی سے پاک ہونا یا رکھنا، اللہ کا نام سلام ہے جس کے معنی ہر ایک نقص و عیب سے پاک ہمیشہ رہنے والا سب کو تندرستی دینے والا، عیب و نقصان سے پاک کرنیوالا۔

شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

تو چاہیے کہ پختہ طور پر سوال کرے، اس لئے کہ اللہ کو دبانے والا کوئی نہیں

وَلِمُسْلِمٍ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ۔ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ

مسلم کے لفظ یہ ہیں اللہ سے بڑی سے بڑی رغبت کرے، اس لئے کہ اللہ کے یہاں کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى النَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الدُّعَاءِ

(۱) اللہ سے دعا کرنے میں اس کی مرضی پر چھوڑنا منع ہے۔

اَلثَّانِيَةُ بَيَانُ الْعِلَّةِ فِي ذٰلِكَ۔

(۲) اس کی وجہ۔

اَلثَّالِثَةُ قَوْلُهُ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ

(۳) آپ کا یہ حکم کہ سوال پوری طرح پختگی سے کیا جائے،

اَلرَّابِعَةُ إِعْظَامُ الرَّغْبَةِ

(۴) اللہ سے بڑی سے بڑی بات مانگی جائے

اَلْخَامِسَةُ التَّعْلِيْلُ لِهٰذَا الْاَمْرِ۔

(۵) اس کی وجہ کہ کوئی چیز اس کے نزدیک بڑی نہیں،

بَابُ لَا يَقُوْلُ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ

اسکا بیان کہ اپنے لونڈی غلام کو اپنا عبد و امہ نہ کہے،

فِي الصَّحِيْحِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَطْعِمْ رَبَّكَ

صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے اپنے رب کو کھانا کھلا

وَضِئْ رَبَّكَ، وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ عَبْدِي وَاَمَتِي، وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي۔

وضو کرا، اور کہے میرا سردار، میرا آقا، اور آقا اپنے غلام کو عبدی اور لونڈی کو امتی نہ کہے بلکہ یہ کہے میرا غلام میرا خادم میری خادمہ

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس باب میں (۵) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى النَّهْيُ عَنْ قَوْلِ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ۔

اَلثَّانِيَةُ لَا يَقُوْلُ الْعَبْدُ رَبِّيْ وَلَا يُقَالُ لَهٗ اَطْعِمْ رَبَّكَ۔

اَلثَّالِثَةُ تَعْلِيْمُ الْاَوَّلِ قَوْلَ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلَامِيْ

اَلرَّابِعَةُ تَعْلِيْمُ الثَّانِيْ قَوْلَ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ

اَلْخَامِسَةُ التَّنْبِيْهُ لِلْمُرَادِ وَهُوَ تَحْقِيْقُ التَّوْحِيْدِ حَتّٰى فِي الْاَلْفَاظِ،

(۱) عبدی اور امتی کے استعمال کی ممانعت

(۲) غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے نہ کوئی اس سے یہ کہے اپنے رب کو کھانا کھلا۔

(۳) آقا کو یہ تعلیم دی کہ میرا غلام میرا خادم وغیرہ کہے،

(۴) غلام کو یہ تعلیم دی کہ میرا سردار و آقا کہا کرے۔

(۵) اصل مقصد سے آگاہ کرنا یعنی الفاظ میں بھی توحید کا خاص لحاظ رکھا جائے،

بَابُ لَا يُرَدُّ مَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ

اللہ کے نام سے مانگنے والیکو رد نہ کرنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ، وَمَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ، فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کے نام سے مانگے اسے دو اور جو اللہ کے نام سے پناہ مانگے پناہ دو اور جو دعوت دے، قبول کرو

دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ۔

اور جو کوئی تمہارے ساتھ سلوک کرے اس کا بدلہ دو، اگر بدلہ نہ دے سکو تو اس کے لیے اسقدر دعا کرو کہ تم سمجھ لو کہ اس کا بدلہ دے چکے ہو، ابو داؤد اور نسائی نے صحیح سند سے اسے روایت کیا،

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۶) مطالب ہیں

الْأُولَى إِعَاذَةُ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ۔

الثَّانِيَةُ إِعْطَاءُ مَنْ سَأَلَ۔

الثَّالِثَةُ إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ۔

الرَّابِعَةُ الْمُكَافَأَةُ عَلَى الصَّنِيعَةِ۔

الْخَامِسَةُ أَنَّ الدُّعَاءَ مُكَافَأَةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ۔

السَّادِسَةُ قَوْلُهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ

(۱) اللہ کے نام سے پناہ مانگنے والے کو پناہ دینا

(۲) جو اللہ کے نام سے سوال کرے، اسے دینا،

(۳) دعوت قبول کرنا،

(۴) احسان کا بدلہ دینا،

(۵) جو بدلہ کی طاقت نہ رکھے، اس کے واسطے دعا، دینا اس کے قائم مقام ہے،

(۶) اسقدر دعا دے کہ گویا احسان کا پورا عوض ہو گیا

بَابٌ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الْجَنَّةُ

اللہ کے نام سے صرف جنت مانگنی چاہئے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الْجَنَّةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نام صرف جنت مانگنی چاہیے اسے ابو داؤد نے روایت کیا،

فِیْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی النَّهْیُ عَنْ اَنْ یُّسْاَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا غَایَةُ الْمَطَالِبِ

※

اَلثَّانِیَةُ اِثْبَاتُ صِفَةِ الْوَجْهِ۔

※

اس میں (۲) مطالب ہیں

(۱) اس بات کی ممانعت کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز بجز انتہائی مقصود (جنت کے) نہ مانگی جائے

(۲) اللہ تعالیٰ کے لئے "وجہ" کا ثبوت جس کے معنی منہ ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی اللَّوِّ

اگر کا حکم

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا

۳-۱۵۴

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ کہتے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کوئی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے،

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۳-۱۶۸

اور فرمایا، جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور خود بیٹھ رہے، اگر یہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ ہوتے

※

فِی الصَّحِیْحِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزَنَّ وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ لَکَانَ کَذَا وَکَذَا، وَلٰکِنْ

صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا، حرص کر اس بات پر جو تجھے نفع دے، اور اللہ سے مدد مانگ، اور عاجز نہ بن، اگر تجھے کوئی مصیبت پہونچے تو یہ نہ کہنا، اگر میں ایسا کرتا، تو ایسا ایسا ہوتا

قُلْ قَدَّرَ اللهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

لیکن کہہ اللہ نے مقدر کیا، اور جو اس نے چاہا، وہ ہوا، اس لئے کہ "اگر" شیطانی عمل کا دروازہ کھولدیتا ہے،

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۶) مطالب ہیں

اَلْأُولَى تَفْسِيرُ الْآيَتَيْنِ فِي آلِ عِمْرَانَ

(۱) آل عمران کی دونوں آیتوں کی تفسیر۔

اَلثَّانِيَةُ النَّهْيُ الصَّرِيحُ عَنْ قَوْلِ لَوْ إِذَا أَصَابَكَ شَيْءٌ

(۲) جب کوئی مصیبت پہونچے تو "اگر" نہ کہنا چاہیے،

اَلثَّالِثَةُ تَعْلِيلُ الْمَسْأَلَةِ بِأَنَّ ذَلِكَ يَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ۔

(۳) اس کی علت کا بیان فرمانا کہ اس سے شیطانی عمل کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

اَلرَّابِعَةُ الْإِرْشَادُ إِلَى الْكَلَامِ الْحَسَنِ

(۴) عمدہ کلام کا حکم فرمانا۔

اَلْخَامِسَةُ الْأَمْرُ بِالْحِرْصِ عَلَى مَا يَنْفَعُ مَعَ الْاِسْتِعَانَةِ بِاللهِ

(۵) آپ کا حکم فرمانا کہ اپنے مفید مطلب کام کا شوق کرو، اور اللہ سے مدد مانگو۔

اَلسَّادِسَةُ النَّهْيُ عَنْ ضِدِّ ذَلِكَ وَهُوَ الْعَجْزُ۔

(۶) اس کے خلاف کام سے ممانعت جسکا نام عجز یعنی کمزوری ہے،

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ

ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ

ابی بن کعب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہوا کو لعنت نہ کرو، پس جب تم کوئی ناپسند

فَقُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ. صَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

دیکھو تو کہو اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کی بہتری چاہتے ہیں، اور جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھی جس کا اسے حکم کیا گیا اور تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور جو اس میں ہے، اور اس چیز کی برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا، اسے ترمذی نے صحیح کہا،



فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى: النَّهْيُ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ.

الثَّانِيَةُ: الْإِرْشَادُ إِلَى الْكَلَامِ النَّافِعِ إِذَا رَأَى الْإِنْسَانُ مَا يَكْرَهُ.

الثَّالِثَةُ: الْإِرْشَادُ إِلَى أَنَّهَا مَأْمُورَةٌ.

الرَّابِعَةُ: أَنَّهَا قَدْ تُؤْمَرُ بِخَيْرٍ وَقَدْ تُؤْمَرُ بِشَرٍّ.

اس میں (۴) مطلب ہیں

(۱) ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت،

(۲) انسان کو بھلے کلام کی تعلیم جب وہ کوئی ناپسند بات دیکھے۔

(۳) یہ بتانا کہ ہوا بھی محکوم ہے۔

(۴) یہ بھی بتایا گیا کہ کبھی ہوا کو بھلائی کا حکم ہوتا ہے کبھی برائی کا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں کہ وہ اللہ سے بدگمانی کرتے

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ، يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ، قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ

ہیں جاہلوں کی سی، کہتے ہیں کیا ہمارے لئے بھی حکم میں سے کچھ ہے؟ کہدے کہ حکم سب صرف اللہ کے لئے ہے، اپنے دل میں

لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۔ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۔

۳ - ۱۵۳

وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ :- الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔ ۶ - ۴۸ ۔

قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْآيَةِ الْأُولَىٰ فُسِّرَ هٰذَا الظَّنُّ بِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا يَنْصُرُ رَسُولَهُ وَأَنَّ أَمْرَهُ سَيَضْمَحِلُّ وَفُسِّرَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَحِكْمَتِهِ وَإِنْكَارِ الْقَدَرِ وَإِنْكَارِ أَنْ يُتِمَّ أَمْرَ رَسُولِهِ وَأَنْ يُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَهٰذَا هُوَ ظَنُّ السَّوْءِ الَّذِي ظَنَّ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي سُورَةِ الْفَتْحِ، وَإِنَّمَا كَانَ هٰذَا ظَنَّ السَّوْءِ

وہ بات چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے، کہتے ہیں، اگر ہمارے واسطے حکم میں سے کوئی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے، کہدے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے، تو بھی وہ لوگ جنپر قتل لکھا گیا اپنی خواب گاہ کے لئے باہر ضرور جاتے، اور تاکہ اللہ تمہارے دلوں کی آزمائش کرے، اور تاکہ ظاہر کردے تمہارے دل کی باتیں اور اللہ دل کی باتیں جانتا ہے

اور اللہ تعالی نے فرمایا، اللہ پر برا گمان کرتے ہیں، ان پر برائی کا گھیرا ہے، اور اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے، اور ان کے لئے جہنم تیار کی گئی ہے، اور یہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا اس بدظنی کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ اپنے رسول کی مدد نہ کرے گا، اور اس کا معاملہ عنقریب فنا ہو جائیگا، اور یہ کہ جو مصیبت انہیں پہونچی اللہ کی تقدیر و حکمت سے نہ تھی، پھر بتایا کہ یہ اللہ کی حکمت اور اس کی تقدیر کا انکار کرتے ہیں، اور یہ کہ اللہ کے رسول کا معاملہ پورا نہ ہوگا، نہ یہ دین سب پر غالب آئیگا اور یہی وہ برا گمان ہے جو منافقوں اور مشرکوں نے خیال کیا، جو سورۂ فتح میں ہے اور یہ ظن سوء (برا گمان)

لِاَنَّ ظَنَّ غَيْرِ مَا يَلِيْقُ بِهٖ سُبْحَانَهٗ وَمَا يَلِيْقُ بِحِكْمَتِهٖ وَحَمْدِهٖ وَوَعْدِهِ الصَّادِقِ فَمَنْ ظَنَّ اَنَّهٗ يُدِيْلُ الْبَاطِلَ عَلَى الْحَقِّ اِدَالَةً مُّسْتَقِرَّةً يَضْمَحِلُّ مَعَهَا الْحَقُّ اَوْ اَنْكَرَ اَنْ يَّكُوْنَ قَدَرُهٗ لِحِكْمَةٍ بَالِغَةٍ يَسْتَحِقُّ عَلَيْهَا الْحَمْدَ بَلْ زَعَمَ اَنَّ ذٰلِكَ لِمَشِيْئَةٍ مُّجَرَّدَةٍ فَذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۔

اس لئے کہ وہ ایسا گمان ہے جو اللہ تعالے کی شان کے لائق نہیں اور اس کی حکمت و بزرگی اور سچے وعدہ کے خلاف ہے، پس جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ تعالی باطل کو حق پر ایسا غلبہ دیگا جو ہمیشہ قائم رہے، اور حق اس کی وجہ سے فنا ہو جائے، یا اس بات کا انکار کرے کہ اس کی تقدیر پوری حکمت کی بنا پر نہیں کہ جس پر وہ تعریف کا مستحق ہو بلکہ یہ گمان کرے کہ یہ محض اس کی مشیت پر ہے پس یہ کافروں کا گمان ہے سو کافروں کو جہنم کی آگ کی سزا ہے۔

وَاَكْثَرُ النَّاسِ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ فِيْمَا يَخْتَصُّ بِهِمْ وَفِيْمَا يَفْعَلُهٗ بِغَيْرِهِمْ وَلَا يَسْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ وَاَسْمَاءَهٗ وَصِفَاتِهٖ وَمُوْجِبَ حِكْمَتِهٖ وَحَمْدِهٖ فَلْيَعْتَنِ اللَّبِيْبُ النَّاصِحُ لِنَفْسِهٖ بِهٰذَا وَلْيَتُبْ اِلَى اللّٰهِ وَلْيَسْتَغْفِرْهُ وَمَنْ ظَنَّهٖ بِرَبِّهٖ ظَنَّ السَّوْءِ وَلَوْ فَتَّشْتَ مَنْ فَتَّشْتَ لَرَاَيْتَ عِنْدَهٗ تَعَنُّتًا عَلَى الْقَدَرِ وَمَلَامَةً لَهٗ ۔

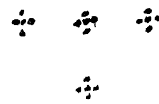
اور اکثر لوگ اللہ سے برا گمان کرتے ہیں اس بات کہ ان سے خاص ہے اور اس بات کہ وہ غیروں سے کرتا ہے، اور اس سے کوئی سلامت نہیں رہتا، مگر جو اللہ کو پہچانے اور اس کے نام و صفت کو اور اس کی حکمت و تعریف کے اسباب کو، پس ہر عقلمند کو جو اپنے نفس کی خیر خواہی کرتا ہے یہ چاہیے کہ اس کا خیال کرے اور اللہ کے حضور میں توبہ و استغفار کرے؛ اور اپنے رب کی بابت برے گمان سے بچے، اگر تو لوگوں کو بغور دیکھے گا تو اکثر کو ایسا پائیگا کہ وہ تقدیر کی بابت بے راہی اسپر ملامت کا پہلو لیے ہوئے ہیں (ابراہیم)

وَاِنْ كَانَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ كَذَا وَكَذَا، فَمُسْتَقِلٌّ وَمُسْتَكْثِرٌ، وَفَتِّشْ نَفْسَكَ هَلْ اَنْتَ سَالِمٌ

فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِيْ عَظِيْمَةٍ
وَاِلَّا فَاِنِّيْ لَا اِخَالُكَ نَاجِيًا

اور یہ کہتے ہیں اس طرح یا اس طرح ہونا چاہیے تھا، سو بعض کم خیال کرتے ہیں اور بعض زیادہ، غرض دونوں طرح کے لوگ ہیں، خود اپنے جی میں بھی غور کرو، کیا تم بچے ہوئے ہو؟

اگر تو اس سے بچ گیا ہے تو بڑی بات سے بچا ہے
وگرنہ میں تجھے بچنے والا نہیں سمجھتا۔



فیہ مسائل

اس میں (۴) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ اٰلِ عِمْرَانَ

(۱) آیہ آل عمران کی تفسیر

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْفَتْحِ

(۲) آیہ سورہ فتح کی تفسیر

اَلثَّالِثَةُ الْاِخْبَارُ بِاَنَّ ذٰلِكَ اَنْوَاعٌ لَا تُحْصَرُ

(۳) بُرے گمان کی بہت سی قسمیں ہیں جنکا شمار نہیں ہو سکتا

اَلرَّابِعَةُ اَنَّهُ لَا يَسْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ عَرَفَ الْاَسْمَاءَ وَالصِّفَاتِ وَعَرَفَ نَفْسَهُ

(۴) اس سے وہی سلامت رہ سکتا ہے جو اللہ کے نام و صفات کو پہچانے، اور اپنے نفس کو بھی اچھی طرح سمجھے،

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مُنْكِرِي الْقَدَرِ

تقدیر کے منکرین کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِيْ نَفْسُ ابْنِ عُمَرَ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ لِاَحَدِهِمْ مِثْلُ

ابن عمرؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کسی ایک کے

أُحُدٍ ذَهَبًا ثُمَّ أَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ مَا قَبِلَهُ اللهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ اسْتَدَلَّ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پاس احد کے برابر سونا ہو، پھر وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو ہرگز اللہ اسے اس شخص سے قبول نہ کریگا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کیا، کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں، اور رسولوں اور پچھلے دن پر ایمان لائے، اور ہر قسم کی تقدیر بھلی اور بری دونوں پر ایمان لائے، مسلم نے اسے روایت کیا،

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ، فَقَالَ رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، يَا بُنَيَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا فَلَيْسَ مِنِّي۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ۔ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ فَجَرَى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ

عبادہ بن صامت نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! تو ہرگز ایمان کا مزہ نہ پائیگا یہاں تک کہ یہ سمجھ لے کہ جو چیز تجھے پہونچنے والی ہے تجھ سے ٹلنے والی نہیں، اور جو تجھ سے دور ہے وہ ہرگز تجھے پہونچنے والی نہیں ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم بنایا اس سے کہا لکھ۔ وہ بولا ای رب کیا لکھوں، کہا ہر چیز کی تقدیر جو قیامت تک ہوگی لکھ، اے بیٹے! میں نے آنحضرت کو سنا فرماتے تھے، جو اس کے علاوہ کسی بات پر مرا سو وہ مجھ سے نہیں ہے، احمد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم بنایا اسے فرمایا لکھ ان تمام باتوں کو جو قیامت تک

إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ وَهْبٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ اَحْرَقَهُ اللّٰهُ بِالنَّارِ -

ہونے والی ہیں وہ لکھنے لگا، ابن وہب کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ہر قسم کی تقدیر بھلی اور بُری پر ایمان نہ لائے، اسے اللہ آگ میں جلائے گا،

*

وَفِي الْمُسْنَدِ وَالسُّنَنِ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ شَيْءٌ مِّنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللّٰهَ يُذْهِبُ مِنْ قَلْبِيْ فَقَالَ لَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَكُنْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ فَاَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ صَحِيْحِهٖ

مسند احمد اور سنن (ابی داؤد وغیرہ) میں ابن الدیلمی سے ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابی بن کعب کے پاس آیا اور بولا، میرے دل میں تقدیر کی بابت کچھ خدشہ ہے مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے کہ شاید اللہ میرے دل کی یہ بات دور کر دے، اُبیؓ بولا اگر تو اُحد کے برابر سونا خرچ کریگا تو ہرگز اللہ تجھ سے اس وقت تک قبول نہ کریگا جب تک کہ تو تقدیر پر ایمان نہ لائے اور یہ یقین نہ کرے کہ جو تجھے پہونچا ہے ٹلنے والا نہ تھا، اور جو نہیں پہونچا پہونچنے والا نہ تھا، اگر تو اس کے علاوہ کسی عقیدہ پر مرا تو جہنمی ہوگا، ابن الدیلمی کہتا ہے پھر میں ابن مسعود اور حذیفہ بن یمان اور زید بن ثابت کے پاس آیا سب نے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ یہ صحیح حدیث ہے، حاکم نے اپنی صحیح میں اسی روایت کیا۔

*

فیہ مسائل

اَلْاُوْلیٰ بَیَانُ فَرْضِ الْاِیْمَانِ بِالْقَدَرِ
اَلثَّانِیَۃُ بَیَانُ کَیْفِیَّۃِ الْاِیْمَانِ۔
اَلثَّالِثَۃُ اِحْبَاطُ عَمَلِ مَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِہٖ

اَلرَّابِعَۃُ الْاِخْبَارُ اَنَّ اَحَدًا لَا یَجِدُ طَعْمَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِہٖ

اَلْخَامِسَۃُ ذِکْرُ اَوَّلِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ
اَلسَّادِسَۃُ اَنَّہٗ جَرٰی بِالْمَقَادِیْرِ فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ۔
اَلسَّابِعَۃُ بَرَاءَتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِہٖ
اَلثَّامِنَۃُ عَادَۃُ السَّلَفِ فِیْ اِزَالَۃِ الشُّبْھَۃِ بِسُؤَالِ الْعُلَمَاءِ۔

اَلتَّاسِعَۃُ اَنَّ الْعُلَمَاءَ اَجَابُوْہُ بِمَا یُزِیْلُ شُبْھَتَہٗ وَذٰلِکَ اَنَّھُمْ نَسَبُوا الْکَلَامَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَطْ

اس میں (۹) مطالب ہیں

(۱) تقدیر پر ایمان لانے کی فرضیت کا بیان
(۲) ایمان کی کیفیت کا بیان،
(۳) جو تقدیر پر ایمان نہ لائے اس کے عمل کا برباد ہونا،
(۴) یہ بتانا کہ کسی کو ایمان کا مزا حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے،
(۵) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا کیا؟
(۶) قلم نے تمام مقدرات کو جو قیامت تک ہونے والی ہیں لکھا۔
(۷) آپ کا اس شخص سے بیزار ہونا، جو تقدیر پر ایمان نہ لائے،
(۸) سلف صالحین کی عادت تھی کہ جب کسی مسئلہ میں شبہ ہوتا تو علماء سے دریافت کر کے اسے دور کیا کرتے تھے،
(۹) علماء نے اسکے شبہ کو اس طرح دور کیا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تھا اسے بتا دیا، پس انہوں نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف فیصلہ کی نسبت کی، نہ اور کسی کیطرف،

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُصَوِّرِيْنَ

تصویر بنانے والوں کا بیان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً وَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً، خَرَّجَاهُ۔

ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور کون بڑا ظالم ہے اس سے کہ میری جیسی بناوٹ بنانا چاہتا ہے پس وہ ایک ذرہ بنائیں، ایک دانہ بنائیں ایک جو بنائیں، بخاری مسلم۔

وَلَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهِئُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ۔

بخاری ومسلم میں بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے بنانے میں اس کی مشابہت کرتے ہیں"

وَلَهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ يُعَذَّبُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ

بخاری ومسلم میں ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "ہر ایک تصویر بنانیوالا جہنم میں جائیگا، اس کے واسطے ہر تصویر کے عوض ایک ایک جان کیجائے گی جس کے ذریعہ اسے جہنم میں عذاب دیا جائیگا"

⁂

وَلَهُمَا عَنْهُ مَرْفُوْعًا مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ

بخاری ومسلم میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کوئی صورت دنیا میں

وَلَیْسَ بِنَافِخٍ

وَلِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِی الْھَیَّاجِ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَۃً اِلَّا طَمَسْتَھَا وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ

فیہ مسائل

اَلْاُوْلٰی التَّغْلِیْظُ الشَّدِیْدُ فِی الْمُصَوِّرِیْنَ

اَلثَّانِیَۃُ التَّنْبِیْہُ عَلَی الْعِلَّۃِ وَھُوَ تَرْکُ الْاَدَبِ مَعَ اللّٰہِ لِقَوْلِہٖ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ

اَلثَّالِثَۃُ التَّنْبِیْہُ عَلٰی قُدْرَتِہٖ وَعَجْزِھِمْ لِقَوْلِہٖ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّۃً اَوْ شَعِیْرَۃً

اَلرَّابِعَۃُ التَّصْرِیْحُ بِاَنَّھُمْ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا

اَلْخَامِسَۃُ اَنَّ اللّٰہَ یَخْلُقُ بِعَدَدِ کُلِّ صُوْرَۃٍ نَفْسًا یُعَذَّبُ بِھَا فِیْ جَھَنَّمَ

اَلسَّادِسَۃُ اَنَّہٗ یُکَلَّفُ اَنْ یَّنْفُخَ فِیْھَا

بنائیگا اور روز قیامت یہ حکم دیا جائیگا کہ اسمیں روح پھونکے مگر وہ پھونک نہ سکیگا، مسلم میں ابو الہیاج اسدی سے مروی ہے کہ حضرت علی نے مجھسے کہا، کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا یہ کہ کوئی تصویر نہ چھوڑے مگر اسے مٹا دے، اور نہ بلند قبر مگر اسے زمین سے برابر کردے،

اس میں (۷) مطالب ہیں

(۱) تصویر بنانیوالوں کے لیے سخت وعید ہے

(۲) تصویر بنانیکی وجہ یہ بتائی کہ یہ خود اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی ہے، چنانچہ فرمایا، "اور کون ہے بڑا ظالم اس شخص سے جو میری بناوٹ سی بنانا چاہتا ہے"

(۳) اللہ کی قدرت اور مخلوق کی عاجزی کا اظہار اس طرح کہ فرمایا ایک ذرہ بنائیں یا ایک جو ہی بنائیں،

(۴) اس بات کی تصریح کہ ان تصویر بنانے والوں کو سب سے سخت عذاب ہوگا،

(۵) مصور کے لئے اللہ ہر ایک تصویر کے عوض ایک جان دیگا جس کے ذریعہ اسے جہنم کا عذاب ہوگا،

(۶) مصور سے کہا جائیگا کہ اس میں روح

الرُّوحَ۔

اَلسَّابِعَۃُ الْاَمْرُ بِطَمْسِہَا اِذَا وُجِدَتْ

پہونکے۔

(۷) تصویر کے مٹانے کا حکم جہاں کہیں ہو

بَابُ مَا جَاءَ فِی کَثْرَۃِ الْحَلِفِ

کثرت سے قسم کھانیکا حکم

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ ۵،۸۹

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْحَلِفُ مَنْفَقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مَمْحَقَۃٌ لِلْکَسْبِ اَخْرَجَاہُ۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے قسم سامان کو بیچنے والی اور کمائی میں سے برکت کو مٹانے والی ہے، بخاری مسلم۔

وَعَنْ سَلْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

اُشَیْمِطٌ زَانٍ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ وَرَجُلٌ جَعَلَ اللّٰہَ بِضَاعَتَہٗ لَا یَشْتَرِیْ اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَبِیْعُ اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔

سلمان کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تین آدمی ایسے ہیں کہ نہ اللہ ان سے بات کریگا، اور نہ انہیں پاک کریگا۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے، ایک بوڑھا زنا کار، دوسرا فقیر تکبر کرنے والا، تیسرا وہ شخص کہ اللہ کو اپنی پونجی بنائی نہ کوئی چیز خریدتا ہے نہ بیچتا ہے مگر اس کی قسم پر" اسے طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا

*

وَفِی الصَّحِیْحِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

صحیح بخاری ومسلم میں عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِیْ ذَکَرَ بَعْدَ قَرْنِہٖ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّ بَعْدَکُمْ قَوْمًا یَشْہَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْہَدُوْنَ وَیَخُوْنُوْنَ وَلَا یُؤْتَمَنُوْنَ وَیَنْذِرُوْنَ وَلَا یُوْفُوْنَ وَیَظْہَرُ فِیْہِمُ السِّمَنُ۔

فرمایا، میری امت کا بہترین قرن وہ ہے جس میں میں ہوں، پھر جو ان کے بعد آئیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، عمران کہتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے اپنے قرن کے بعد دو بار کہا یا تین بار، پھر فرمایا بیشک تمہارے بعد ایسی قوم آئیگی کہ گواہی دیں گے اور ان سے گواہی نہیں طلب کی گئی ہوگی، اور خیانت کریں گے، اور امانت دار نہ ہوں گے، اور نذر مانیں گے اور وفا نہ کریں گے، اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا،

وَفِیْہِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَہَادَۃُ اَحَدِہِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَہَادَتَہٗ، قَالَ اِبْرٰہِیْمُ کَانُوْا یَضْرِبُوْنَنَا عَلَی الشَّہَادَۃِ وَالْعَہْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ

نیز صحیح بخاری میں ابن مسعود کر مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین قرن میرا ہے، پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے، پھر ان کے بعد والوں کا، پھر ایسی قوم ہوگی کہ ان کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی، ابراہیم نخعی کہتے ہیں، ہمیں گواہی اور عہد پر بچپن میں مارا کرتے تھے۔

فیہ مسائل

الْاُوْلٰی الْوَصِیَّۃُ بِحِفْظِ الْاَیْمَانِ،

الثَّانِیَۃُ الْاِخْبَارُ بِاَنَّ الْحَلِفَ مَنْفَقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مَمْحَقَۃٌ لِلْبَرَکَۃِ۔

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) قسم کی حفاظت کی تاکید

(۲) یہ بیان فرمانا کہ قسم سے سودا بکتا ہے اور برکت مٹ جاتی ہے

اَلثَّالِثَۃُ اَلْوَعِیْدُ الشَّدِیْدُ فِیْمَنْ لَا یَبِیْعُ وَلَا یَشْتَرِیْ اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ۔

(۳) سخت عذاب کا بیان اس شخص کی بابت کہ کسی قسم کے بغیر نہ خریدے نہ بیچے،

اَلرَّابِعَۃُ اَلتَّنْبِیْہُ عَلٰی اَنَّ الذَّنْبَ یَعْظُمُ مَعَ قِلَّۃِ الدَّاعِیْ۔

(۴) بلا وجہ گناہ کرنا اس گناہ کو اور بڑھا دیتا ہے،

اَلْخَامِسَۃُ ذَمُّ الَّذِیْنَ یَحْلِفُوْنَ وَلَا یُسْتَحْلَفُوْنَ۔

(۵) ان لوگوں کی برائی جو خود قسم کھاتے ہیں حالانکہ کوئی ان سے قسم نہیں لیتا۔

اَلسَّادِسَۃُ ثَنَاؤُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَۃِ اَوِ الْاَرْبَعَۃِ وَذِکْرُ

(۶) آپ کی قرون ثلثہ یا اربعہ کی تعریف اور ان کے بعد جو ہوگا اس کا بیان

اَلسَّابِعَۃُ اَنَّ الَّذِیْنَ یَشْھَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْھَدُوْنَ

(۷) ان لوگوں کا بیان جو بلا گواہی طلب کئے گواہی دیں گے

اَلثَّامِنَۃُ کَوْنُ السَّلَفِ یَضْرِبُوْنَ الصِّغَارَ عَلَی الشَّھَادَۃِ وَالْعَھْدِ۔

(۸) سلف صالحین اپنے بچوں کو گواہی اور عہد پر مارا کرتے تھے،

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذِمَّۃِ اللّٰہِ وَذِمَّۃِ نَبِیِّہٖ

اللہ اور رسول کے ذمہ کا بیان

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاَوْفُوْا بِعَھْدِ اللّٰہِ اِذَا عَاھَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۱۶-۹۱

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور اللہ کے عہد کو جب تم کوئی عہد کرو، پورا کرو، اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو۔ حالانکہ تم نے اللہ کو اسپر ضامن بنایا، بلاشک اللہ تمہارے سب کام جانتا ہے۔

❊ ❊ ❊
❊

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّرَ أَمِيْرًا
عَلٰى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ بِتَقْوَى
اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا،
فَقَالَ اغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا
وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا
وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا، وَإِذَا لَقِيْتَ
عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ
إِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَأَيَّتُهُنَّ
مَا أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ
عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ
أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ
إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلٰى دَارِ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوْا
ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ
مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ، فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوْا
مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَأَعْرَابِ
الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِيْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ
تَعَالٰى،

وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ

بریدہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جب کسی شخص کو بڑی فوج یا چھوٹے لشکر کا
افسر بناتے، اسے اللہ کے تقوی کی وصیت
فرماتے، اور جو اس کے ساتھ مسلمان ہیں
ان کے ساتھ حسن سلوک کی۔ پھر فرماتے
اللہ کے نام سے غزوہ کرو۔ اللہ کی راہ
میں جو اللہ سے کفر کرتا ہو اس سے جنگ کرو،
غزوہ کرو، اور خیانت نہ کرو۔ نہ عہد توڑنا
نہ مثلہ کرنا ناک کان وغیرہ کاٹنا، نہ بچوں
کو مارنا، اور جب مشرکوں میں سے کسی ایک
دشمن کے مقابل میں ہو تو تین باتوں میں سے
ایک کی طرف بلانا، پس وہ ان میں سے جسکو
قبول کریں تو قبول کر لینا، اور جنگ سے رک
جانا، انہیں اسلام کیطرف بلانا اگر وہ اسے قبول
کریں تو یہی قبول کر لینا۔ پھر انہیں دار الکفر سے
دار الاسلام یعنی مہاجرین کے مقام کی دعوت
دینا کہ وہ وہاں ہجرت کرو۔ اور یہ بتانا کہ اگر یہ ہجرت
کریں گے تو انہیں وہ حق حاصل ہوگا، جو
مہاجرین کو ہے اور ان پر وہ بار ہوگا جو
ان پر ہے اگر وہ ہجرت نہ کریں تو انہیں بتانا
کہ وہ ان بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے
جنپر اللہ کا حکم جاری ہوتا ہے۔
اور انہیں مال غنیمت اور فئی (۱) میں کچھ نہ ملیگا

(۱) مال غنیمت وہ مال جو جنگ و خونریزی سے حاصل ہو۔ فئی وہ مال ہے جو بلا جنگ حاصل ہو۔

إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْأَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ، وَلَكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ، فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ فِيهِمْ حُكْمَ اللَّهِ أَمْ لَا؟

مگر ایسی صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں۔ سو اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرنا، اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہوں، تو قبول کرنا، اور جنگ نہ کرنا، اگر وہ اس سے بھی انکار کریں تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے جنگ کرنا، اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو ان کے واسطے اللہ و رسول کا ذمہ کرے سو تو ان کے واسطے اللہ و رسول کا ذمہ نہ کرنا لیکن اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ کرنا اس لئے کہ اگر تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ توڑ دو۔ تو یہ کمتر ہے اس سے کہ اللہ و رسول کا ذمہ توڑ دو۔ اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے، اور وہ یہ چاہیں کہ انہیں تو اللہ کے حکم پر اتارے تو اللہ کے حکم پر نہ اتارنا، لیکن اپنے حکم پر اتارنا اس لئے کہ تجھے معلوم نہیں کہ تو اللہ کا حکم ان میں پا سکتا ہے یا نہیں۔ مسلم نے اسے روایت کیا،

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۷) مطالب ہیں

الْأُولَى الْفَرْقُ بَيْنَ ذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ نَبِيِّهِ،

(۱) اللہ و رسول اور عام مسلمانوں کے

المسلمین

الثانیۃ الارشاد الی اقل الامرین خطراً

الثالثۃ قولہ اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ

الرابعۃ قولہ قاتلوا من کفر باللہ

الخامسۃ قولہ استعن باللہ وقاتلہم

السادسۃ الفرق بین حکم اللہ وحکم العلماء

السابعۃ فی کون الصحابی یحکم عند الحاجۃ بحکم لا یدری ایوافق حکم اللہ ام لا۔؟

ذمہ میں فرق

(۲) آپ کا اس معاملہ کی ہدایت کرنا جو دو باتوں میں سے کم خطرہ رکھتا ہے۔

(۳) آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ کے نام سے غزوہ کرو اللہ کی راہ میں۔

(۴) آپ کا یہ فرمان کہ جو اللہ سے کفر کرتا ہے اس سے جنگ کرو۔

(۵) آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ سے مدد مانگ کر ان سے جنگ کرنا

(۶) اللہ کے حکم اور علماء کے حکم میں فرق

(۷) صحابی بھی ضرورت کے وقت کبھی ایسا حکم کرسکتا ہے، جسے وہ نہیں جانتا کہ اللہ کے حکم کے موافق ہے یا نہیں؟

باب ما جاء فی الاقسام علی اللہ

اللہ پر قسم کھانیکا بیان

عن جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رجل واللہ لا یغفر اللہ لفلان فقال اللہ عز وجل من ذا الذی یتالی علی ان لا اغفر لفلان انی

جندب بن عبداللہ بجلی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ فلاں شخص کو نہ بخشیگا. اللہ نے فرمایا، یہ کون ہوتا ہے کہ مجھ پر ایسی قسم کھائے کہ فلاں کو میں نہ بخشوں گا میں نے

قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَفِي حَدِيثِ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ الْقَائِلَ رَجُلٌ عَابِدٌ قَالَ اَبُوهُرَيْرَةَ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَاٰخِرَتَهُ

اسے بخشدیا اور اس قسم کھانے والے کے سب عمل برباد کئے، مسلم نے اسے روایت کیا، ابوہریرہ کی روایت میں یہ ہے کہ یہ کہنے والا ایک عابد شخص تھا، ابوہریرہ کہتے ہیں اس ایک بات نے اس کی دنیا و آخرت برباد کردی،

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى اَلتَّحْذِيْرُ مِنَ التَّاَلِّي عَلَى اللّٰهِ۔

(۱) اللہ پر قسم کھانے کی برائی،

اَلثَّانِيَةُ كَوْنُ النَّارِ اَقْرَبَ اِلٰى اَحَدِنَا مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ۔

(۲) آگ ہم سے ہمارے جوتہ کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اَلثَّالِثَةُ اَنَّ الْجَنَّةَ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

(۳) جنت بھی اسی طرح ہم سے زیادہ قریب ہے

اَلرَّابِعَةُ فِيهِ شَاهِدٌ لِقَوْلِهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ اِلٰى اٰخِرِهِ

(۴) اس میں حجت ہو اس بات کی کہ انسان کبھی ایسا کلمہ بولتا ہے جس کا خیال بھی نہیں کرتا اور اس کی وجہ سے جہنمی ہو جاتا ہے،

اَلْخَامِسَةُ اَنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُغْفَرُ لَهُ بِسَبَبٍ هُوَ مِنْ اَكْرَهِ الْاُمُوْرِ اِلَيْهِ۔

(۵) انسان کی بعض وقت ایسے معاملہ سے مغفرت ہو جاتی ہے جو اس کے نزدیک زیادہ برا ہوتا ہے۔

بَابٌ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ

اللہ کی سفارش مخلوق کے پاس نہ لیجانا چاہیئے

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ ایک بدو آنحضرت

قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ نُهِكَتِ الْأَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ، وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ فَاسْتَسْقِ لَنَا رَبَّكَ فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِاللهِ عَلَيْكَ وَبِكَ عَلَى اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللهِ! سُبْحَانَ اللهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتَّى عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا اللهُ؟ إِنَّ شَأْنَ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللهِ عَلَى أَحَدٍ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہا یا رسول اللہ جانیں تلف ہوگئیں، اور بچے بھوکے مرگئے، اور مال برباد ہوگیا، پس آپ اللہ سے ہمارے واسطے دعا کیجئے ہم اللہ کو آپ کے پاس سفارشی بناتے ہیں، اور آپ کو اللہ کے پاس، آپ نے فرمایا اللہ پاک ہے، اللہ پاک ہے! آپ اس طرح تسبیح کہتے رہے، یہاں تک کہ اس کا اثر صحابہ کے چہروں پر نمودار ہوا، پھر فرمایا تجھ پر افسوس! تو جانتا ہے اللہ کیا ہے؟ اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے، اللہ کو کسی کے حضور میں سفارشی نہیں لیجاتے، اور پوری حدیث بیان کی، یہ ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

الْأُولَى إِنْكَارُهُ عَلَى مَنْ قَالَ نَسْتَشْفِعُ بِاللهِ عَلَيْكَ.

(۱) اس کے یہ کہنے پر کہ "ہم اللہ کو آپ کے پاس سفارشی بناتے ہیں" آپ کا سخت انکار کرنا،

الثَّانِيَةُ تَغَيُّرُهُ تَغَيُّرًا عُرِفَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ مِنْ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ

(۲) آپ کے چہرے کا بگڑ جانا یہاں تک کہ صحابہ بھی اس بات سے متاثر ہوئے،

الثَّالِثَةُ أَنَّهُ لَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ قَوْلَهُ وَنَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللهِ

(۳) آپ نے یہ جملہ ناپسند نہ فرمایا کہ "ہم اللہ کے حضور میں آپ کو سفارشی لیجاتے ہیں"، کیونکہ یہ درست ہے۔

الرابعۃ التنبیہ علی تفسیر سبحان اللّٰہ۔

(۴) سبحان اللہ کے معنی کا بیان۔

الخامسۃ ان المسلمین یسألونہ الاستسقاء۔

(۵) مسلمان آپ سے پانی کے لیے دعا طلب کیا کرتے تھے۔

باب ما جاء فی حمایۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حمی التوحید وسدہ طرق الشرک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی حفاظت فرمانا، اور شرک کے راستے بند کرنا

عن عبد اللّٰہ بن الشخیر رضی اللّٰہ عنہ قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلنا انت سیدنا، فقال السید اللّٰہ تبارک وتعالی، قلنا وافضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا بقولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم

عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں بنی عامر کی جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا، ہم نے آپ سے کہا آپ ہمارے سردار ہیں، فرمایا سردار اللہ ہے جو برکت والا بلند ہے، ہمنے کہا آپ ہم سے افضل اور ہم پر بڑے احسان کرنے والے ہیں، فرمایا یہ یا اسی طرح کی باتیں کرو۔ اور شیطان کے پھندے میں

الشَّیْطَانُ، رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ۔

نہ آجانا، اسے ابوداؤد نے قوی سند سے روایت کیا،

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا خَیْرَنَا وَابْنَ خَیْرِنَا وَسَیِّدَنَا وَابْنَ سَیِّدِنَا! فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا بِقَوْلِکُمْ وَلَا یَسْتَھْوِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ الَّتِیْ اَنْزَلَنِیَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ، رَوَاہُ النَّسَائِیُّ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ

انس کہتے ہیں چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور بولے یا رسول اللہ! اے وہ کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے بیٹے ہو! اور سردار اور سردار کے بیٹے ہو! فرمایا اے لوگو! اپنی معمولی باتیں کرو۔ اور شیطان تمہیں نہ بہکائے، میں محمد ہوں اور اللہ کا بندہ اور اس کا رسول میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس مرتبہ سے بڑھادو جس پر اللہ نے مجھے رکھا ہے۔ اسے نسائی نے بسند قوی روایت کیا۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰی تَحْذِیْرُ النَّاسِ مِنَ الْغُلُوِّ۔

(۱) لوگوں کو غلو سے بچانا،

اَلثَّانِیَۃُ مَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَقُوْلَ مَنْ قِیْلَ لَہٗ "اَنْتَ سَیِّدُنَا"۔

(۲) جس سے کوئی "سیدنا" کہے اسے کیا کہنا چاہئے۔

اَلثَّالِثَۃُ قَوْلُہٗ "لَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ" مَعَ اَنَّھُمْ لَمْ یَقُوْلُوْا اِلَّا الْحَقَّ۔

(۳) آپ کا یہ فرمانا کہ تمہیں شیطان نہ بہکائے، حالانکہ انہوں نے حق بات کہی تھی۔

اَلرَّابِعَۃُ قَوْلُہٗ "مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیْ"۔

(۴) آپ کا یہ فرمانا کہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے میرے رتبہ سے بڑھاؤ۔

باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ وما قدروا اللہ حق قدرہ

اللہ کے اس قول کا بیان "نہیں سمجھے وہ اللہ کو جیسا سمجھنا چاہیئے"

وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

- ۶۷-۳۹ -

اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے روز، اور سب آسمان بھی لپیٹے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں، وہ پاک اور برتر ہے، اس سے کہ یہ شریک کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

ابن مسعود کہتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور بولا، اے محمدؐ! ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں کہ اللہ ساتوں آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا، اور زمینوں کو ایک انگلی پر، اور درختوں کو ایک پر، اور پانی کو ایک پر، اور کیچڑ کو ایک پر، اور تمام مخلوق کو ایک پر، پھر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں دکھنے لگیں اس عالم کی تصدیق میں، پھر آپنے

حَتّٰى قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْاٰيَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا اللّٰهُ۔

یہ آیت پڑھی، اور انہوں نے اللہ کو نہیں سمجھا جیسا کہ سمجھنا چاہیئے۔ اور سب زمین اس کی مٹھی میں ہوگی روز قیامت، مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پہاڑ اور درخت ایک انگلی پر ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں ہلا کر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں میں معبود ہوں،

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ اَخْرَجَاهُ۔

بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اور سب آسمانوں کو ایک انگلی پر کریگا اور پانی اور کیچڑ کو ایک پر اور تمام مخلوق کو ایک پر یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

وَلِمُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟

مسلم میں ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سب آسمانوں کو روز قیامت لپیٹ کر اپنے سیدھے ہاتھ میں لیگا، پھر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زبردست؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟

ثُمَّ يَطْوِي الْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِشِمَالِهٖ، ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟

پھر ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لیگا۔ پھر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زبردست، کہاں ہیں تکبر کرنیوالے؟

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ اِلَّا كَخَرْدَلَةٍ فِيْ يَدِ اَحَدِكُمْ

ابن عباس کہتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمینیں اللہ کے ہاتھ میں اس طرح ہوں گے جیسے کہ تمہارے ہاتھ میں رائی کا دانہ،

وَقَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ

ابن جریر نے بطریق یونس ابن وہب سے

قَالَ قَالَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَدَرَاهِمَ سَبْعَةٍ أُلْقِيَتْ فِي تُرْسٍ قَالَ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا الْكُرْسِيُّ فِي الْعَرْشِ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ أُلْقِيَتْ بَيْنَ ظَهْرَيْ فَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَالَّتِي تَلِيهَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَبَيْنَ كُلِّ سَمَاءٍ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْكُرْسِيِّ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَبَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَالْعَرْشُ فَوْقَ الْمَاءِ، وَاللهُ فَوْقَ الْعَرْشِ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِكُمْ أَخْرَجَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ، وَرَوَاهُ بِنَحْوِهِ الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَهُ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، قَالَ وَلَهُ طُرُقٌ۔

*

روایت کی وہ ابن زید سے روایت کرتے ہیں کہا میرے باپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ساتوں آسمان کرسی کے مقابلہ میں سات درہم کے برابر ہیں کہ ایک ڈھال میں ڈالے گئے، ابوذر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے: "کرسی عرش کے سامنے ایک چھلے کی طرح ہے جو چٹیل میدان میں ڈالا جائے،

ابن مسعود کہتے ہیں پہلے اور دوسرے آسمان میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، اور ہر دو آسمانوں میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، ساتویں آسمان اور کرسی میں بھی پانچ سو برس کا فاصلہ اور کرسی اور پانی میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، عرش پانی پر ہے، اور اللہ تعالیٰ عرش پر، اس پر تمہارا کوئی کام پوشیدہ نہیں، اسے ابن مہدی نے حماد بن سلمہ کے واسطہ سے عاصم سے روایت کیا، وہ زر سے، وہ ابن مسعود سے، اور اسی طرح مسعودی نے عاصم کے واسطہ ابووائل سے روایت کی انہوں نے ابن مسعود سے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے یہ لکھا اور کہا اس کے متعدد طرق ہیں،

وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟ قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ وَكَثْفُ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ وَكَثْفُ كُلِّ سَمَاءٍ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْعَرْشِ بَحْرٌ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَاللهُ تَعَالَى فَوْقَ ذٰلِكَ وَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِ بَنِي آدَمَ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ

حضرت عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جانتے ہو کہ آسمان و زمین میں کیا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ و رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا ان میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچسو برس کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کا دل پانچ سو برس کے برابر ہے۔ اور ساتویں آسمان اور عرش میں ایک دریا ہے جس کے نیچے اور اوپر اسی قدر فاصلہ ہے، جیسا کہ آسمان و زمین میں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہے۔ کوئی چیز اس پر بنی آدم کے عمل سے پوشیدہ نہیں۔ اسے ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا

فیہ مسائل

اس میں (۱۹) مطالب ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(۱) اس آیت وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ کی تفسیر

الثَّانِيَةُ أَنَّ هٰذِهِ الْعُلُومَ وَأَمْثَالَهَا بَاقِيَةٌ عِنْدَ الْيَهُودِ الَّذِينَ فِي زَمَنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنْكِرُوهَا وَلَمْ يَتَأَوَّلُوهَا۔

(۲) یہ اور اس کے مثل بہت سی باتیں ان یہود کے پاس بھی باقی تھیں جو آپ کے زمانہ میں تھے، انہوں نے نہ ان کا انکار کیا، اور نہ تاویل کی۔

الثَّالِثَةُ أَنَّ الْحَبْرَ لَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَقْرِيرِ ذٰلِكَ

(۳) جب یہود کے عالم نے یہ بات آنحضرت سے ذکر کی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور قرآن مجید نے بھی اس کی تصدیق کی۔

اَلرَّابِعَةُ وُقُوعُ الضَّحِكِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ذَكَرَ الْحَبْرُ هٰذَا الْعِلْمَ الْعَظِيْمَ۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم کی بات پر مسکرانا جبکہ اس نے یہ بڑا علم ظاہر کیا۔

اَلْخَامِسَةُ التَّصْرِيْحُ بِذِكْرِ الْيَدَيْنِ وَاَنَّ السَّمٰوٰتِ فِي الْيَدِ الْيُمْنٰى وَالْاَرَضِيْنَ فِي الْاُخْرٰى

(۵) دو ہاتوں کی تصریح اور کہ ساتوں آسمان سیدھے ہاتھ میں ہیں اور زمین دوسرے ہاتھ میں۔

اَلسَّادِسَةُ التَّصْرِيْحُ بِتَسْمِيَتِهَا الشِّمَالَ

(۶) دوسرے ہاتھ کو صراحۃً بایاں بتانا[1]

اَلسَّابِعَةُ ذِكْرُ الْجَبَّارِيْنَ وَالْمُتَكَبِّرِيْنَ عِنْدَ ذٰلِكَ

(۷) جبار اور متکبروں کا ذکر اسوقت کرنا،

اَلثَّامِنَةُ قَوْلُهٗ كَخَرْدَلَةٍ فِيْ كَفِّ اَحَدِكُمْ

(۸) رائی کے برابر بتانا،

اَلتَّاسِعَةُ عِظَمُ الْكُرْسِيِّ بِالنِّسْبَةِ اِلَى السَّمَاءِ

(۹) کرسی کا بہ نسبت آسمان بڑا ہونا،

اَلْعَاشِرَةُ عِظَمُ الْعَرْشِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْكُرْسِيِّ

(۱۰) عرش کا بہ نسبت کرسی بڑا ہونا،

اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ اَنَّ الْعَرْشَ غَيْرُ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ

(۱۱) عرش کا کرسی اور پانی کے علاوہ ہونا،

اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ كُلِّ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ

(۱۲) ہر دو آسمان میں کیا فاصلہ ہے؟

اَلثَّالِثَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْكُرْسِيِّ

(۱۳) ساتویں آسمان اور کرسی میں کیا فاصلہ ہے؟

اَلرَّابِعَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ

(۱۴) کرسی اور پانی میں کیا فاصلہ ہے؟

اَلْخَامِسَةَ عَشْرَةَ اَنَّ الْعَرْشَ فَوْقَ الْمَاءِ

(۱۵) عرش پانی پر ہے۔

اَلسَّادِسَةَ عَشْرَةَ اَنَّ اللّٰهَ فَوْقَ الْعَرْشِ

(۱۶) اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔

اَلسَّابِعَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ

(۱۷) آسمان و زمین میں کیا فاصلہ ہے؟

---

(۱) اس روایت سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ یہ آپ کا فرمان ہے، ممکن ہے راوی کے لفظ ہوں کیونکہ صحیح ترین روایتوں میں اللہ کے لئے جو صفت آئی ہے۔ اس میں وکلتا یدیہ یمین کا لفظ ہے یعنی اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ "ید" اللہ کی خاص صفت ہے۔ اس کو انسانی ہاتھوں سے کوئی تعلق نہیں، اسی لئے کلتا یدیہ یمین فرمایا یعنی اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔

اَلثَّامِنَةَ عَشْرَةَ لِكُثَفِ كُلِّ سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ

(۱۸) ہر آسمان کا دل پانچ سو برس کی مسافت ہے۔

اَلتَّاسِعَةَ عَشْرَةَ اَنَّ الْبَحْرَ الَّذِيْ فَوْقَ السَّمٰوَاتِ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(۱۹) جو دریا کہ آسمانوں پر ہے اس کے اوپر اور نیچے کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے

والحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا كثيرا



غزل مناجات از مولوی محمد امام الدین طالب لکھنوی رحمہ اللہ

سب پر عیاں ہے جز ترے کوئی خدا نہیں — دیتا ہے رزق تو ہی کوئی دوسرا نہیں
دنیا و دیں کی سب مری کر حاجتیں روا — جز تیرے دوسرا کوئی حاجت روا نہیں
میں سر سے لیکے پاؤں تلک ہوں گناہگار — غفار عاصیوں کا کوئی تجھ سوا نہیں
بھولے ہوؤں کو لائے ہے بس تو ہی راہ پر — کوئی کسی کا تیرے سوا رہنما نہیں
دنیا میں جس کو پایا نظر آیا بے وفا — دیکھا تو کوئی تیرے سوا باوفا نہیں
افلاس نے کیا ہے بہت تنگ مجھ کو اب — غیر از کشود کچھ مرا اور مدعے نہیں
مجبور ہر امور میں ہوں تو ہی رحم کر — تجھ سا تو مہربان کوئی دوسرا نہیں
پوری کر اپنے فضل سے دل کی مری مراد — تجھ سا تو کوئی صاحب جود و عطا نہیں
تو ہی ہے کارساز تجھی پر ہے اعتماد — جز تیرے اب امید کسی سے ذرا نہیں
جز تیرے فضل کے نہیں ملتا ہے سیم و زر — وہ کون ہے کہ در کا ترے جو گدا نہیں
رحمت سے تیرے میں ہوں بھلا نا امید کیا — محروم تیرے در سے تو کوئی پھرا نہیں
تو بانصیب کر دے اگر بے نصیب کو — دونوں جہاں میں کوئی بھی مانع ترا نہیں
آنکھوں پر اپنی پردہ غفلت ہے یا نصیب — ورنہ تو وہ اک آن بھی ہم سے جدا نہیں

بندہ نواز تو ہے سوا تیرے برملا | کوئی کسی کا دھر میں مشکل کشا نہیں
اللہ اپنا کافی ہے دونوں جہاں میں | گھبرا ئیو کسی طرح طالب ذرا نہیں

~~~

رحمت کی صدا میرے کانوں میں پڑی ہے | کیا غم ہے جو فوج غم اب دل پہ پڑی ہے
غافل نہیں وہ ذرہ تکلیف سے بندوں کے | ہر ذرہ سے آنکھ اس کی دن رات لڑی ہے
دنیا کی طرف اے دل مائل نہ ہو تو ہرگز | دنیا کی ہے جو لذت سو ایک گھڑی ہے
اللہ ہی سے ہو سائل حاجات دلی کا | رزاق کی رزاقی واللہ بڑی ہے
گو آرزوئیں تیری اے دل نہ بر آئیں پر | مایوس نہ ہو اس کی رحمت تو بڑی ہے
آسان کریگا وہ یکدم میں یہ دشواری | گو تاب تحمل کی زنجیر کڑی ہے
اللہ کی عظمت سے آجائے جسے رونا | جو اشک مسلسل ہے موتی کی لڑی ہے
درماں شتاں رحمت اسکی ہو تو پھر کیا غم | گرد غم و کلفت سب چہرے سے جھڑی ہے

~~~